مولانا روح اللہ نقشبندی غفوری

اردو بازار، کراچی

والدین و اولاد

ایک عظیم نعمت

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

فہرست

شمار نمبر | عنوان | صفحہ نمبر

انتساب

راقم الحروف کے پیر و مرشد محبوب العارفین ، سرتاج العاشقین

ہادی طریقت ، علم و عمل کا سمندر ،

حضرت اقدس مولانا شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری

دامت برکاتہم و فیوضہم

کے نام

جن کی دعاؤں اور فیض نظر سے تمام مشکل مراحل آسان و سہل ہوتے چلے گئے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

خاکپائے اہل اللہ

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی باتیں

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بے شمار ایسی چیزیں پیدا فرمائی ہیں کہ جن سے قلب انسانی سکون و اطمینان حاصل کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی ذات اور ذکر کے بعد غالباً جو چیز سب سے زیادہ سکون کا باعث بنتی ہے اسے "ماں" کا نام دیا جاتا ہے۔

ماں کی ذات سے قطع نظر صرف اس لفظ کو ہی دیکھئے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں کس قدر چاشنی رکھی ہے۔ آپ ایک مرتبہ اپنی والدہ کا تصور باندھ کر ماں کہہ کر دیکھئے ایسا محسوس ہوگا کہ کسی نے منہ میں شہد گھول دیا ہے۔ جس ذات کا فقط تصور ہی باطنی طور پر خوشی و مسرت و سکون کا سبب بن جاتا ہو اس کے وجود میں کس قدر سکون پنہاں ہوگا؟

اگر اس کا اندازہ کرنا چاہیں تو جب کبھی دل بہت اداس ہو اپنی والدہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جائیے۔ جب وہ اپنے پیار بھرے ہاتھوں سے سر کو سہلائے گی تو یوں محسوس ہوگا کہ ایک بہت بھاری بوجھ تھا جو اس عظیم ہستی کے قدموں پر سر رکھنے کی برکت سے دور ہو گیا ہے۔ ہر غم کی راہ فرار اختیار کرتی نظر آئے گی اور دل چاہے گا کہ یہ لمحات کبھی بھی ختم نہ ہوں۔

ماں کی کمزوری

باپ کی بہ نسبت ماں کو کمزور بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات اس عظمت سے بے خبر اولاد وقتی کمزوری پر نگاہ رکھتے ہوئے اس سے اس قسم کا سلوک کرتی نظر آتی ہے جو کسی بھی لحاظ سے شریعت کو پسند نہیں۔

محبت کی چٹان

ماں کے وجود سے جتنا بھی پیار کرو کم ہے ماں کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور پھول سے زیادہ خوبصورت ہے۔ جس نے ماں کے وجود کو دنیا میں اہمیت نہ دی وہ کبھی

دنیا میں عزت نہیں پا سکتا، گلاب جیسی خوشبو، چودھویں جیسی چاندنی، فرشتوں جیسی معصومیت، سچائی کا پیکر لازوال محبت یہ تمام عرف یکجان ہوجائیں تو ایک مقدس لفظ بن جاتا ہے۔"ماں"

ماں کا رشتہ

کوئی بھی رشتہ بدن پر پہنے کپڑے کی مانند ہوتا ہے اسے بدن سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے مگر ایک ایسا رشتہ ہے جس کے بغیر کوئی بھی مکمل طور پر خوشی حاصل نہیں کر پاتا۔ جان سے وابستہ رشتے کبھی بہت پیارے ہو جاتے ہیں۔ کبھی دل سے اتر جاتے ہیں مگر ایک رشتہ ایسا ہے جو کبھی بھی اپنی اہمیت نہیں کھوپاتا یہ عظیم رشتہ صرف اور صرف "ماں" کا ہے۔

ماں کا دوسرا نام

ماں کا دوسرا نام محبت ہے وہ محبت جو ماں اپنے بچوں پر نچھاور کرتی ہے۔ ماں پھول کی طرح پیار کرتی ہے ماں کا پیار دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے ماں اللہ کا بہترین تحفہ ہے ماں اپنی اولاد کا سارا دکھ سینے میں اتار لیتی ہے اور انہیں خوشیاں دیتی ہے ماں کا ہر روپ خوب دل کش اور حسین ہوتا ہے ماں کے چہرے پر ہر وقت محبت رہتی ہے ماں کسی سے نفرت نہیں کرتی، ماں کی محبت ہر وقت ساتھ رہتی ہے ماں کسی سے نفرت نہیں کرتی ماں کی محبت سمندر کی طرح وسیع ہوتی ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے، جس طرح باغ میں گلاب کا پھول نہ ہو تو باغ خوبصورت نہیں لگتا اسی طرح جس گھر میں ماں نہ ہو وہ گھر گھر نہیں لگتا۔

ماں کی تخلیق

خدا تعالیٰ نے چاند سے اس کا حسن۔ پھول کی پنکھڑی سے اس کی نزاکت۔ بلبل سے اس کا چہکار۔ پائل سے اس کی جھنکار۔ باغوں سے اس کی بہار، مور سے اس کی چال۔ قدرت سے اس کا پیار۔ ندیوں سے اسکا سکون۔ پانی کی لہروں سے ان کی تیزی۔ آبشاروں سے ان کا ترنم۔ آفتاب سے اس کی گرمی۔

فرشتوں سے اس کی محبت۔ ستاروں سے ان کی ٹھنڈک۔ چمن سے اس کی مہک

پہاڑوں سے اسکی سختی۔ آسمان سے اس کا سایہ۔ کانٹوں سے اس کے پھول۔ سمندر سے اسکی وسعت۔ ہیرے سے اسکی چمک۔ قوس قزح سے اس کے رنگ۔ موسموں سے انکا تغیر۔ تلوار سے اسکی کاٹ۔ بادلوں سے اس کی کڑک اور بارش سے اسکی نغمگی لے کر ان تمام چیزوں کو جب شفقت کے کھرل میں ڈال کر پیار و محبت کے دستے سے گزا جو مرکب حاصل ہوا۔ اس کو تخلیق کے مراحل سے گزارا تو یوں "ماں" کی تکمیل ہوئی۔

جذبے تمام پیار کے

دنیا میں ہوش سنبھالتے ہی جس ہستی کو اپنی طرف متوجہ پایا وہ ماں تھی۔ ماں کا نام لیں تو ایسے لگتا ہے کہ چاروں طرف خوشبوؤں نے بسیرا کر لیا ہے ماں دنیا کا خوبصورت اور حسین ترین تحفہ بچوں کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے والی ماں جنت کی نشانی۔ ماں کا نام لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک مضبوط دیوار ہمارے چاروں طرف چن دی گئی ہو اور ہمیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ ماں ہی تو ہے جو اپنی اولاد کا دکھ درد اپنا دکھ درد سمجھتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے یہ اس کی اولاد کا نہیں اس کا اپنا دکھ اپنی تکلیف ہو۔ ایک سایہ خنکی آمیز ایک ٹھنڈی میٹھی پھوار ایک چشمہ سدا بہار محبت کا تراشا ہوا ایک مجسمہ سراپا خلوص و محبت و وفا کا سمندر۔ احساس کی ندی ماں سچائی اور قربانی کی مجسمہ۔ دنیا کی انمول ترین چیز ماں۔ عظمت کا مینار ماں ہے اس لیے تو ماں کے قدموں کے تلے جنت ہے۔

شفقت جو تھی وہ باپ کے حصے میں آ گئی

جذبے تمام پیار کے ماؤں میں جا بسے

ماں کی شفقت صاف و شفاف ہوا کی طرح ہوتی ہے جو سانس لینے والے کی زندگی کے لئے تو بے حد ضروری ہوتی ہے مگر اسے نظر نہیں آتی۔

اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی ہے۔ اگر یہ دنیا پھول ہے تو ماں اس کی خوشبو ہے۔ ماں کی دعاؤں نے آپ کو چاروں اطراف سے احاطے میں لے رکھا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے دل میں "ماں کی عظمت کا احساس نہ ہو۔ ایسے لوگ اگر ہیں تو یقیناً وہ بد قسمت اور بد بخت ہیں۔ باپ کا غصہ اور ماں کا پیار مشہور ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

''سخت سے سخت دل کو ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جا سکتا ہے یاد رہے کہ جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی بزرگ سے دعا کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ماں کا بہت بڑا مقام بنایا ہے۔ ماں گھر کی روشنی ہے۔ اگر آپ اپنے ماں باپ کا احترام کرتے ہیں تو یقیناً آپ کے بچے بھی آپ کا احترام کریں گے۔

اک مدت سے میری ماں نہیں سوئی تابش

میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ماں، باپ جیسی عظیم نعمتوں کی صحیح معنوں میں قدر دانی کی توفیق عطا فرمائیں جو اس دارفانی سے کوچ کر گئے ہیں ان کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور جو حیات ہیں انہیں درازی عمر عطا فرمائے۔

بندۂ ناچیز

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پہلا باب:

باپ ایک عظیم نعمت

باپ کیا ہے؟

امام ترمذی ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَاحْفَظْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوْ ضَیِّعْہُ

والد جنت کے دروازوں میں سے سب سے اچھا دروازہ ہے اب اولاد اس کی فرمانبرداری کر کے اس کی حفاظت کرے یا نافرمانی کر کے اسے ضائع کر دے۔

باپ : جنت کا اعلیٰ دروازہ ہے۔

باپ : اولاد کے لئے سرپرست اعلیٰ ہے۔

باپ : اولاد کے اخراجات برداشت کرتا ہے۔

باپ : اولاد کو تعلیم دلاتا ہے۔

باپ : اولاد کی ہر مشکل کام میں مدد کرتا ہے۔

باپ : کی پیشانی کی زیارت ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔

باپ : اولاد کی محبتوں کا گہوارہ ہے۔

باپ : اولاد کی سرپرستی اور رہنمائی کرتا ہے۔

باپ : اللہ کی رحمت کا سایہ ہے۔

باپ : اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

باپ : اللہ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے۔

باپ : گھر کی عمارت کا دروازہ ہے۔ دروازہ نہ ہو تو چور اور کتے داخل ہو جاتے ہیں۔

باپ : گھر کی عمارت کا چھت ہے چھت نہ ہو تو گھر والے موسم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

باپ : گھر کی عمارت کا ستون ہے ستون نہ ہو تو چھت کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے۔

باپ : سورج کی مانند ہے سورج گرم تو ہوتا ہے مگر روشنی نہ دے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ فصلیں کچی رہ جاتی ہیں۔

باپ : دنیا میں اولاد کے لئے بہترین رہنمائی اور سہارا ہے۔

باپ : باپ کا احترام کرو تاکہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔

باپ : باپ کی عزت کرو تاکہ اس سے فیض یاب ہوسکو۔

باپ : کا حکم مانو تاکہ خوشحال ہوسکو۔

باپ : ایک کتاب ہے جس پر تجربات تحریر ہوتے ہیں اسے دوررست کرو۔

باپ : ایک مقدس محافظ ہے جو ساری زندگی خاندان کی نگرانی کرتا ہے۔

باپ : کے آنسو تمہارے دکھ سے نہ گریں ورنہ اللہ تم کو جنت سے گرادے گا۔

باپ : کے سامنے اونچا نہ بولو ورنہ اللہ تم کو نیچا کردے گا۔

باپ : کے سامنے نظر جھکا کے رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں بلند کردے۔

باپ : باپ کی باتیں غور سے سنو تاکہ دوسروں کی نہ سننی پڑیں۔

باپ : کی سختی برداشت کرو تاکہ باکمال ہوسکو۔

باپ : سونا ہے اور ماں چاندی ہے ہر بچے کا ایک حقیقی باپ ہے۔

باپ : ایک ذمہ دار ڈرائیور ہے جو گھر کی گاڑی اپنے خون پسینہ سے چلاتا ہے

باپ : اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے جو اولاد کی خوشیوں اور غموں میں برابر کا شریک ہے

باپ : اولاد کے لئے ایک بہترین وکیل ہے جو صرف قبول کرلیتا ہے لیکن اولاد پر آنچ نہیں آنے دیتا

باپ : انتہائی جفاکش ہے جو مشکل سے مشکل کام خود کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ماں باپ میں سے اکثر باپ کو سخت طبیعت بنایا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو بچے شیطان کے پھندے میں پھنس جاتے ماں کو چاندی کی طرح ٹھنڈا بنایا ہے اور باپ کو سورج کی طرح گرم۔ ہر بچے کا ایک حقیقی باپ اور ایک حقیقی ماں ہے۔ ماں چاند ہے تو باپ سورج۔ اور یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ چاند سورج ہی سے روشنی لیتا ہے ماں اگر جنت ہے تو باپ اس کا دروازہ ہے۔ ماں جنم دیتی ہے تو باپ زندگی دیتا ہے ماں چلنا سکھاتی ہے تو باپ دوڑنا سکھاتا ہے۔ ماں کھڑا ہونا سکھاتی ہے تو باپ کھڑا رہنا سکھاتا ہے۔ ماں بچے کی حفاظت کرتی ہے تو باپ دونوں کی حفاظت کرتا

ہے ماں گھر سجاتی ہے تو باپ گھر بناتا ہے۔ ماں کی گود مدرسہ ہے تو باپ اس کی عمارت ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو باپ ہی اسے جنت دیتا ہے۔ ماں بہت ہی شفیق ہوتی ہے تو باپ بہت مہربان ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا باپ کی رضا میں رب کی رضا ہے۔ رب کو راضی کرنا ہے تو پہلے باپ کو راضی کریں۔ ماں باپ کی ناراضگی تمہارے لئے دونوں جہاں کی ناراضگی اور سزا حق کے دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوگا۔

آج باپ کل کا بچہ

یہ تو آپ نے سنا ہی ہے کہ آج کا بچہ کل کا باپ ہے۔ اسی طرح جو آج باپ ہے اگر یہ ۸۰/۹۰ سال تک زندہ رہا تو بالکل بچہ بن جائے گا اور اس عمر میں آ کر عادات و خصلت بچے کی مانند ہو جاتی ہیں وہ اس طرح ہے کہ:

ملاحظہ فرمایئے

☆ بچے کے منہ میں دانت نہیں ہوتے
☆ بابے کے منہ سے بھی دانت گر جاتے ہیں

☆ بچہ چل نہیں سکتا
☆ بابا کے لئے بھی چلنا دشوار ہو جاتا ہے

☆ بچہ ضد (اڑی) کرتا ہے
☆ بابا بھی ضد کرتا ہے

☆ بچے کو کوئی چیز یاد نہیں رہتی
☆ بابے کا حافظہ بھی کمزور ہو جاتا ہے

☆ بچے کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے
☆ بابا بھی سہارے کے بغیر نہیں چل سکتا۔

☆ بچہ کسی کی نہیں مانتا
☆ بابا بھی کسی کی نہیں مانتا بلکہ اپنی من مانی کرتا ہے یعنی اپنی منواتا ہے

☆ بچہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں
☆ باپ کی بھی یہی آرزو ہوتی ہے کہ سب لوگ مجھ سے باتیں کریں۔

☆ بچے کو پالنے سے مستقبل سنورتا ہے
☆ باپ کو پالنے سے عاقبت سنورتی ہے

☆ بچہ تھوڑی سی ڈانٹ کا اثر لیتا ہے یعنی بچہ روٹھ جاتا ہے
☆ بابا بھی تھوڑی سی بات پر رنجیدہ ہو جاتا ہے

☆ بچہ بستر اور کپڑوں پر پیشاب کرتا ہے

☆ بابا بھی چارپائی پر اور کپڑوں پہ پیشاب پاخانہ کر دیتا ہے۔

☆ بچے کی دیکھ بھال کے لئے ایک عورت کی ضرورت ہوتی ہے

☆ باپ کی دیکھ بھال کے لئے بھی ایک نوکر کی ضرورت ہے۔

☆ بچے کو زیادہ ڈانٹا جائے تو گھر سے بھاگ جاتا ہے

☆ باپ کو بھی نظرانداز کیا جائے تو یہ بھی روٹھ جاتا ہے

باپ کا بیٹے کا بوسہ لینا ثواب ہے

باپ کا اپنے بچے کو چومنا "بوسۂ شفقت" کہلاتا ہے اگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی وجہ سے لیا جائے تو باپ جتنی بار اپنے بیٹے کو چومے گا اتنی بار اللہ تعالےٰ اجر عطا کرے گا۔

بخاری شریف کتاب الادب کے باب رحمۃ الولد وتقبیلہ میں ہے:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو چوما تو اقرع نے کہا! میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان کو کبھی بھی نہیں چوما۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا" جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا" اس پس منظر میں اس جملہ کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر آج تم اپنے بچوں سے پیار نہ کرو گے تو کل کو یہ بھی تم سے پیار نہ کریں گے اور ایک یہ بھی مطلب نکلتا ہے کہ جو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا اللہ بھی اس سے پیار نہیں کرتا۔

بیٹی افضل کہ بیٹا

اسلامی معاشرہ کے اندر جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تھا وہ تو بیٹی کو بڑی ترجیح دی جاتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"جس نے دو بیٹیوں کی جوان ہونے تک پرورش کی میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کو ملایا"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ جو کوئی اپنی لڑکی کو زندہ در گور نہ کرے نہ اس کی توہین کرے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد شریف)

بیٹی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب باپ گھر کوئی چیز لے کر جائے تو بچوں میں سب سے پہلے بیٹی کو دے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آتا ہوا دیکھتے تو پیار میں کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی چومتے اور پاس بٹھاتے۔

اسلام کے اندر بیٹی کو پالنا زیادہ ثواب کا کام ہے کیونکہ لڑکے کو پالنے سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ وہ کمائے گا کھلائے گا۔ بیٹی آپ کو صرف اللہ کی رضا کی خاطر پالنا ہے۔ بیٹا تو نامعلوم آپ کو دوزخ سے بچائے گا کہ نہیں بچائے گا البتہ بیٹی کو پال پوس کر شادی کر دینا صرف اتنا عمل ہی باپ اور دوزخ کے درمیان دیوار حائل کر دے گا۔

باپ افضل ہے کہ ماں؟

جس مسلمان کے ماں باپ زندہ ہوں ان کی اجازت کے بغیر جہاد پر جانا جائز نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کا حکم ماننا فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ماں باپ اپنے بچے کو نفلی حج اور سفر تجارت سے بھی روک سکتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی بچے کی ماں بھی زندہ ہے اور باپ بھی زندہ ہے تو اس نے ایک سے اجازت لے لی اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ اب بچہ مجبور ہے تو پھر کیا کرے؟ تو اس صورت میں بچے کو اپنے باپ کی بات ماننا پڑے گی۔ (نزہۃ المجالس)

گھر میں آتے جاتے ماں باپ کو سلام کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے انہیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا اور وہ ذوالحلیفہ میں تھے ان کی والدہ ماجدہ دوسری جگہ ایک گھر میں مقیم تھیں جب وہ گھر سے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہوتے اور کہتے اے اماں جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو وہ جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرماتیں۔ پھر

ابو ہریرہ کہتے اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و یجد آپ پر رحم فرمائے جس طرح بچپن میں مجھ پر آپ نے رحم فرمایا اور میری پرورش کی اور وہ فرماتیں اللہ تبارک وتعالیٰ (واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد) تم پر رحم فرمائے جیسا کہ تم نے میرے ساتھ بڑھاپے میں نیکی کا سلوک کیا۔ پھر جب ابو ہریرہ گھر واپس لوٹتے تو اسی طرح کہتے تھے۔ (الادب المفرد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر ناپاک باپ کو کیسے بٹھا سکتی ہوں

ابو سفیان اسلام لانے سے پہلے کفار کے لیڈر تھے۔ جب اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور مشن کو نقصان پہنچانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے۔ ان کی ایک بیٹی حضرت حبیبہؓ اسلام لے آئیں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ایک موقعہ پر ابو سفیان اپنی بیٹی کو ملنے آئے حضرت ام حبیبہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میرا والد آیا ہے کیا کافر والد سے ملاقات کر سکتی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام نے اس بات کی اجازت دے رکھی ہے۔

ابو سفیان اندر آیا اور ایک بچھی ہوئی چادر پر بیٹھنے لگا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے وہ چادر فوراً کھینچ لی۔ والد نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ بیٹی تو نے ایسا کیوں کیا؟

کہنے لگیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک و پاک چادر ہے میں اس پر اپنے ناپاک والد کو کیسے بٹھا سکتی ہوں

روایت کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

هو فراش رسول الله وانت امرؤ نجس مشرک

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک اور پاک بستر ہے اور تو پلید اور مشرک آدمی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۲، ۲۲۳)

کمبل کے دو ٹکڑے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا: ابا جان! اگر آپ ہمارے گھر میں اسی طرح رہے تو ہمارے گھر کا انتظام خراب ہوگا۔ روز روز کی پریشانی سے بہتر ہے کہ آپ کسی اور جگہ اپنا ٹھکانہ بنالیں۔

بوڑھے باپ نے کہا کہ بیٹا! اس عمر میں کہاں جاؤں بیٹا! اگر میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہے تو مجھے خود کہیں لے جا کر چھوڑ آؤ۔ بیٹے نے کہا درست ہے۔ چلو میں آپ کو خود چھوڑ آتا ہوں۔

باپ بیٹا دونوں چلنے لگے تو اس بوڑھے کے پوتے نے کہا کہ میں بھی باباجی کے ساتھ جاؤں گا۔

جوان بیٹا کہنے لگا ٹھیک ہے تم بھی چلو۔ باپ بیٹا اور پوتا تینوں چلتے چلتے ایک جنگل میں پہنچے تو جوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ کو ایک پرانا کمبل تھمایا اور کہا کہ اب آپ یہاں اپنی زندگی بسر کریں اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر واپس ہونے لگا۔

نوعمر پوتے نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا! ابو ذرا ٹھہریئے۔ وہ رک گیا۔ تو اس بچے نے اپنے دادا سے کمبل لیا۔ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دادا کو دے دیا اور دوسرا ٹکڑا ساتھ لے کر اپنے ابوجان کے پاس آ گیا۔

نوجوان نے اپنے بیٹے سے کہا تم نے اپنے دادا کا کمبل کیوں لے لیا ہے؟ نوعمر بچے نے کہا! آج تم جوان ہو اور تمہارا باپ بوڑھا ہے۔ تم نے اسے ایک کمبل دے کر گھر سے نکال دیا ہے۔ کل میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ دادا جان کے کمبل کے دو ٹکڑے کر کے آدھا لے لیا اور آدھا دادا جان کو دے دیا۔

باپ سے کہا۔ یاد رکھئے جب میں جوان ہو جاؤں گا اور آپ بوڑھے ہو جائیں گے تب میں بھی یہ کمبل کا ٹکڑا دے کر تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ چنانچہ نوجوان نے اسی وقت اپنے بوڑھے باپ سے معافی مانگی۔ رونے لگا اور اپنے بوڑھے باپ سے بغلگیر ہو گیا اور انہیں اپنے گھر واپس لے آیا۔

یاد رہے باپ گھر کی سجاوٹ ہے۔ باپ گھر کی عمارت ہے۔ باپ گھر کا دروازہ ہے۔ باپ گھر کی عمارت کا ستون ہے۔ باپ گھر کی عمارت کی چھت ہے۔
دوستو! سب نے ہی بوڑھا ہونا ہے۔ سدا جوانی نہیں رہتی۔ لہٰذا ماں باپ کی عزت کرو۔ احترام و آداب سے پیش آؤ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت۔ سب نے ایک دن مرنا ہے۔ اپنی اپنی باری یہاں سے چلے جانا ہے۔ نیک عمل کرو جنت میں جاؤ۔ ماں باپ راضی تو خدا راضی یہ قیمتی وقت ضائع نہ کرو۔ بڑھاپے میں ماں باپ کی بڑھ چڑھ کر خدمت کرو۔ آج جو تم کرو گے کل تمہاری اولاد کرے گی۔

میں نے بھی اسی جگہ باپ کو مارا تھا

ایک شخص اپنے بوڑھے باپ سے نفرت کرتا تھا کہ اس کے گھر میں رہنے سے میری عزت و وقار میں بڑا فرق پڑ رہا ہے اور بیوی کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا تھا کہ جب باپ سویا ہوا ہو تو اس کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دوں۔ بیوی نے کہا درست ہے۔ لہٰذا رات جب بوڑھا باپ سویا ہوا تھا تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینکنے کے لئے چلے گئے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو صندوق سے آواز آئی کہ بیٹا چند قدم آگے بڑھ کر پھینکنا کیونکہ میں نے بھی اپنے باپ کو اسی جگہ پر آ کر پھینکا تھا۔
یاد رہے خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی بھرتا ہے باپ کی عزت و احترام کرو اور فرمانبرداری کا ثبوت دو۔ آج دنیا کل آخرت ہے۔
آج جو کچھ آپ اپنے باپ سے کریں گے کل کو آپ کا بیٹا بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی کرے گا۔ یہ مجھے اس کی سزا مل رہی ہے جو میں نے اپنے باپ کو دریا میں اسی مقام پر پھینکا تھا۔

باپ کی فریاد

ابو حفص سکندری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میرے لڑکے نے مجھے مارا ہے۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا۔ "واقعی مارا ہے"۔
آپ نے باپ سے پوچھا "بیٹے کو ادب سکھایا تھا؟ جی نہیں۔ بیٹے کو قرآن پڑھایا تھا؟ جی نہیں۔ آپ نے پوچھا۔ "وہ کیا کام کرتا ہے؟" جی وہ کاشتکاری کرتا ہے۔

ابو حفص نے فرمایا! تجھے معلوم ہے کہ تیرے بیٹے نے تجھے کیوں مارا ہے؟ باپ نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ صبح ہی صبح گدھے پر سوار ہو کر کھیتوں کی طرف جا رہا تھا آگے بیل ہوں گے اور پیچھے کتا ہوگا چونکہ تو نے اسے قرآن مجید پڑھایا ہی نہیں۔ مولوی صاحب کے پاس مسجد بھیجا ہی نہیں۔ ان سے تیرے بیٹے نے سبق پڑھا ہی نہیں جو وہ راستے میں پڑھتا جاتا۔ اس لئے وہ گانا گاتا جا رہا تھا۔ واہ رے واہ بڑے افسوس کی بات ہے تیری جہالت پر تو نے اسے گانے سے منع کیا ہوگا اس پر اس نے تجھے بیل سمجھ کر مارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر کہ اس نے تیرا سر نہیں پھوڑ دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

باپ سے بیٹا پوچھتا ہے یہ کون لوگ ہیں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب مکتب میں پڑھتے تھے تو سورۂ مزمل تک پہنچے تو اپنے باپ سے پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شب بیداری کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا بیٹا! حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ بایزید بسطامی بولے۔ ابو جی آپ ایسا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا! بیٹے یہ "نبی کے اندر طاقت تھی۔ انہی کو شرف بخشا گیا۔"

پھر پڑھا۔ طائفۃ من الذین معک۔ پوچھا ابو جی یہ کون لوگ ہیں؟ بیٹے یہ صحابہ کرام ہیں۔

بایزید بسطامیؒ نے کہا۔ ابا جی آپ اس طرح کیوں نہیں کرتے؟

باپ نے جواب دیا۔ بیٹے اللہ نے ان کو شب بیداری کی طاقت دی تھی۔

بیٹا بولا۔ ابو جی ایسے شخص میں تو کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کی پیروی نہ کرتا ہو۔ اس جملے نے وہ اثر کیا کہ آپ کے والد گرامی تہجد گزار ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے باپ سے تہجد پڑھنا سیکھی۔ (نزہۃ المجالس)

کیا آپ جانتے ہیں

سوال۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ عبداللہ ہے۔

سوال۔ حضرت آدم علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کا والد نہیں ہے۔

سوال۔ حضرت شیث علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ حضرت آدم علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت اسحاق علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام یعقوب علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام آزر ہے۔

سوال۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام آزن ہے۔

سوال۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام حضرت زکریا علیہ السلام ہے۔

سوال۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام لمک ہے۔

سوال۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب۔ آپ کے والد کا نام عمران ہے۔

سوال۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام سنان ہے۔

سوال ۔ حضرت لوط علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام ہاران ہے۔

سوال ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام داؤد علیہ السلام ہے۔

سوال ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام ایشی ہے۔

سوال ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام آموص ہے۔

سوال ۔ حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام متی ہے۔

سوال ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام میکیل ہے۔

سوال ۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام عمران ہے۔

سوال ۔ حضرت ہود علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام شرخ ہے۔

سوال ۔ حضرت یسع علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام اخطوب ہے۔

سوال ۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کا نام قاتلی ہے۔

سوال ۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کے والد کا کیا نام تھا؟

جواب ۔ آپ کے والد کو ابن عجوز کہتے ہیں۔

آدمی کی سعادت

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں انسان کی سعادت میں شمار ہوتی ہیں۔

(۱) ... بیوی نیک ہو۔

(۲) .. اولاد فرمانبردار ہو۔

(۳) دوست احباب نیک ہوں۔

(۴).. رزق اپنے ہی شہر میں ہو۔

☆☆☆☆☆☆
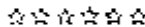
دوسرا باب:

ماں ایک عظیم نعمت

"ماں کیا ہے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ رشتہ داروں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہاری والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ سائل نے پھر پوچھا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! تمہاری والدہ سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ چوتھی مرتبہ سوال کرنے پر حضور نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

تمہارا باپ   مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۱۸ از بخاری و مسلم

ماں : جس نے ماں کا ادب زیادہ قیامت کے روز قرب پائے گا۔
ماں : جس نے ماں کو نظر انداز کیا وہ زندگی میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔
ماں : صبر و برداشت کی عظیم کہانی ہے۔
ماں : ہر درد کی دوا ہے۔
ماں : ہمت و طاقت اور جرأت کا نام ہے
ماں : سایہ رحمت ہے۔
ماں : اندھیرے میں اُجالا ہے۔
ماں : قدرت کا سب سے انمول تحفہ ہے۔
ماں : کی ذات جنت کی ہوا ہے۔
ماں : سراپا شفقت ہے۔
ماں : دنیا کی حسین ترین اور نایاب شے ہے۔
ماں : ایک عظیم رشتہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔
ماں : کے قدموں تلے جنت ہے۔
ماں : کی آغوش انسان کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔
ماں : زندگی کی ہر تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

ماں : انسانوں کو سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی ہے۔
ماں : کی نافرمانی کرنے والا کبھی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔
ماں : ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔
ماں : کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
ماں : دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔
ماں : کا سایہ ٹھنڈی چھاؤں ہے۔
ماں : دکھوں کا مداوا ہے
ماں : کے قدموں کو چوما گویا جنت کے دروازے کو چوما۔
ماں : ہر معاشرے کی بینائی ہے اور زندگی کی توانائی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر انسان کو "ماں" جیسی ایک عظیم نعمت کو پہچاننے اور ان کی عزت اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ کی خدمت

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے سردار اور عظیم عاشق رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات کو پایا۔ آپ پر ایمان لائے مگر زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کی والدہ بوڑھی تھیں ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة فمره فلیستغفر لکم

تابعین میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اور اس کی والدہ ہے تم اسے کہو کہ وہ تمہارے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کرے

دوسری روایت میں ہے۔

ان رجلا یاتیکم بالیمن یقال له اویس لا یدع بالیمن غیر ام له

فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم

(مشکوٰۃ المصابیح، ذکر اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ)

یمن سے تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جس کا نام اویس ہے والدہ کی خدمت کی وجہ سے وہ یمن سے نہ نکل سکا۔ تم میں سے جس کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے تمہارے لئے بخشش کی دعا منگوائے۔

دیکھا آپ نے کہ انہوں نے شرف صحابیت سے محرومی قبول کر لی مگر والدہ کی خدمت ترک نہ کی تو آپ ﷺ نے ان کے اس عمل کی کتنی قدردانی کی ہے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ جلدی ہلاک کر دیتا ہے تاکہ اسے جلدی عذاب دے۔

ان اللہ لیزید فی عمر العبد اذا کان بارا بوالدیہ لیزیدہ برا و خیرا (الزواجر، ۲:۷۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے، جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تاکہ اس کی نیکی اور بھلائی میں ترقی ہو

والدین کو خوش رکھنے والوں کے لئے جنت کی بشارت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا!

ہر وہ شخص جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے خوش ہوں۔

اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ

(مشکوٰۃ المصابیح)

تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خدمت کرنے والے کی عمر میں برکت

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من بر والديه طوبى له زاد الله عزوجل فى عمره

(الادب المفرد، باب من بر والديه)

جو والدین کی تابعداری کرتا ہے اسے مبارک ہو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرماتا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ اپنے والدین کا احترام کیا کرو۔

فانه من وقر والديه مددت في عمره ووهبت له ولداً يبره
ومن عق والديه قصرت عمره ووهبت ولداً يعقه.

کیونکہ جو والدین کا احترام کرے گا میں اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہوں تاکہ اس کی تابعداری کرے اور جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے میں اس کی عمر کو کم کر دیتا ہوں اور اس کی اولاد بھی اس کی نافرمانی کرتی ہے۔

والدین کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسالت مآب ﷺ نے ہمیں مخاطب ہو کر تین دفعہ فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ ہم نے عرض کیا، رسول اللہ (ﷺ) ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔

الاشراک بالله و عقوق الوالدين

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا

آپ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے اس کے بعد ٹیک چھوڑ دی اور فرمایا۔

الاوقول الزور و شهادة الزور (بخاری، مسلم شریف)

سنو جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا

☆ ..... ☆ ..... ☆ ..... ☆ ..... ☆ ..... ☆

ایک عجیب حکایت

ایک دفعہ بیٹے نے دیوار پر کوا بیٹھا ہوا دیکھا تو اپنے والد سے کہنے لگا
ابا جان! دیوار پر جو پرندہ بیٹھا ہے اس کا نام کیا ہے؟ باپ نے کہا بیٹا کوا
ہے۔ بیٹا کہنے لگا۔ ابا جان دیوار پر کوا بیٹھا ہے؟ بچوں کی عادت کے مطابق بار
بار کہتا رہا حتی کہ اس نے کئی سو مرتبہ کہا۔ باپ بھی ہر بار یہی جواب دیتا کہ بیٹا وہ کوا ہے اور ساتھ
ایک کاغذ پر بھی یہ لکھتا رہا۔

چنانچہ جب جوان ہو گیا اور باپ بوڑھا ہوا تو اس نے دیکھا کہ دیوار پر ایک کوا
بیٹھا ہے۔ بوڑھے باپ نے جوان بیٹے سے کہا بیٹا! دیکھو وہ دیوار پر کوا بیٹھا ہے۔ بیٹے
نے جواب دیا ہاں ابا جان وہ کوا ہے۔ باپ نے پھر پوچھا بیٹا وہ دیوار پر کوا بیٹھا ہے؟
بیٹا غصے میں آ گیا اور کہنے لگا بابا یہ کیا رٹ لگائی ہے۔ جب ایک مرتبہ کہہ دیا وہ
کوا ہے۔ تو بات کو ختم کرو۔ بوڑھے باپ نے وہ لکھا ہوا پرانا کاغذ نکالا اور کہا۔ بیٹا اسے
پڑھو۔ تم نے بچپن میں سو مرتبہ پوچھا تھا کہ ابا جان وہ کوا ہے۔ میں نے ہر بار بڑی محبت سے
جواب دیا تھا کہ ہاں بیٹا وہ کوا ہے اور جب میری باری آئی تو دوسری مرتبہ ہی برہم
ہو گئے۔

جب بچپن میں والدین اپنی اولاد کے ساتھ اتنی شفقت و محبت کرتے ہیں ان کے
کھانے پینے اور پہننے کا خیال رکھتے ہیں تو اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ بوڑھے ماں باپ کو
اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ان کی خدمت کو اپنی سعادت مندی تصور کریں اور سوچیں کہ
اگر آج یہ بوڑھے ہیں تو کل ہم بھی بوڑھے ہوں گے۔ آج اگر ہم ان کی خدمت کریں
گے تو کل ہماری اولاد بھی ہماری خدمت کرے گی۔

ماں کے قدموں میں جنت

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا ہے،
آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری

والدہ ہے۔ عرض کیا۔ ہاں والدہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
اپنی والدہ کی خدمت کرو جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (النسائی)
ایک روایت میں ہے فرمایا تیرے والدین ہیں عرض کیا۔ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان دونوں کی خدمت کرو ان کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔

رضاعی ماں کے ساتھ سلوک

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

رأیت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانة اذ اقبلت امرأة حتی دنت الی النبی ﷺ فبسط لها رداءه فجلست علیه فقلت من هی؟ فقالوا هی امه التی ارضعته. (ابوداؤد)

میں نے جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ گوشت بانٹ رہے تھے اتنے میں ایک خاتون آئیں اور نبی کریم ﷺ کے بالکل قریب چلی گئیں۔ آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ کی ماں ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

اپنی حقیقی ماں کے علاوہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا ہے وہ اس کی رضاعی ماں کہلاتی ہے۔ محض دودھ پلانے سے کوئی عورت حقیقی ماں تو نہیں بن جاتی لیکن بعض معاملات میں اس کا درجہ وہی ہو جاتا ہے جو حقیقی ماں کا ہے۔ نکاح اور پردے کے معاملے میں اسلام نے رضاعی ماں کو وہی مقام دیا ہے جو حقیقی ماں کا ہے اور نبی کریم ﷺ کے اس واقعے سے بھی یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ رضاعی ماں کے ساتھ حقیقی ماں جیسا نیک سلوک کریں۔ اس کی خدمت بجا لائیں اور ہر طرح اس کا ادب و احترام کریں۔

ایک ماں کی لوری

جب نادان بے بس بچہ گہوارہ میں سوتا ہے اس کی محبت زدہ ماں، بچے کی کاج میں لگی ہوتی ہے اور اس گہوارہ کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ ہاتھ میں ڈوری اور دل بچے

میں ہوتا ہے اور زبان سے اس کو یوں لوری دیتی جاتی ہے۔

میرے لاڈلے پیارے سو رہو میرے بچے سو رہو

اے اپنے باپ کی صورت، ماں کے دل کی ٹھنڈک سو رہو

او میرے لاڈلے پیارے سو رہو

میرے بچے سو رہو اے میرے دل کی روشنی سو رہو میرے بچے سو رہو

دنیا جہان کی خوشیاں ہیں، بڑا ہو اور پھل پھول سو رہو

او میرے لاڈلے پیارے سو رہو میرے بچے سو رہو

تجھ پہ کبھی خزاں نہ آنے پائے، نہ کوئی مصیبت آنے

جوان ہو جب تو دیکھیں، تیرا چہرہ چاند سے بھی روشن ہوگا

تیری عادت، تیری صورت تیرے باپ سے بھی اچھی ہوگی

سو رہو او میرے لاڈلے بچے سو رہو

تیری شہرت، تیری لیاقت، تیری محبت، تیری ہنسی

ہمارے اندھیرے گھر کا اُجالا ہو گی

اے میرے پیارے رونے والے تم ہماری

قبر پہ آ کر ہماری روح کو خوش کرو گے

سو رہو او میرے لاڈلے پیارے بچے سو رہو

ماں کی ممتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"دو (چھوٹی بڑی) عورتیں اپنے اپنے بچے کو لے کر جا رہی تھیں کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اچک کر لے گیا۔ دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ بڑی کہنے لگی کہ تیرے بچے کو لے گیا ہے چھوٹی کہنے لگی تیرے بچے کو لے گیا ہے۔ دونوں نے یہ طے کیا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیصلہ کرواتے ہیں، چنانچہ وہ ان کے پاس گئیں تو آپ نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہ دونوں یہاں سے چلیں تو راستے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے ان کا گزر ہوا انہوں نے ان سے

پوچھا کہ تمہارے درمیان کیا فیصلہ ہوا؟ ان میں سے ایک (چھوٹی) بولی کہ بڑی کے حق میں فیصلہ صادر ہو گیا ہے۔ (آپ معاملہ کو بھانپ گئے اور) فرمایا چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں چھوٹی بولی خدا کے لیے ایسا نہ کیجئے یہ بچہ بڑی کو ہی دے دیجئے۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام چھوٹی عورت کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ بچہ اسی کا ہے) چنانچہ آپ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بچہ اسے دلوا دیا۔"

(نسائی عربی ج ۲ ص ۲۹۱، جواہر پارے)

☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆

ماں کے لئے دعا

مناجات مقبول

کر دعا میری الٰہی مستجاب
بخش دینا مجھ کو تو روزِ حساب
مغفرت ماں باپ کی بھی میرے کر
کل مسلمانوں سے بھی تو درگزر
جیسے بچپن میں مرے ماں باپ نے
رحمت و شفقت سے پالا ہے مجھے
تو بھی ان پہ یا الٰہی رحم کر
ان کو جنت کا صلہ دے سر بسر
مجھ پہ یا رب اور میرے ماں باپ پر
تو نے جو احسان کئے ہیں سر بسر
مجھ کو دے توفیق ان کے شکر کی
اور اچھے کاموں کی توفیق

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماں کی خدمت پر انعامات ربانی اور
ماں کا تقدس اور اولیائے کرام
کے ایمان افروز واقعات

ماؤں کا ادب واحترام اور خدمت

قرآن وحدیث میں والدین کی تعظیم وتکریم اور خدمت کی بڑی تاکید آئی ہے اور اس پر بڑے اجر وثواب کی بشارت دی گئی ہے۔ اس بارے میں والدہ کا حق اولاد پر بہت زیادہ ہے، خاص طور سے جو والدہ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت میں اہم کردار ادا کرے، اس کا حق اور زیادہ ہو جاتا ہے، اس لیے علماء نے اپنی ماؤں کا بے حد ادب واحترام کیا ہے۔

امام غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزوان رقاشی رحمۃ اللہ علیہ نہایت عابد وزاہد مجاہد اور بزرگ عالم دین تھے، قرآن کی تلاوت بہت زیادہ کرتے تھے ان کی والدہ بے لکھی پڑھی تھیں، ایک دن غزوان تلاوت کر رہے تھے والدہ نے کہا کہ غزوان زمانہ جاہلیت میں تھا، ایک اونٹ گم ہو گیا تھا، تم قرآن میں اس کو پڑھ رہے ہو؟ غزوان نے ماں کی اس بات کو نہ برا مانا اور نہ ان کو جھڑکا بلکہ نہایت ادب اور محبت کے لہجہ میں کہا کہ

یا امہ! اجدر اللہ فیہ وعداً حسناً

اے ماں! خدا کی قسم میں اس میں اچھے بدلے کا وعدہ پا رہا ہوں۔

حضرت غزوان رحمۃ اللہ علیہ جہاد میں شریک ہوا کرتے تھے جب ان کے ساتھی مجاہدین واپس آئے تو ان کی والدہ استقبال میں نکل کر ان سے معلوم کرتی تھیں کہ تم لوگ غزوان کو پہچانتے ہو؟ تو وہ حضرات کہتے تھے:

ویحک یا عجوز ذلک سید القوم طبقات ابن سعد ص ۲۱۷ ج ۷

اے بڑھیا! وہ تو ہمارے پیشوا ہیں۔

حضرت غزوان چالیس سال تک کھل کر نہیں ہنسے تھے، ایک شخص نے نہ ہنسنے کی وجہ معلوم کی تو بتایا کہ میں ہنس کر کیا کروں گا۔

امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ

امام مسعر بن کدام کوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان اور مسجد کے علاوہ کہیں نہیں رہتے

تھے، ان کی والدہ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں، جب مسجد جاتے تو اپنے ساتھ ایک گدا لے جاتے، والدہ کو بھی ساتھ لے جاتے اور مسجد میں پہنچ کر گدا بچھا دیتے جس پر والدہ نماز پڑھتی تھیں اور خود مسجد میں دوسری جگہ نماز پڑھ کر بیٹھ جاتے اور شاگردوں کو حدیث کا درس دیتے، فارغ ہو کر والدہ کے پاس جاتے، گدا اٹھاتے اور والدہ کو لے کر واپس آتے تھے، یہ ان کا معمول تھا۔ طبقات ابن سعد ص ۳۶۵ ج ۱

امام احمد بن علی ابار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

امام حافظ ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابار کے لقب سے مشہور ہیں ان کی والدہ بڑی رحم دل، خدا ترس خاتون تھیں اپنے لڑکے سے بے انتہا محبت رکھتی تھیں لڑکا بھی اپنی والدہ کا بے حد لحاظ و پاس رکھتا تھا اور ان کی دل جوئی اور تابعداری میں کمی نہیں کرتا تھا۔

امام ابار نے ایک مرتبہ اپنی والدہ سے اجازت چاہی کہ امام قتیبہ سے جا کر حدیث حاصل کریں مگر والدہ نے اس سفر کی اجازت نہیں دی۔ جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو امام ابار نے بلخ کا سفر کیا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ امام قتیبہ کا انتقال ہو چکا ہے اور وہاں کے اہل علم نے ابار کو تسلی دی۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۹۳ ج ۲

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین بہت نیک تھے، امام صاحبؒ ان کے لیے ہمیشہ دعا کرتے تھے۔ خاص طور سے اپنی والدہ ماجدہ کا بے حد احترام اور تعظیم و تکریم کرتے تھے، ان کی دل داری و دل جوئی میں لگے رہتے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اعمال کے تین حصے کیے ہیں، ایک تہائی اپنے لیے، ایک تہائی اپنے والدین کے لیے اور ایک تہائی اپنے استاد حماد کے لیے

آپ کے والد کا انتقال پہلے ہوا اور والدہ ۱۳۰ھ کے بعد فوت ہوئیں اس لیے ان کی خدمت کا زیادہ موقع ملا۔

امام صاحب اپنی والدہ کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے حتیٰ کہ عمر بن ذر کی مجلس درس

میں جاتے تو والدہ کو سواری پر لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی والدہ نے کسی بات کی قسم کھائی اور اس کے بارے میں اپنے بیٹے سے فتویٰ پوچھا مگر ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوئیں اور کہا کہ جب تک زرعہ واعظ سے دریافت نہیں کروں گی مجھے اطمینان نہیں ہوگا۔ امام صاحب والدہ کو لے کر زرعہ واعظ کے پاس گئے اور والدہ نے خود ان سے فتویٰ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ فقیہ کوفہ آپ کے ساتھ ہے، میں کیا فتویٰ دوں۔ امام صاحب نے والدہ کے احترام میں زرعہ واعظ سے کہا کہ میں فتویٰ بتاتا ہوں اور آپ فتویٰ دے دیں۔ چنانچہ ایسا ہوا اور والدہ راضی اور مطمئن ہو گئیں۔

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص ۳۴ بحوالہ تاریخ بغداد ص ۳۶۶ ج ۱۳

امام ابوالمظفر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب الانساب کے مصنف امام ابوسعد سمعانی مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا ہے کہ میرے دادا ابوالمظفر سمعانی نے شیخ الحرم امام سعد بن علی ابن محمد (متوفی ۱۷۲ھ) کی صحبت اختیار کرنے کے لیے مکہ مکرمہ میں ہجرت اور قیام کا پختہ ارادہ کر لیا تھا مگر وہاں کے دوران قیام میں ایک رات والدہ کو خواب میں دیکھا کہتی ہیں کہ بیٹے! تمہارے اوپر میرا حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مرو لوٹ آؤ، میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ دادا کا بیان ہے کہ میں گھبرا گیا تھا اور سوچا کہ سعد بن علی سے یہ خواب بیان کر کے ان سے مشورہ کروں گا، اور صبح کو ان کے پاس گیا مگر جلسہ اور مستفتیوں کی بھیڑ کی وجہ سے بات نہیں کر سکا۔ جب وہ مجلس سے اٹھے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلا، انہوں نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: ابوالمظفر! ابھی تمہاری بوڑھی ماں انتظار کر رہی ہے یا ابا المظفر العجوز تنتظرک یہ کہہ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ میرے مافی الضمیر کو سمجھ کر یہ بات کہہ رہے ہیں اور اسی سال وطن واپس آ گیا۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۰۰ ج ۴)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک رات کی عبادت اور خدمت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے ایک رات سوتے میں فرمایا کہ ایک کواڑ کھول دے پھر آپ سو گئیں میں کواڑ کے پاس صبح تک اسی خیال میں کھڑا رہا کہ نا معلوم کون سا کواڑ کھولنے کا حکم دیا تھا ایسا نہ ہو کہ میں دایاں کھول دوں اور آپ نے بایاں کہا ہو صبح ہوئی تو میں نے وہ چیز جو کہ جنگل کے اندھیروں میں تلاش کرتا تھا دروازہ کی چوکھٹ میں ہی پائی۔

اف کا کفارہ

حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں ساری رات اپنی والدہ کے پاؤں دباتا رہا اور میرے بھائی ابوبکر بن منکدر رات بھر نماز پڑھتے رہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنی وہ رات ان کی رات سے بدل لوں۔

عون بن عبداللہ ایک دفعہ ماں کی کسی بات کا جواب "ہوں" میں دے بیٹھے۔ پھر یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اف تک سے منع کیا ہے فوراً اس کفارہ میں دو غلام آزاد کر دیے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی اور بار بار توبہ کرتے رہے۔

انسان ماں کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں دے سکتا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک شخص کو دیکھا جو اپنی ماں کو پیٹھ پر لیے ہوئے طواف کعبہ کر رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جا رہا تھا "میں اس کے لیے سواری کا ایک اونٹ ہوں، جب سواروں کو ڈرایا جائے تو میں ڈرتا نہیں" پھر اس نے کہا اے ابن عمر! کیا میں نے ماں کا بدلہ ادا کر دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں اس کی ایک آہ کا بدلہ بھی نہیں ہوا۔ بحوالہ الادب المفرد

ماں کی خدمت نماز تہجد سے افضل

کہمش بن حسن جو اپنی ماں کی بہت خدمت کرتے تھے پاخانہ وغیرہ اپنے ہاتھ سے اٹھاتے اور صاف کرتے تھے۔ کسی امیر آدمی نے روپوں کی تھیلی بطور تحفہ انہیں

ارسال کی اور کہلا بھیجا کہ اس رقم سے اپنی ماں کی خدمت کے لیے غلام یا لونڈی خرید لیں لیکن ہمشن نے یہ رقم واپس کر دی اور کہا وے سلیمان میں بچہ تھا تو میری ماں نے میری خدمت کے لیے کوئی نوکر نہیں رکھا تھا بلکہ انہوں نے خود میری پرورش اور خدمت کی تھی۔ اس لیے اب میں بھی خود ہی اپنی ماں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

محمد بن منکدر، جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے والدہ پاؤں دبانے کے لیے کہہ دیتی تو وہ نماز کی بجائے اپنی ماں کے پاؤں دباتے صبح کر دیتے نماز تہجد چھوڑ دیتے۔ کیونکہ وہ ماں کی خدمت کو نماز تہجد سے افضل شمار کرتے تھے۔

ماں باپ کو اپنے پر ترجیح دو

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے والدین کی فرمانبرداری کے سلسلے میں فرمایا "والدین کی فرمانبرداری کے لیے نفلوں کو ترک کیا جا سکتا ہے اور یہ افضل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے ان سے خود بھی ترک تعلق کرے اور جن لوگوں سے والدین کے تعلقات ہوں ان سے خود بھی تعلق رکھے۔ والدین کے معاملہ میں مخالفوں پر ایسا ہی غصہ کرے جیسا اپنی ذات کے لیے کرتا ہے۔ اگر کہیں سے کھانے پینے کی چیز لاؤ تو سب سے اچھا کھانا ماں باپ کو دو کیونکہ وہ تمہاری خاطر اکثر بھوکے رہے ہیں اور تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے تمہارا پیٹ بھرا ہے خود بیدار رہے اور تم کو سلایا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

ماں کا ادب

حضرت محمد ابن سیرین مشہور تابعی بزرگ ہیں۔ فقہ و حدیث کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حجاز کی رہنے والی تھیں۔ حضرت والدہ کے ادب و احترام اور شوق کا انتہائی خیال رکھتے تھے جب بھی والدہ کے لئے کپڑے خریدتے تو کپڑے کی نرمی اور خوب صورتی پر نگاہ رہتی۔ عید کے لئے تو اپنے ہاتھ سے ماں کے لئے کپڑے رنگتے۔ ماں کے ادب و احترام کا حال یہ تھا کہ کبھی ماں کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولتے۔ اس طرح ماں سے گفتگو کرتے کہ جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہے ہوں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور ماں کی دعا

بابا جی بچپن میں شکر کو بہت پسند فرماتے اور کھاتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نماز پڑھتے وقت شکر کی پڑیاں بنا کر مصلے کے نیچے رکھ دیتی تھیں اور سلام پھیرتے وقت آپ کو اشارہ کر کے مصلے کے نیچے سے شکر اٹھا لینے کا حکم فرماتیں۔ ایک روز آپ شکر رکھنا بھول گئیں۔ بابا جی نے حسب عادت جب مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا تو شکر کی پڑیاں موجود تھیں۔

بابا جی نے والدہ محترمہ سے کہا۔ ماں جی! آپ تو شکر کی پڑیاں رکھنا بھول گئی تھیں لیکن میرے پاک پروردگار نے مجھے عنایت فرما دی ہیں۔ ماں نے یہ سن کر آپ کو دعا دی اور فرمایا کہ فرید! خدا تمہیں ضائع نہ کرے گا اور انشاء اللہ بفضل خدا تو شکر کی طرح ہی شیریں رہے گا۔

یاد رہے اسی وجہ سے بابا فرید کا لقب "گنج شکر" مشہور ہوا۔

الٰہی یہ بے کس یتیم اب تیرے حوالے ہے

بی بی زلیخا اپنے پیارے فرزند کا تحصیل علم میں انہماک دیکھتیں تو خوش ہو کر انہیں دعائیں دیتی رہتیں۔ خشیت الٰہی کے غلبے سے ہر وقت روتی رہتیں۔ ابھی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنی تعلیم مکمل بھی نہ کی تھی کہ بیمار ہو گئیں۔ بیماری نے اتنی شدت اختیار کی کہ کھانا پینا چھوٹ گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب خالق حقیقی کی طرف سے بلاوا آیا ہی چاہتا ہے۔ سلطان المشائخ جمادی الآخر کا چاند دیکھ کر سلام کے لیے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بی بی صاحبہ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"میرے بیٹے! آئندہ چاند کس کے سامنے آؤ گے اور کس سے دعا لیا کرو گے؟"

سلطان المشائخ بے تاب ہو گئے اور رو کر کہا "ماں جان! ہم آپ کے بغیر کیسے رہ نہیں سکتے۔"

بی بی صاحبہ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا "اس وقت باہر جاؤ، صبح آنا"

سلطان المشائخ نے رات بہت بے چینی سے گزاری۔ صبح ہوتے ہی اپنی والدہ ماجدہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اپنے محبوب فرزند کا دائیں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "الٰہی یہ بچہ کس یتیم اب تیرے حوالے ہے۔" یہ کہا اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ (بحوالہ تحفۃ الاصفیاء)

ماں کی دعا کا اثر

سلیم ابن ایوب فرماتے ہیں کہ میں دس سال کا تھا اور مجھ سے سورۂ فاتحہ تک نہیں پڑھی جاتی تھی تو بعض مشائخ نے مجھ سے فرمایا:

کہ تو اپنی ماں سے التجا کر کہ وہ تیرے لئے قرآن اور علم کے لئے دعا کرے میں نے اپنے علم کیلئے دعا کرائی، تو ماں کی دعا کا ایسا اثر ہوا کہ حضرت سلیم ابن ایوب ایسے جید عالم ہوئے کہ کوئی عالم ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور وہ گویا ایسے سوار تھے جو ایسے تھے کہ کوئی ان کی گرد کو نہ پا سکتا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اگر بڑھاپے میں تو اپنے ماں باپ کے کپڑوں وغیرہ پر گندگی اور پیشاب پاخانہ وغیرہ صاف کرتا ہے تو اس موقع پر "اُف" نہ کر جیسا کہ وہ بھی "اُف" نہ کہتے تھے جبکہ تیرا پیشاب پاخانہ دھوتے تھے۔

والدہ کی خوشی ہر حال میں عزیز

مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ علامہ صاحب کا اپنی ماں کے ساتھ کیا رویہ تھا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ سید صاحب اپنی والدہ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ وہ ماں کے ایک فرمانبردار بیٹے تھے۔ اس سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ یہ ہے کہ میری شادی کے بعد ایک جگہ گاؤں میں دعوت تھی لیکن ان کی والدہ کو پسند نہ تھی چنانچہ سید صاحب نے وہاں کھانا کھانے کی معذرت کر دی کیونکہ انہیں والدہ کی خوشی ہر حال میں عزیز تھی۔ (خواتین میگزین دسمبر ۹۹ء)

☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆ ... ☆

ماں کی نافرمانی کا انجام

والدہ کا اپنے نافرمان بیٹے کو عذاب قبر میں دیکھنا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان جنت البقیع کی جانب تشریف لے گئے ایک قبر سے نالہ و فریاد اور چیخ و پکار حضرت اقدس کے سمع مبارک میں پہنچی ہے کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے

(النار فوقی و النار من تحتی و النار عن یمینی و النار عن شمالی)

"میں ہائے کیا کروں میرے اوپر آگ ہے، نیچے آگ ہے، دائیں جانب آگ ہے، بائیں جانب آگ ہے، ہر چہار طرف آگ ہی آگ ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جن لوگوں کے مردے اس قبرستان میں دفن ہوں وہ گھروں سے نکل کر اپنے اپنے عزیزوں کی قبروں کے پاس جا کر کھڑے ہو جائیں، چنانچہ وہ لوگ اپنے اپنے مردوں عزیزوں کی قبروں کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ سب کے بعد ایک بوڑھی عورت لاٹھی ہاتھ میں لیے ہوئے آئی اور ایک قبر کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اس قبر میں تیرا کون عزیز دفن ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بیٹا ہے لیکن یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے بیزار ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس سے خوش نہ ہوئی؟ اس نے عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے ہرگز خوش نہیں ہونے والی اس نے مجھ کو بہت ستایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اور درمیان سے حجاب اٹھا دئیے تاکہ بڑھیا بھی اپنے لڑکے کا عذاب دیکھ لے، اسی وقت حجاب دور ہو گیا اور اس کی ماں نے اپنے لڑکے کی قبر دہکتی ہوئی آگ میں بھرا ہوا دیکھا کہ اس کا لڑکا اس آگ میں جل رہا ہے۔ اپنے لڑکے کا یہ حال دیکھ کر رو پڑی اور دعا کرنے لگی یا اللہ اب میں اس سے خوش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کو بھی اٹھا لیا جو اس کی حق تلفی کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ یہ معاملہ اس لیے ہوا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماں کو ستانا بہت ہی برا ہے اور ماں باپ کی دعا (یا بددعا) اولاد کے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔

([illegible] صالحین)

ماں باپ کی بد دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثلاث دعوات مستجابات لهن لاشك فيهن دعوة المظلوم ودعوة المسافر و دعوة الوالدين على ولده

تین دعائیں مقبول ہیں۔ جن کی مقبولیت میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور ماں باپ کی بد دعا اپنی اولاد کے لئے۔

ماں کی نافرمانی پہ عذاب قبر

صاحب نزہۃ المجالس حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ترغیب وترہیب میں بروایت بعض تابعین دیکھا ہے کہ ان کا کسی قبیلہ سے گزر ہوا۔ وہاں انہیں گورستان نظر پڑا۔ عصر کے بعد اس میں سے ایک قبر شق ہوگئی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکل آیا۔ اس کا سر گدھے کا سا تھا۔ اور بدن آدمی کا سا۔ تین مرتبہ گدھے کی بولی بولا پھر قبر اس کے اوپر جڑ گئی پھر اس کی عورت سے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتلایا کہ یہ شراب پیا کرتا تھا اور اس کی ماں اس سے کہتی تھی کہ خدا سے ڈر تو کہتا تھا تو گدھے کی طرح شہ چلایا کر۔ پھر عصر کے بعد مر گیا۔ اس وجہ سے عصر کے بعد اس کی قبر پھٹ جاتی ہے اور وہ نکل کر تین بار گدھے کی بولی بولتا ہے۔

(نزہۃ المجالس ج۲ ص۲۰)

علامہ زمخشری کا واقعہ

علامہ جار اللہ زمخشری بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے تفسیر کشاف لکھی ہے۔ ان کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرماتے ہیں میری ماں کی بددعا مجھے لگ گئی۔ تفصیل یوں بتائی کہ ایک مرتبہ بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور رسی سے اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ ہوا یوں کہ وہ چڑیا میرے ہاتھ سے نکل کر ایک سوراخ میں گھس گئی رسی باہر رہ گئی میں نے رسی کو پکڑ کر کھینچا تو پاؤں ٹوٹ گئے، میری ماں نے میری

حرکت دیکھی تو تڑپ گئی اور غصے میں بددعا دی اللہ تیرے پیر بھی ایسے ہی کاٹے جیسے اس کے پیر توڑے ہیں۔ وقت گزرتا گیا میں تحصیل علم کے لیے ایک جگہ جارہا تھا کہ سواری سے گر پڑا چوٹ لگی تو مجبوراً انہیں کاٹنا پڑا۔

مرحوم والدین کے لئے دعا و استغفار کرنا

مرحوم ماں باپ کیلئے دعائے مغفرت

جب والدین اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوں تو ان کے لئے اللہ کے حضور دعائے مغفرت کی جائے جس سے ان کے سامان بخشش میں اضافہ ہوتا ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اہل القبور من دعاء اہل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مردے کی حالت ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی ہوتی ہے وہ دعاؤں کا انتظار کرتا ہے خواہ وہ ماں باپ کی طرف سے ہو یا بھائی اور دوست کی طرف سے اور جب یہ دعا اس مردے کو پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور بیشک رب کریم دنیا والوں کی دعائیں مردوں کو پہاڑوں کی طرح کر کے پہنچاتا ہے اور زندوں کو اپنے مردوں کی طرف تحفہ ان کے لئے مغفرت کی طلب ہوتی ہے۔'' (بیہقی)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مردوں کے لئے دعائے استغفار کرنی چاہیے کیونکہ استغفار سے انہیں عالم قبر میں راحت ملتی ہے اگر کسی مردے کو عذاب ہو رہا

ہو تو اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جو نیک ہوتے ہیں ان کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

ماں باپ کے لئے دعا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہوں (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲ از مسلم)

جب تک آدمی زندہ رہتا ہے خود نیکیاں کماتا ہے اور اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ جمع کرتا رہتا ہے لیکن جب موت آ جاتی ہے تو اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور ثواب جاری رہنے کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے البتہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اس کے عمل کا نتیجہ ہیں اور ان کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

اول:

صدقۂ جاریہ کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقۂ جاریہ اس کو کہتے ہیں جس کا نفع وقتی طور پر ختم نہ ہو جائے، بلکہ اس سے لوگ منتفع ہوتے رہیں اور صدقہ کرنے والے کو ثواب ملتا رہے، مثلاً کوئی مسجد بنوادی، دینی مدرسے کی تعمیر میں حصہ لے لیا، کسی دارالعلوم میں تفسیر و حدیث اور فقہ و فتاویٰ کی کتابیں وقف کر دیں، کہیں کنواں کھدوادیا یا مسافر خانہ بنوادیا یا کوئی ایسا کام کر دیا جس سے عوام و خواص کو نفع ہوتا رہے، ایک آدمی اس طرح کے کسی کام میں پیسہ خرچ کر کے جن کا ذکر اوپر ہوا قبر میں چلا گیا اور لوگ اس کے صدقہ و خیرات سے منتفع ہو رہے ہیں تو اس کے نامۂ اعمال میں برابر ثواب لکھا جا رہا ہے اور درجات بلند ہو رہے ہیں جہاں تک ہو زندگی میں کوئی ایسا کام ضرور کر دینا چاہیئے۔

دوم:

وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو، یہ بھی وہ چیز ہے جس کا ثواب موت کے بعد

جاری رہتا ہے، کسی کو قرآن مجید حفظ یا ناظرہ پڑھا دیا، کسی کو نماز سکھا دی، کسی کو عالم دین بنادیا، کوئی دینی کتاب خرید کر دیدی یا اپنے پیسے سے شائع کردی، یہ علم صدقہ جاریہ ہے قرآن پڑھنے والا جب تک قرآن مجید پڑھے گا یا پڑھائے گا پھر اس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد پڑھائیں گے عالم صاحب تفسیر و حدیث پڑھنے میں سے مسئلہ بتائیں گے لوگ ان سے مستفید ہوں گے اور آگے ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد علم پھیلائیں گے جس کو نماز سکھادی وہ نماز پڑھتا رہے گا اور دوسروں کو سکھائے گا تو اس کا ثواب صدیوں تک اس شخص کو ملتا رہے گا جس نے دینی علم کو آگے بڑھایا یا آگے بڑھنے کا ذریعہ بن گیا تو جتنے لوگ اس کا ذریعہ اور واسطہ بنتے جائیں گے ان سب کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کمی نہ ہوگی نیز اس شخص کو بھی برابر ثواب پہنچے گا۔

سوم:

نیک اولاد جو دعا کرتی ہو اس کی دعا کا فائدہ بھی والدین کو پہنچتا رہتا ہے دعا میں تو کچھ جان مال خرچ نہیں ہوتا، وقتاً فوقتاً اگر والدین کے لئے دعائے مغفرت اور دعائے رفع درجات کردی جائے تو والدین کو بہت بڑا نفع پہنچتا رہے گا اور اولاد کا کچھ بھی خرچ نہ ہوگا۔ اولاد کی پیدائش کا ذریعہ بننا اور اس کو پالنا پوسنا چونکہ والدین کا عمل ہے اور والدین کی پرورش کے بعد اولاد دعا کے قابل ہوتی اس لئے اولاد کی دعا کو بھی مرنے والے کے اعمال میں شمار کرلیا گیا ہے اور صدقہ جاریہ قرار دیدیا گیا ہے اور اگر اولاد کو محنت اور کوشش کرکے نیکی پر ڈال دے تو وہ جو نیک اعمال کرے گی تو ان کا ثواب بھی ماں باپ کو ملے گا اور اولاد کے ثواب میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔ اولاد کے علاوہ جو بھی کوئی شخص کسی کے لئے دعا کرے گا اس کا نفع پہنچے گا لیکن اولاد کا خصوصی ذکر اس لئے فرمایا کہ اولاد کو اس قابل بنانے میں ماں باپ کی محنت اور کوشش کو دخل ہے اس لئے اولاد کی دعا انہی کے اعمال میں شمار کی گئی۔

ماں باپ کے لئے دعا اور استغفار کرنے کی وجہ سے نافرمان اولاد کو فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ (ایسا بھی ہوتا ہے کہ) بندے کے ماں باپ وفات پا جاتے ہیں یا دونوں میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے اس حال میں کہ یہ شخص ان کی زندگی میں ان کی نافرمانی کرتا رہا، اب موت کے بعد ان کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ جل شانہ، اس کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں میں لکھ دیتے ہیں (حقوق والدین) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۱ از بیہقی)

ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ اللہ جل شانہ، جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرما دیتے ہیں وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا ہے؟ اللہ جل شانہ، کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری اولاد نے جو تیرے لئے مغفرت کی دعا کی ہے یہ اس کی وجہ سے ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۵ از احمد)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے لئے دعا کرنا بہت بڑا حسن سلوک ہے، اور یہ حسن سلوک ایسا ہے کہ جو موت کے بعد بھی جاری رکھا جا سکتا ہے، کم سے کم ہر فرض نماز کے بعد ماں باپ کے لئے دعا کر دیا کرے، اس میں خرچ بھی نہیں ہوتا، اور ان کو بہت فائدہ پہنچ جاتا ہے۔

مرحوم والدین کے لئے صدقہ کرنا:

صدقے سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرنا ہے، صدقہ، صدق سے بنا ہے جس کا مطلب سچائی ہے۔ چونکہ اللہ کی راہ میں دینا سچے مؤمن کی علامت ہے اس لئے اسے صدقہ کہا جاتا ہے۔ مطلقاً صدقے سے مراد خیرات ہے مرحوم والدین کو ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ صدقہ ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں اس نیت سے مال خرچ کیا جائے

کہ اس کا ثواب مرحوم والدین کو ملے۔ ایسا صدقہ جس کے خرچ کرنے سے لوگ مسلسل فائدہ اٹھاتے رہیں صدقہ جاریہ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کا ناگہانی طور پر انتقال ہوا اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کر سکتیں تو صدقہ کی بات کہتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نفل صدقہ کرے تو وہ اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس شخص کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (طبرانی)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے ان کے لئے کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ ام سعد رضی اللہ عنہا کے لئے صدقہ ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں کون سا کام کروں جو ان کے لئے نفع بخش ہو؟ تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے پانی کا صدقہ بہتر ہے۔ چونکہ پانی اللہ تعالیٰ کی ان بڑی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جن کے بغیر انسانی زندگی کی بقا ممکن نہیں۔ پھر مخلوق خدا کے لئے اس کی ضرورت اتنی وسیع اور ہمہ گیر ہے کہ قدم قدم پر انسانی زندگی اس کے وجود اور اس کی فراہمی کی محتاج ہوتی ہے۔

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے۔ اسلام کی ایک ایسی عبادت ہے جو جان اور مال کے ذریعے سرانجام دی جاتی ہے جس شخص کو زندگی میں حج کا موقع ملے وہ کوشش کرے کہ وہ

بڑا خوش قسمت ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں حج نہ کرسکیں تو ان کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے اور یہ نیت کی جائے کہ اس حج کا ثواب ماں باپ کو ملے۔ تو اس کا ثواب والدین کو قبر میں ملے گا اور انہیں قبر میں راحت حاصل ہوگی مگر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جس شخص پر حج فرض ہوا سے پہلے اپنا فریضہ ادا کرنا چاہیے اس کے بعد ماں باپ کے ایصال ثواب کے لئے حج کرنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) رب تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضہ حج میرے والد پر لازم ہوگیا ہے لیکن وہ اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ (بخاری)

والدین اور دیگر مُردوں کو ایصال ثواب پہنچنے کے حیران کن واقعات

والدین بیٹے کی دعاؤں اور نیک اعمال کے بھیجنے کا انتظار کرتے ہیں:

والدین اپنی اولاد کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے تربیت اولاد کے فریضے کو پورا کرتے ہیں اب والدین کے بوڑھے ہونے کے بعد اولاد کو چاہیے کہ وہ والدین سے ان کی زندگی میں حسن سلوک سے پیش آئے اور ماں باپ کا ادب و احترام کرے اور والدین کی فرمانبرداری کرے اور والدین کے اخراجات کو پورا کرے اور والدین سے محبت سے پیش آئے اور بوڑھے ہونے پر ان کی خدمت گزاری کرے اور آخر میں ان کی وفات کے بعد والدین کے لئے مغفرت کی دعائیں کرے اور ان کی قبروں پر وقتاً فوقتاً حاضری دیتا رہے اور قرآن کی تلاوت اور صدقات و خیرات اور نیک اعمال کرکے والدین کے لئے بخشتا رہے اور یہی والدین کی موت کے بعد اصل خدمت ہے اور یہی ان کے لئے قبر میں دولت ہے اور یہی اعمال اللہ کے غضب کو کم کرنے والے ہیں اگر تو جوان مثالی اولاد بن کر والدین کے ان

حقوق کا خیال رکھیں گے تو ان کی اولاد بھی ان کی موت کے بعد اچھے نیک اعمال کے ہدایا بھیجے گی۔

قبر میں مردے حسرت کیا کریں گے

حضرت ابن مینا فرماتے ہیں کہ میں قبرستان گیا اور میں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ایک قبر کے پاس لیٹ گیا۔ واللہ بیداری میں قبر سے آواز آئی کہ تم عمل کرتے ہو لیکن جانتے نہیں اور ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ خدا کی قسم اگر تیری طرح مجھ کو دو رکعتیں نصیب ہو جائیں تو یہ میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

(ابن ابی الدنیا۔ بیہقی)

آگ کے شعلے کو دعا کی طاقت نے بجھا دیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ قبر میں رکھنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ وہ کہنے لگے اسی وقت میرے پاس آگ کا شعلہ آیا۔ مگر ساتھ ہی ایک شخص کی دعا بھی پہنچی اگر وہ نہ ہوتی تو وہ شعلہ مجھ کو لگ جاتا۔ (احیاء)

قبر والوں کے لئے بہترین ہدیہ

بشر بن منصور فرماتے ہیں کہ طاعون کے زمانے میں ایک آدمی تھا جو کثرت سے جنازوں کی نمازوں میں شریک ہوتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتا انس اللہ وحشتکم ورحم غربتکم وتجاوز عن سیئاتکم وقبل اللہ حسناتکم (اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت کو دل بستگی سے بدل دے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہاری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے) اس دعا کے بعد اپنے گھر واپس چلے جاتے۔ ایک دن اتفاق سے اس دعا کو پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔ وہ ایسے ہی گھر آگئے تو رات کو خواب میں ایک بڑا مجمع دیکھا جو ان کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قبرستان کے رہنے والے ہیں۔ تم نے ہمیں اس کا عادی بنا دیا تھا کہ روزانہ شام کو تمہاری طرف سے ہدیہ ملا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہدیہ؟ وہ لوگ کہنے لگے کہ تم جو دعا

شام کو کیا کرتے تھے وہ ہمارے پاس جو یہ بات کر پہنچی تھی کہ وہ شخص کہتا ہے پھر میں نے بھی اس دعا کو ترک نہیں کیا۔ (احیاء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کچھ باتیں ماؤں کیلئے

☆ بچوں کو بُری عادتوں کے نتائج سے واقف کرائیے۔
☆ بچوں کی غلط خوشامد کر کے ان کو مغرور نہ بنائیے۔
☆ بچوں کے سامنے آپس میں ناراض ہو کر بات نہ کیجئے۔
☆ جس بچے کا ہر وقت مذاق اڑایا جاتا ہے وہ بزدل بن جاتا ہے۔
☆ جس بچے پر ہر وقت تنقید کی جائے وہ ہر چیز رد کرنا سیکھتا ہے۔
☆ جس بچے پر اعتماد نہیں کیا جاتا وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔
☆ جس بچے پر اعتبار نہیں کیا جاتا وہ دھوکہ دینا سیکھتا ہے۔
☆ جس بچے پر ہر وقت غصہ اتارا جاتا ہے وہ لڑائی جھگڑے کا عادی ہو جاتا ہے۔
☆ جس بچے کو سچ بولنا سکھایا جاتا ہے وہ سچی بات کرنا سیکھتا ہے۔
☆ جس بچے کی تربیت علمی ماحول میں ہوتی ہے اس کا علم بڑھتا ہے۔
☆ جس بچے کی تعریف کی جاتی ہے وہ اچھی چیزوں کو پسند کرتا ہے۔
☆ جس بچے سے ہر وقت شفقت برتی جائے وہ محبت کرنا سیکھتا ہے۔
☆ جس بچے کو ہر وقت ڈرایا دھمکایا جاتا ہے وہ خوف کا شکار ہو کر بزدل ہو جاتا ہے۔

سخن ہائے زریں

☆ دنیا میں کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔
☆ ماں کا غصہ وقتی ہوتا ہے جو فوراً زائل ہو جاتا ہے۔
☆ ماں کا پیار کسی کو بتانے یا دکھانے کا نہیں ہے۔
☆ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کی گود ہے۔
☆ "ماں" گلشن کا وہ پھول ہے جو چمن کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ ''ماں'' ایک لازوال رشتہ ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

☆ ''ماں'' ٹھنڈک ہے ابرِ بہاراں کی۔

☆ ''ماں'' کی محبت چٹان سے زیادہ مضبوط اور پھول سے زیادہ خوبصورت ہے۔

☆ ''ماں'' کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

☆ ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر ایک قبرستان ہے۔

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔

☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔

☆ ماں تو ایک دعائے مستجاب ہے۔

☆ ماں نور ہی ہے فردوس کے نغموں کی۔

☆ ماں ڈھال ہے مصائب دہر میں۔

☆ ماں گلشن کا وہ پھول ہے جس سے چمن کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ ماں ممتا کی انمول داستان ہے۔ جو ہر دل پر قربان ہے۔

☆ ماں ایک مشعل ہے جو راستہ دکھاتی ہے۔

☆ ماں ایک خوشبو ہے جس سے سارا جہاں مہکتا ہے۔

☆ ماں ایک سایہ ہے جس کے پاس ستانے سے زندگی بھر کی تھکن اتر جاتی ہے۔

☆ ماں ایک دعا ہے جو سیدھی عرش پہ جاتی ہے۔

☆ ماں کی خدمت جنت کی ضامن ہے۔

☆ ماں ایک سایہ ہے جو اندھیرے میں اور بھی قریب آ جاتا ہے۔

☆ دنیا میں ایک دروازہ ایسا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا اور وہ دروازہ ماں کا ہے۔

☆ ماں ایک ایسی لازوال ہستی ہے کہ جس کے دم سے یہ کائنات آباد ہے۔

☆ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ماں کا نافرمان بھی ہے۔

☆ جس گھر میں ماں کی عزت نہ ہو وہ گھر ضرور برباد ہو جاتا ہے۔

☆ ماں اپنے عمل سے ہمارے تمام دکھ پونچھ کر ہمیں مسکرانا سکھاتی ہے۔

☆ جب بچہ مسکراتا ہے تو ماں کو پوری کائنات جھومتی محسوس ہوتی ہے۔

☆ ماں کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆ ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ خدا اور ماں کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔

☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے۔

☆ ماں نہ ہو تو گھر میں خوشی کے پھول نہیں کھلتے۔

☆ ماں اس دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر سونا سونا لگتا ہے۔

☆ ماں ایک پھول ہے جو دنیا کے کانٹے چبھنے کے باوجود مسکراتا ہے۔

☆ ماں زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا مینار ہے۔

☆ ماں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ زندگی کی تھکن دور کرتا ہے۔

☆ ماں کی دعا کامیابی کا راز ہے۔

☆ ماں دنیا کی عزیز ترین ہستی ہے۔

☆ ماں کی خوشنودی دنیا میں باعث دولت اور آخرت میں باعث نجات ہے۔

☆ ماں خدا کا عظیم تحفہ ہے۔

☆ ماں ایک ایسی خوشبو ہے جس سے جہاں مہک اٹھتا ہے۔

☆ ماں ایسی چھاؤں ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔

☆ دنیا میں کوئی بھی چیز ماں جیسی تخلیق نہیں ہوئی۔

☆ ماں کا دل سدا بہار پھولوں کی مانند ہے۔

☆ صبر و برداشت کی عظیم کہانی ماں ہے۔

☆ ماں کی محبت وقت پر ہر مرحلہ پار کر سکتی ہے۔

☆ کوئی ماں اپنے بچوں کو بھوکا دیکھنا پسند نہیں کرتی۔

☆ ماں گھر کی روشنی ہے۔

☆ ماں جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔

☆ انسانیت کی زبان پر سب سے خوبصورت لفظ ماں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ماں کے نافرمان پر جنت حرام کر دی ہے۔

☆ ماں کی دعا اولاد کے حق میں بہت تیزی سے قبول ہوتی ہے۔

☆ ماں کے جذبہ محبت کی بدولت ہماری تعمیر ہوتی ہے۔

☆ ماں کڑی دھوپ میں رحمت کا سایہ ہے۔

☆ ماں تو وہ ہستی ہے جس کے دامن میں کانٹے گریں تو پھول بن جائیں۔

☆ ماں کی گود انسانیت کا پہلا مکتب ہے۔

☆ ماں سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔

☆ ماں ٹھنڈک ہے آنکھوں کی۔

☆ ماں کا پیار سمندر کی مانند ہے جو ہر وقت جوش میں رہتا ہے۔

☆ ماں ایک دعا ہے جو سدا سر پر چادر کی طرح تنی رہتی ہے۔

☆ ماں کا دوسرا نام جنت ہے ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے۔

☆ مضبوط ارادے ماں عطا کرتی ہے۔

☆ ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری سعادت مندی ہے۔

☆ جس نے ماں کا ادب کیا وہ قیامت کے روز فلاح پائے گا۔

☆ ماں کی محبت سب سے بہترین اور اعلیٰ ہے۔

☆ عورت کا حسین ترین روپ ماں ہے۔

☆ جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں کسی سے دعا کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔

☆ ہر ماں ایثار کا مجسمہ ہوتی ہے۔

☆ دھرتی کی سب سے قیمتی چیز ماں ہے۔

☆ ماں کی دعا انسان کو جنت میں اور بددعا جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔

☆ ماں گھر کی روح ہے۔

☆ ماں کی محبت عیبوں سے پاک ہوتی ہے۔

تعمیل قرآن ضروری

میری ماں ہے کتنی اچھی　　میری ماں ہے کتنی اچھی
پالا تھا مجھے گود میں لے کر　　پھرتی رہتی دن بھر شب بھر
روتا دیکھ کر چھاتی سے لگاتی　　چومتی تھی اور دودھ پلاتی
بچپن کی جب یاد ہے آتی　　میرے دل کی کلی کھل جاتی
انگلی پکڑ کر پاؤں چلانا　　کبھی اٹھانا کبھی بٹھانا
گہوارے میں کبھی جھلانا　　لوری دینا اور سلانا
میری اماں میری اماں　　تیری خدمت میرا ایماں
اماں تو ہے اللہ کی رحمت　　تیری خفگی اللہ کی لعنت
ماں کا ہر فرمان ضروری　　تعمیل قرآن ضروری

ماں کی شفقت پر عربی اشعار

ماں جو مشقت اور رنج و غم اٹھاتی ہے ان کا ذکر دلکش اور خوبصورت اشعار میں پیش کیا جاتا ہے۔

لامک حق لو علمت کبیر　　کثیرک یا هذا لدیه یسیر
فکم لیلة باتت بثقلک تشتکی　　لها من جواها انة وزفیر
وفی الوضع لو تدری علیها مشقة　　فمن غصص منها الفؤاد یطیر
وکم غسلت عنک الاذی بیمینها　　وما حجرها الا لدیک سریر
وتفدیک مما تشتکیه بنفسها　　ومن ثدیها شرب لدیک نمیر
وکم مرة جاعت واعطتک قوتها　　حنوا واشفاقا وانت صغیر
عقل ویتبع الهوی　　وآها لاعمی القلب وهو بصیر
عقل ویتبع الهوی　　وآها لاعمی القلب وهو بصیر فدونک
فاها لذی فارغب فی عمیم دعائها　　فانت لما تدعو الیه لفقیر

(روح المعانی:۴۹/۸۶)

"تیری ماں کے تجھ پر بہت زیادہ حقوق ہیں اگر تجھے معلوم ہو تو ان کو جتنا بھی ادا کرے گا کم ہے اس نے کئی راتیں تیرا بوجھ اٹھائے گزار دیں، اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں۔ اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ اس نے وضع حمل کے وقت کیا کیا تکالیف برداشت

گئیں۔ تو تیرے ہوش اڑ جائیں، کتنی بار اس نے اپنے ہاتھوں سے تیری گندگی کو دھویا۔ اس کی گود ہی تمہارے لئے تخت تھا، اپنی ذات کو تیری تکلیفوں پر قربان کر دیتیں۔ اور اس کا سینہ تیرے لئے غذا کا ذریعہ تھا، کئی بار ایسا ہوا کہ وہ خود تو بھوکی رہیں لیکن اپنا لقمہ محبت و شفقت کی خاطر تجھ چھوٹے بچے کو عطا کیا۔ پس عقلمند پر افسوس ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اس بیٹے پر افسوس ہے جو دل کا اندھا ہے اور اس کی دعائیں خوب حاصل کر، کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے"۔

ماں سے زیادہ تو ہے مشفق، ماں سے زیادہ غمگسار

(حمد باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ "ماں" جیسی عظیم نعمت اور عطیۂ خداوندی پر اظہارِ تشکر)

لائقِ حمد و ستائش، ہے تو ہی پروردگار   تیرے احسانات ہم پر بے حساب و بے شمار
کیا زمین و آسمان کیا مہر و ماہ و انس و جاں   ہر جگہ تیری حکومت، سب پہ تیرا اقتدار
ایسی ایسی نعمتیں بخشی ہیں تو نے اے خدا   جن کو پا کر حق تو یہ ہے جان و دل سے ہوں نثار
نعمتوں میں تیری یارب ایک نعمت "ماں" بھی ہے   ہے متاعِ بے بہا سرمایۂ صد افتخار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے   ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار

تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

ایسی ماں جس نے مصیبت جھیل کر پالا ہمیں   ایسی ماں جس نے دیا ہر ہر قدم پر اپنا پیار
ایسی ماں جس نے ہمیں اخلاق کی تعلیم دی   ایسی ماں جس نے بتایا حق شناس و حق شعار
غم کی راہیں ہمارے واسطے ہموار کیں   کی دعائیں، دی بلائیں، لمحہ لمحہ بار بار
مختصر سے لفظ "ماں" میں کتنی عظمت ہے نہاں   ہے عیاں کیسی وہ کتنی محبت آشکار
صرف تیرا ہے کرم، خالص ترا احسان ہے   ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار

تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

ماں کی چشمِ مہرباں ہے دلنواز و جاں فروز   ماں کا ہر موجِ تبسم ہے نسیم مشکبار
ماں کا دل سرچشمۂ رحم و کرم، مہر و وفا   ماں کے میٹھے بول میں پوشیدہ تسکین و قرار
ماں کے قدموں کے تلے جنت کی نہریں ہیں رواں   ماں کی آغوشِ محبت میں ہے جنت کی بہار
جو ملی عزت ہمیں ماں کی دعاؤں سے ملی   ماں کے صدقے سے ہوئے ہم ہر خوشی سے ہمکنار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے   ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار

تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

تو نے بخشی اے خدا اپنے کرم سے ہم کو ماں   نیک خو پاکیزہ تر، ہمدرد و مشفق، غمگسار

ایسی مشفق ماں کو یارب تو جزائے خیر دے　　ہر دم و لحظہ ہو اُن پر تیری رحمت نور بار
اے خدا اپنے کرم سے تو ہمیں توفیق دے　　زندگی بھر ہم رہیں ماں باپ کے خدمت گزار
ہم تری شان کریمی کے تصدق اے کریم!　　ہم ترے لطف و عنایت پر فدا پروردگار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے　　ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار

تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

اے خدا بندوں پہ تو ہے ماں سے زیادہ مہرباں　　ماں سے زیادہ تو ہے مشفق، ماں سے زیادہ غمگسار
تو ہے اللہ، تو ہے رحمٰن، تو ہے والی تو رحیم　　تو ہے رب العالمین تو مالک یوم القرار
حمد تیری ہم کریں، کرتے رہیں شام و سحر　　ہو نہیں سکتا ادا حق، ہم کریں کوشش ہزار
ہم صفت تیری بیاں کرتے رہیں گے رات دن　　ہم زبانِ شکر سے کہتے رہیں گے بار بار
صرف تیرا ہے کرم خالص ترا احسان ہے　　ورنہ اس قابل کہاں ہم، کمترین و خاکسار

تیری رحمت کے تصدق، تیری شفقت کے نثار

چھاؤں

ماں جہاں بستی ہے ہر چیز وہیں اچھی ہے
آسماں تیرے ستاروں سے زمیں اچھی ہے
ماں کے ہونے سے مری عمر رواں ساکن ہے
ہر پہ اک ابر خنک، سایہ کناں، ساکن ہے
ماں کا ہونا عمل خیر کے ہونے کی دلیل ہے
رگِ ہستی میں دھکتے ہوئے ہونے کی دلیل ہے
ماں کا دل مرکزِ پرکارِ نظامِ ہستی
ماں کے ہاتھوں کے سبب گردشِ جامِ ہستی
ماں جو تڑپے تو رگِ سنگ سے شبنم پھوٹے
راستہ بند جو ہو، ماں کی دعاؤں سے کھلے
ماں کے اشکوں سے سرِ نامۂ اعمال دھلے
ماں ہے وہ چھاؤں جہاں لو بھی خنک ہو جائے
بارِ ہستی مرے کاندھوں پہ سبک ہو جائے

مجھ پہ یہ چھاؤں سدا، بار خدایا، رکھنا
سر کے چتر ہوں، مرے سر پہ یہ سایہ رکھنا

والدہ کا مقام

والدہ خواب محبت کی صحیح تعبیر ہے
والدہ صدق و صفا کے لفظ کی تفسیر ہے
والدہ مہر و وفا کی اک حسیں تصویر ہے
والدہ کیا ہے؟ سراپا جذبۂ تعمیر ہے
بستی الفت کی آبادی اسی کے دم سے ہے
رحمت دوراں مجسم بن کے کوئی آ گئی
جس کی شفقت دیکھ کر ہوش و خرد شرما گئی
رونے والے کو ادھر آئی ادھر بہلا گئی
کیوں نہ ہو اس کی ادا سے اس کا مقصد پا گئی
ایک دم میں اس کی غوں غاں کو سمجھ لیتی ہے یہ
کوئی دیوانی سے ہر دم لوریاں دیتی ہے یہ
رات دن ننھے کی خاطر جاگتی رہتی ہے کون؟
ہر مصیبت خندہ پیشانی سے سہتی ہے کون؟
چاند میرا، لال میرا، روز و شب کہتی ہے کون؟
گھر سے رخصت کر کے تجھ کو متفکر رہتی ہے کون؟
وقف ہے کس کی زبان تیری دعاؤں کے لئے؟
کون ہے سینہ سپر تیری بلاؤں کے لئے؟
کیا کبھی تو نے تدبر بھی کیا اے نوجواں؟
کس کے سینے سے چمٹی تھی تیری ننھی سی جاں؟
مادر مشفق اگر ہوتی نہ تیری پاسباں

کیا گئے ہوتے کبھی کے تجھ کو کہتے بلیب؟
ذکر کر عہد طفولیت کے احسانات کو
آنکھ دیں اپنے سر آنکھوں پہ امہات کو
انبیاء بھی اس کی آغوش محبت میں پلے
اولیاء بھی اس کے آخر دست شفقت میں پلے
اتقیاء بھی اس کے دامان عطوفت میں پلے
اصفیا بھی اس کے احسان و مروت میں پلے
اس کی خدمت سب پہ لازم ہے بشر کوئی بھی ہو
اس کی خوشنودی مقدم ہے خضر کوئی بھی ہو

☆☆☆☆☆

ایک لڑکی کا ماں کی وفات پر اظہار غم

ماں تیرے جانے سے دل کو اور کچھ بھاتا نہیں
لاکھ بہلاتی ہوں لیکن بہل پاتا نہیں
تیری خوشبو اب بھی آ کر گھیر لیتی ہے
چار سو ڈھونڈتی ہوں کچھ نظر آتا نہیں
جس طرح سے تو مجھ سے بچھڑ کر چلی گئی ماں
اس طرح سے تو کوئی پیاروں کو چھوڑ کر جاتا نہیں
کیسے بھولوں گی تیرا وقت رخصت میری ماں
بن تیرے کیسے جیوں گی کچھ مری سمجھ میں آتا نہیں
روح کا ناسور رستا ہی رہے گا عمر بھر اے ماں
تجھ سے ملنے کا بلاوا جب تک آتا نہیں

☆☆☆☆☆

والدہ مرحومہ کی یاد میں

وطن سے بہت دور تو جا کے سوئی
زمیں میں نئی روشنی تو نے بوئی
تیرے پاؤں آنکھوں سے اپنی لگاتا
یہ قسمت کہاں تھی کہ میں تجھ کو پاتا
کہاں تیرے اشکوں کا آب زمزم
تری ہر دعا تھی کہ زخموں کا مرہم
دعا اب ہمیں کون راتوں کو دے گا
ہمارے لیے سارے دکھ کون سہے گا
نگاہوں میں تیری جو تابندگی تھی
محبت کی، شفقت کی وہ زندگی تھی
زمانے میں بس ایک سچائی تو تھی
یقیں ہے مجھے تو ہے خلد آشیانی
کرے باغ جنت میں تو باغبانی
مقدس تو شمع حرم کی طرح ہے
فروزاں خدا کرم کی طرح ہے

☆☆☆☆☆

ماں کی طرف سے نصیحت نامہ

بیٹی تمہارے گلے میں نمازوں کے ہار ہوں
چمپا کلی کے دانے صیام النہار ہوں
جھومر ہو حسن خلق، گلوبند حب حق
سہرا کے پھول منزل قرآن کے ورق

کانوں کی بالی حلقہ بگوش خدا کی ہو
ہاتھوں کی چوڑی دست نگری مصطفیٰ ﷺ کی ہو
بندے ہوں بندگی کے توجہ خشوع کے
کنگن کڑے دوام قیام و رکوع کے
چھلے ہوں عبدیت کے انگوٹھی یقین کی
پازیب پاؤں کا ہے پابندی دین کی
توحید کا ہو سینہ پہ جگنو پڑا ہوا
اعمال صالحہ کے نگوں سے جڑا ہوا
صبر و رضاء و زہد و حیا کا سنگھار ہو
ماتھے پہ ٹیکا سجدۂ پروردگار ہو
گر جان جائے جانے دو، ایمان نہ جائے
دامن نبی ﷺ کا ہاتھ سے ہرگز نہ چھٹنے پائے
ہاں حرص ہو تو علم کی اور کار نیک کی
اصلاح دین مدنظر ہو ہر ایک کی
سن لو حقیقت آخری کہتی ہوں ایک بات
اسلام ہو لباس، عبادات زیورات
دنیا دنی ہے ہیچ ہے سب یاں کا مال و زر
☆☆☆☆☆

مثالی لڑکی کا سوال اپنی مثالی ماں سے اور ماں کا مثالی جواب

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے
اور جو بد زیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے

تا کہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوشِ دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذرا
سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھو تم اے بیٹی مدام
بنتے ہیں جس کے ذریعے سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوشِ ہوش کی
اور نصیحت لاکھ تیرے جھمکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے مری جان زیور خلخال کو
پھینک دینا چاہیے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے تو عمر بھر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

☆☆☆☆☆

والدہ

والدہ شفقت کی دیوی، والدہ اُلفت کی جاں
بہرِ طفلاں جنت فردوس زیرِ آسماں
بستی انسان کی شام و سحر وہ پاسباں
جذبہ ایثار و قربانی کی رنگین داستاں
بے زباں بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھئے معصوم سے اِک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تا قیامت با وفا
کشتیِ معصوم کی سمجھو اسے تم ناخدا
اس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیا
محسنِ انبیاء، مخدومۂ اہلِ صفا
سورۂ یوسف اگر اک نالۂ یعقوب ہے
چاہِ زمزم، والدہ کے عشق سے منسوب ہے
کون چھاتی سے لگاتا تھا مجھے شام و سحر؟

کس کی آنکھوں پھر رہتی تھی نقشہ مجھ پہ نظر؟
زندگی مری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لختِ جگر نورِ بصر؟

والدہ! تیری عنایت کا یہ دل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے
عشق کی دنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دل حرص و ہوا سے کلیتہً آزاد ہے
کیا تیرا تھا جی تیری گود میں دل شاد ہے؟
تیری شفقت تو بڑھاپے میں بھی مجھ کو یاد ہے
جنت فردوس تھا، پہلو ترا میرے لیے
میں بھی تھا، خواہ کچھ بھی ہوں رشکِ قمر تیرے لیے
پوچھئے آ کر یتیموں سے کہ کیا دولت تھی تو
اپنے بچوں کے لیے تو سرتا پا رحمت تھی تو
گرچہ دُنیا میں تھی، پر اُن کے لیے جنت تھی تو
فاقہ مستی میں بھی اُن کے واسطے نعمت تھی تو

بن ترے اُن کا جہاں برباد ہے برباد ہے
ترا یکسالہ بھی فرقت میں تیری ناشاد ہے
والدہ ننھے کے حق میں رحمت پروردگار
دیکھ کر بیمار اُس کو، ہو رہی ہے سوگوار
کوئی جلبل ہے، کہ لگتی ہے بلائیں بار بار
کوئی دیوانی ہے، رہتی ہے جو ہر دم اشکبار
اُس کے سر کے درد کی خاطر اپنے سر کو جدا کر دے ابھی
اس کے بس میں ہو تو جاں تک بھی فدا کر دے ابھی

☆☆☆☆☆

پیاری اماں

میری پیاری اماں مری جان اماں
خدا کا تو تھی ایک احسان اماں
تیری شفقتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
گئی راتیں یاد آتی ہیں مجھ کو
لڑکپن کا تھا دور کتنا سہانا
مچلنا مرا اور تیرا منانا
کبھی پیار سے گود میں تھپتھپانا
کبھی لوریاں دے کر مجھ کو سلانا
محبت سے پروان مجھ کو چڑھایا
مجھے تربیت دے کے انساں بنایا
تو ایک ایک قدم پہ مری پاسبان تھی
مرے سر پہ شفقت کا اک سائبان تھی
مجھے سال ہجرت کی جب یاد آئی
مری آنکھ میں کہکشاں جھلملائی
مجھے یاد ہے اپنے گھر سے نکلنا
تھا دشوار جب دو قدم بچ کے چلنا
ہر اک سمت جب خوں کے دریا رواں تھے
نگاہوں سے گم راستوں کے نشاں تھے
ستم تو نے دنیا کے تنہا اٹھائے
مگر اپنے دکھ درد مجھ سے چھپائے
ہر اک زخم اپنے سینے پہ کھایا
مصائب کی یورش سے مجھ کو بچایا
مری پرورش تیری پیش نظر تھی

زمانے کی ہر ایک کڑی دھوپ سے جھیلی
مجھے راہ ہستی پہ چلنا سکھایا
بہر گام گر کر سنبھلنا سکھایا
میں جو کچھ بھی ہوں سب عنایت ہے تیری
یہ محنت ہے تیری محبت ہے تیری
مشیت نے لیکن یہ دن بھی دکھایا
کہ سر سے اٹھا تیری شفقت کا سایا
تو مرقد کی آغوش میں جا چھپی ہے
عجب چیز انسان کی بے بسی ہے
تیری یاد سے دل میں محشر بپا ہے
لرزتے لبوں پر مگر یہ دعا ہے
لحد پر تیری نور افشانیاں ہوں
سدا رحمت حق کی ارزانیاں ہوں
ملے خلد فردوس میں آشیانہ
سر حوض کوثر ہوا تیرا ٹھکانہ

رفیع الدین ذکی قریشی
صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت نگار

☆☆☆☆☆

ماں کا خواب

علامہ محمد اقبال

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا خواب — بڑھا اور جس سے مرا اضطراب
یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں — اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں
لرزتا ہے ڈر سے مرا بال بال — قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی — تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی
زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے — دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے
وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں — خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں

اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر　مجھے اس جماعت میں آیا نظر
وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا　دیا اس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا
کہا میں نے پہچان کر میری جاں　مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں
جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار　پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار
نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی　گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی
جو بچے نے دیکھا مرا پیچ و تاب　دیا اس نے منہ پھیر کر یوں جواب
رلاتی ہے تجھ کو جدائی مری　نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری

سمجھتی ہے تو ہوگیا کیا اسے
ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

☆☆☆☆☆

"ماں"

حمید جالندھری

کیا بھلے دن تھے کہ تری گود میں پلتا تھا میں
ماں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں چلتا تھا میں
میری خوشیوں سے خوشی ہوتی تھی غم سے غم تجھے
فکر رہتی تھی مرے آرام کی ہر دم تجھے
چلنے لگتی تھی نسیم جانفزا میرے لئے
جب بھی اٹھتے تھے ترے دست دعا میرے لئے
کھیلتا رہتا تھا میں سائے میں ٹھنڈی نیم کے
مجھ کو ملتے تھے اسی میں لطف جنت اقلیم کے
فاختاؤں کی صدا کتنا لبھاتی تھی مجھے
داستان یوسف کنعاں سناتی تھی مجھے
میں بہل جاتا تھا ان کے نغمۂ معصوم سے
اب بھی مجھ کو انس ہے اس طائر معصوم سے
اب وہ کیفیت نہیں ملتی گل و گلزار میں
لطف آتا جو مجھ کو سایۂ اشجار میں
یہ زمانہ مختصر تھا ابر باراں کی طرح
کوئی دن میں چل دیا باد بہاراں کی طرح

اے میری "ماں"

آج تیری یاد میں روتا ہوں میں زار و قطار
ذہن پر چھایا ہوا ہے عمرِ رفتہ کا غبار

جب خیال آتا ہے چھپ جاتے ہیں دل میں خار سے
وقت آخر میں رہا محروم تیرے پیار سے

کر دیا غم نے ترے سرگشتہ و حیران مجھے
شہر کی نسبت بھلا لگتا ہے گورستان مجھے

تیری خاک گور آنکھوں سے لگاتا ہوں کبھی
آہ بھرتا ہوں کبھی۔ آنسو بہاتا ہوں کبھی

چاہتا ہے دل کہ تیرے ساتھ کچھ باتیں کروں
یوں مخاطب تجھ سے ہوتا ہوں بصد شوق دروں

اے مری ماں! میری پیاری ماں مری خوددار ماں
صابرہ ماں! باحرام ماں، پیکرِ ایثار ماں

کس لیے خاموش ہے کیوں لب کشا ہوتی نہیں
کیا نہیں سنتی مری آواز تو زیرِ زمیں

بول میری ماں! تیرا بیٹا بلاتا ہے تجھے
آپ بیتی تیرے پیاروں کی سناتا ہے تجھے

"ماں" کہوں تو ایک ٹھنڈی سانس بھر لیتا ہوں میں
آہ کر لیتا ہوں میں فریاد کر لیتا ہوں میں

☆☆☆☆☆

"ماں" کے بغیر عجیب حال

مجھ پہ تنہائی میں ایسا وقت آتا ہے کبھی
دھیان تیرا اس طرح نقشہ جماتا ہے کبھی

میں سمجھتا ہوں کہ تو بیٹھی ہے میرے سامنے
پھر عنایت کی ہے مجھ کو گردشِ ایام نے

آ کے اس دنیا میں واپس عالمِ اسرار سے
میرے سر پہ ہاتھ رکھتی ہے تو اپنا پیار سے

نام لے لے کر سبھی کا پوچھتی ہے مجھ سے حال
کس طرح گزرے ہیں میرے بعد سب کے ماہ و سال
تیرے جانے سے ہم اپنے گھر میں بے گھر ہوئے
اب یگانے اور بیگانے برابر ہو گئے
ملنے جائیں تو کوئی اپنا ملا لگتا نہیں
واپس آئیں تو کوئی ہم کو دعا دیتا نہیں

☆☆☆☆☆☆

جوں ہی رکھا پاؤں ہم نے جا کے گورستان میں
فاختہ کی اک بھری آواز آئی کان میں
آج اس آواز میں کیا درد کتنا سوز تھا
یہ سرود شام بھی کس قدر دلدوز تھا
بھولی بسری کتنی باتیں آج پھر یاد آ گئیں
کتنی تصویریں نظر کے سامنے لہرا گئیں
ماں کی شفقت، باپ کی تادیب، بچوں کا سلوک
یاد آتے ہی اٹھی، بیساختہ سینے سے ہوک
فاختہ! اب صبر کر، کیا فائدہ اس شور سے
چیختی ہے آج تو کس درد کتنے زور سے
جو تری بولی سمجھتی تھی وہ رخصت ہو گئی
اب نہ بولے گی کہ وہ خواب گراں میں سو گئی
رو نہ اے بھولے پکھیرو، اب زیادہ غم نہ کر
میں دعا کرتا ہوں، تو آمین کہہ ماتم نہ کر
اس جہاں کو جانے والے لوٹ کر آتے نہیں
کچھ نہیں کھلتا کہ ہے کتنی حسیں وہ سرزمیں
تیرے نالے ہیں عبث، سر پھوڑنا بے سود ہے
دل نہ میلا کر کہ یہ دنیائے ہست و بود ہے
جا کے مل لینا اسے فردوس کے گلزار میں
منتظر ہوگی تری وہ سایۂ اشجار میں

☆☆☆☆☆

ماں کی یاد میں چند آنسو

مس این۔ سجاد بیگم۔

مجھے بھولا سا کچھ گزرا زمانہ یاد آتا ہے — جو بن کر رہ گیا اب اک فسانہ یاد آتا ہے
پلانا دودھ کی دھاریں مجھے وہ گود میں لے کر — تھپک کر اپنے سینے پر سلانا یاد آتا ہے
مجھے وہ راحت آغوش مادر یاد آتی ہے — محبت سے بھری لوری سنانا یاد آتا ہے
مرے رونے پہ دلداری مچلنے پر وہ دلجوئی — بڑی خندہ جبیں سے ناز اٹھانا یاد آتا ہے
کھلانا پیار سے کپڑوں کا پہنانا محبت سے — مجھے رو رو کے یارب وہ زمانہ یاد آتا ہے
وہ ان کا عالم مرگ اور ان کی یاس کی باتیں — مری بیٹی مجھے کہہ کر بلانا یاد آتا ہے
نہ تھا معلوم مجھ کو میری دنیا لٹ رہی ہے جب — بوقت نزع ان کا مسکرانا یاد آتا ہے

خدا ان کو جگہ دے گوشۂ گلزار جنت میں
نسیم ان کی محبت کا زمانہ یاد آتا ہے

والدہ مرحومہ

محمد واصل حاتی

غم کا دریا لکھوں کہ درد بیکراں لکھوں
دل حسرت زدہ کی آہ کیسے داستاں لکھوں
وہ ماں جس کے لئے برسے گا آنکھوں سے لہو برسوں
رہیں گے جس کے غم میں جیب و داماں بے رفو برسوں
وہ ماں جس نے پڑھایا ہے سبق ہم کو صداقت کا
دیا ہے درس جس نے ہم کو لافانی محبت کا
وہ ماں جس نے زباں کو لفظ و معنی کے گہر بخشے
وہ ماں جس نے شعور زیست اور علم و ہنر بخشے
وہی ماں جس کا سایہ ہم سبھوں پہ ابر رحمت ہے
وہ ماں جس کا قدم میرے لئے صد رشک جنت تھا
وہ ماں جس نے مجھے اس زندگی کے راز بتلائے
وہ ماں جس نے مجھے آداب اور اخلاق سکھلائے
وہ ماں جو آخری دم تک میری آواز پہ بولی

مری جانب مخاطب ہو کر اپنی آنکھ بھی کھولی
کلیجہ منہ کو آتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے
کوئی رہ رہ کے جیسے چوٹ سینے پر لگاتا ہے
وہ ان کا ہوش میں آنا وہ پھر بیہوش ہوجانا
یکایک پھر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجانا
عذاب قبر کا ان پر ہمیشہ خوف طاری تھا
اسی باعث تو ان پر فضل اپنا رب باری تھا
جمعہ کا دن تھا اور تاریخ تھی ۲۳ ستمبر کی
شعاعیں چھا گئیں جب چار سو خورشید انور کی
یکایک پھر حضور حق سے یوں ان کا پیام آیا
کہ ہر ہچکی میں ان کی مالک بر حق کا نام آیا
مرے حفظ و اماں کی اب دعائیں کون مانگے گا
مری بیماریوں میں رات بھر اب کون جاگے گا
دعائے آخر شب میں کسے میں یاد آؤں گا
کسے اب ماں کہوں گا حال دل کس کو سناؤں گا
توقع کس سے ہوگی اب مجھے بے لوث الفت کی
ملے گی کس سے دولت اب مجھے عشق و محبت کی
میں روٹھوں گا تو پہروں کون رو رو کر منائے گا
مرے سب ناز نخرے کون ہنس ہنس کر اٹھائے گا

☆☆☆☆☆

مری تنہائیوں میں چپکے چپکے آبھی جاتی ہیں
میں روتا ہوں تو یہ کہہ کر مجھے سمجھا بھی جاتی ہیں
اب اس رونے سے کیا حاصل ہے اس رونے سے کیا ہوگا
مری فرقت میں اپنا جسم و جاں کھونے سے کیا ہوگا
کبھی کہتی ہیں مت رو لخت دل نور نظر مت رو
لگا لوں تجھ کو سینے سے میں اپنے آ ادھر مت رو
مری فرقت کا اتنا غم مرے لخت جگر مت کر
مرے مرنے پہ یہ آہ و بکا نور نظر مت کر

☆☆☆☆☆

پریشاں روح ہے میری بہت اس آہ وزاری سے
نہایت مضطرب ہوں میں بھی تیری بیقراری سے

نہاں ہو کر بھی نظروں سے ترے دل کے قریں میں ہوں
ذرا گردن جھکا نظریں جما دل میں مکیں میں ہوں

مرے مرنے پہ یارب مجھ کو یہ حاصل سعادت ہو
کہ ماں کے پہلو مجھ بے نوا کی کاش تربت ہو

☆☆☆☆☆

ماں

خدا کی عنایت کا تحفہ ہے ماں — حقیقت میں جنت کا خطہ ہے ماں
ہے شبنم کی ٹھنڈک گلوں کی مہک — گلستاں کا رنگیں نظارا ہے ماں
فرشتوں کی دنیا میں جلوہ گری — یا حوروں کا دلکش ترانہ ہے ماں
بھلائی ہے درکار اس کو سدا — خلوص و عمل کا سندیسہ ہے ماں

دعا اس کی ہے مستجاب ہر گھڑی
کہ بخشش کا روشن وسیلہ ہے ماں

ہے گھر بار کی ساری رونق یہی — خوشی کا مبارک ذریعہ ہے ماں
سدا جان دیتی ہے اولاد پر — کہ مہر و محبت کا کشتہ ہے ماں
رفاقت ہے اس کی، سکوں کا سبب — کہ شفقت کا بے مثل دعویٰ ہے ماں
جب بلبل کا نغمہ کوئی دل نشیں — تو مہر درخشاں کا جلوہ ہے ماں

جب عرش علا پہ بڑا شاد تھا
تو بھیجا خدا نے یہ تحفہ ہے ماں

☆☆☆☆☆

تیسرا باب:

اولاد ایک عظیم نعمت

یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

یہ بچے یہ پھولوں سے بڑھ کر پیارے بزرگوں کی مشتاق نظروں کے تارے
چمکتے دمکتے ہوئے ماہ پارے یہ سرمایۂ قوم و ملت ہیں سارے
یہ باتیں بھلا کونسی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

اگر ان کو دانش کدوں میں بٹھائیں پیار اور لگن سے لکھائیں پڑھائیں
ذہانت کے یہ اپنی جوہر دکھائیں خطاب ایک دن فخر ملت کا پائیں
یہ دانش و آگہی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

اگر ہم کریں ان پہ تنقید اکثر جو ٹھہرائیں ان کو بہائم سے بدتر
اثر اس کا ہوتا ہے الٹا سراسر نہیں کھلتے ان کی طبیعت کے جوہر
یہ سختی سے بے راہ روی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

بزرگوں کے اطوار اچھے نہ ہوں گر نہ ہوں وہ نماز اور روزے کے خوگر
تو بچے بھی بے دین ہوتے ہیں اکثر نہ خوف خدا اور نہ شرم پیغمبر ﷺ
حقائق سے بے رخی سیکھتے ہیں
یہ بچے جو دیکھیں وہی سیکھتے ہیں

(محمد فضل حق)

مقدمہ

اولاد کی خواہش کس کو نہیں ہوتی! کون سا گھر ایسا ہوگا جہاں اولاد کی چاہت خواہش، تمنا اور آرزو موجود نہ ہو! یہ ایک مسلّم اور ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اولاد کے دم سے گھر میں ہر دم بہت سی خیر و برکت اور بڑی ہی رونق رہتی ہے۔ وہ گھر کیسا بے رونق، خاموش، اجاڑ اور سونا معلوم ہوتا ہے جس میں معصوم بچے کھیلتے کودتے، روتے ہنستے، کلکاریاں مارتے اور چہچہاتے نظر نہ آتے ہوں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی پرورش نہایت ہی صبر آزما کام ہے۔ اس کے لئے بے پناہ صبر و تحمل، ایثار و قربانی، دل سوزی، نرمی، رحمت و محبت اور ہمہ وقت شفقت بھری نگرانی درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے دل میں بچے کی زبردست محبت پیدا فرما کر اور اس کی پرورش کا نہایت ہی زوردار داعیہ دے کر اس نہایت کٹھن فریضے کو انتہائی خوشگوار، آسان اور دل پسند مشغلہ بنا دیا ہے۔ پرورش اور تعلیم و تربیت کے دوران طرح طرح کی تکلیف سہہ کر ماں باپ نہ صرف یہ کہ اکتاتے نہیں، بلکہ ان مشقتوں میں دل کو ٹھنڈک اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ ہزار تکلیفیں جھیل کر اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر جب اپنے معصوم نونہال پر محبت کی ایک نظر ڈالتے ہیں تو فخر و مسرت سے جھوم اٹھتے ہیں اور انہیں ایسا روحانی سرور و اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ پرورش کی صعوبتوں کا احساس بھی باقی نہیں رہتا اور کئی زندگی سے اکتائے اور بیزار افراد بھی جب ان معصوم پھولوں اور کلیوں کو کھلتے ہوئے اور اپنی حیات بخش معصوم مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو یہ دیکھ کر ان میں بھی جینے کی امنگ پیدا ہوتی ہے اور وہ زندگی سے فرار کی بجائے ان کی خاطر جینے کی آرزو اور تمنا کرتے ہیں کیونکہ یہی اولاد تو ان کے اپنے ہی جسم اور جان کا ایک حصہ ہوتی ہے۔

والدین کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت اور اس سے غیر معمولی وابستگی کا جذبہ پیدا فرما کر رب العالمین نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ دنیا میں نسلِ انسانی کی بقا اور اس دنیا کو آباد رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ اور داعیہ ہر انسان کو

عطا فرمائے، تاکہ وہ اپنے فطری جذبے اور داعیہ سے مجبور ہو کر اپنی نسل کی پرورش کرے اور یہ دنیا آباد رہے۔

اسی بات کی ایک عربی شاعر نے خوب ترجمانی کی ہے:

أَرَانِي أَنْسَى مَا تَعَلَّمْتُ فِي الْكِبَرِ

وَلَسْتُ بِنَاسٍ مَا تَعَلَّمْتُ فِي الصِّغَرِ

وَمَا الْعِلْمُ إِلَّا بِالتَّعَلُّمِ فِي الصِّبَا

وَمَا الْحِلْمُ إِلَّا بِالتَّحَلُّمِ فِي الْكِبَرِ

وَلَوْ فُلِقَ الْقَلْبُ الْمُعَلَّمُ فِي الصِّبَا

لَأَصْبَحَ الْعِلْمُ كَالنَّقْشِ عَلَى الْحَجَرِ

”میں نے جو تعلیم بڑی عمر میں حاصل کی وہ بھول جاتا ہوں اور جو چھوٹی عمر میں سیکھا وہ ابھی تک نہیں بھولا۔ (حقیقت میں) علم تو وہی ہے جو بچپن میں سکھایا جاتا ہے تو (اے طالب تو دیکھے گا کہ) اس میں علم اس طرح منقش ہوگا جیسے پتھر پر نشانات۔“

اولاد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اللہ کی عظیم نعمت ہے..... تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز ہے ......آنکھوں کا نور، دلوں کا سرور اور مستقبل کی کرن ہے..... زندگی کا ماحصل، خوش بختی کا نشان اور سرفرازی کی علامت ہے..... کھلتا ہوا پھول، چمکتا ہوا تارہ اور نکھرتا ہوا چودھویں کا چاند ہے..... بے قراری میں قرار، بے چینی میں چین، پریشانی میں سکون اور رنج والم میں شادمانی ہے..... ماں باپ کی زندگی، بھائی بہنوں کا پیار، گھر کی رونق، محلے کی زینت اور بستی کا شان ہے..... معصومیت کا پیکر، بے گناہی کا نمونہ اور سادگی کا مجسمہ ہے ......جس کے آرام کے لئے ہم تھکتے ہیں، جس کی نیند کے لئے ہم جاگتے ہیں، اور جس کی تندرستی کے لئے ہم بیمار پڑتے ہیں..... جس کے لیے نبیوں اور بزرگوں نے تمنائیں کیں اور دعائیں مانگیں..... جو جنت کا پھول اور روئے زمین کا قیمتی سرمایہ ہے..... جو گھر کی رونق، خیر و برکت اور دین و دنیا کی بھلائی کا سامان ہے..... جو دل کی بہار، نفس کی مسرت اور روح کی خواہش ہے..... جی ہاں یہ اولاد اگر نیک ہے تو دین و دنیا کے

کاموں میں والدین کی معین اور مرنے کے بعد ان کی جانشین ہے۔

یہ بچے والدین کے گلشن حیات کے لہلہاتے مسکراتے گنگناتے اور چہچہاتے شاداب غنچے ہیں ان کی آبیاری اور ہر وقت آبادکاری ان کی نگہبانی اور باغبانی کرنا ہمارا فرض ہے بالکل ایسے کہ جیسے ایک باغبان باغ کے پیڑوں اور پودوں کی باغبانی اور رکھوالی کرتا ہے وقت پر ان کی آبیاری کرتا ہے زمین کو نمو کے قابل بناتا ہے .. ان کی تراش خراش کرتا ہے ان کی نزاکت، خوبصورتی، رعنائی و زیبائی اور دلربائی کو بچانے کے لئے ہر جتن کرتا ہے بالکل ایسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہمیں اپنے چمن کے پھولوں اور کلیوں یعنی اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنی ہے ... تاکہ وہ عالم شباب میں پہنچ کر ہمارے لیے اور خود اپنے نیک نامی لوگوں کے لئے راحت رسانی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث بن سکیں۔

اس مقصد کے حصول کے لیے والدین ہمیشہ اپنی زندگی ایک باغبان بن کر گزار دیتے ہیں .. اور پھر بہترین تربیت کی بنا پر تیار ہونے والی اولاد والدین کے لیے زندگی کی تیز دھوپ میں سایہ ثابت ہوتی ہے . اور ان کو راحت و آرام پہنچا کر خود راحت محسوس کرتی ہے۔

انسان پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں ۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد کی نعمت ہے ۔ یہ وہ نعمت خداوندی ہے جسے انسان لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتا ۔ اولاد والدین کے لیے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ایک عطیہ ہے اس پر جتنا بھی اللہ جل شانہٗ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے ۔ اس کی قدر ان سے معلوم کریں جن کے گلشن میں یہ پھول کھلے ہوئے نہیں ہیں وہ ترس ترس کر رہ گئے ہیں لیکن اس نعمت سے محروم ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کی قدر نصیب فرمائے ۔

اس عظیم نعمت کی قدر و قیمت کو جاننے کیلئے بندہ نے ایک مختصر تحریر کتابی شکل میں بنام " اولاد ایک عظیم نعمت " ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لکھ دیئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تمام نعمتوں کی قدردانی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور دنیا و آخرت میں سرخروئی عطا فرمائیں ۔ آمین محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد ایک نعمت ہے

ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر یہ خواہش رکھی ہے کہ وہ شادی کے بعد صاحب اولاد ہو جائے حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء نے بھی یہ تمنائیں کیں اور دعائیں مانگیں۔ اولاد دینا نہ دینا دونوں اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور دونوں میں اللہ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں کسی کو اولاد دے کر آزماتا ہے اور کسی کو نہ دے کر بالکل اسی طرح جیسے کسی کو مال دے کر آزماتا ہے (کہ آیا وہ اسے میری اطاعت و فرمانبرداری میں لگاتا ہے یا نافرمانی میں) اور کسی کو مال نہ دے کر (کہ آیا وہ صبر و رضا کا مظاہرہ کرتا ہے یا بے صبری و ناراضگی کا)

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر ان لوگوں سے پوچھی جائے جن کے گھر کے آنگن میں یہ پھول نہیں کھلا کشادہ اور وسیع گھر، نوکروں، خدام کی ایک فوج ظفر موج، دنیا کی ہر آسائش میسر ہے مگر پھر بھی گھر سونا اور ویران ویران سا لگتا ہے کیوں کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ گھر کے گلشن میں بچے کی صورت میں کھلنے والا پھول جو سارے گھر اور گھر والوں کو معطر کر دے وہ نہیں ہے اور اس کے حصول کے لیے ہزاروں جتن کیے جا رہے ہیں نذریں مانی جا رہی ہیں روزے بھی رکھے جا رہے ہیں حرمین شریفین میں حاضری کے موقع پر غلاف کعبہ پکڑ کر، مقام ابراہیم پر نوافل کی ادائیگی کے بعد، میدان عرفات میں، جبل رحمت پر، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے موقع پر حصول اولاد کے لئے دعاؤں پہ دعائیں۔ کی جا رہی ہیں کسی بزرگ کے پاس جانا ہوتا ہے تب بھی اسی دعا کی درخواست کی جاتی ہے کہ اولاد کے بغیر ایسی زندگی خالی خالی اور بے مزہ سی لگتی ہے اور اتنے جتن کرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کسی کی سن لیتا ہے تو وہ خوشیاں مناتا ہے دوست احباب کو مٹھائیاں کھلاتا اور مبارکبادیں وصول کرتا ہے یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے۔

اولاد کا نیک ہونا رحمت اور برا ہونا زحمت ہے

اولاد کا ہونا ایک نعمت اور ایک خوشی ہے اور اس کا نیک و فرمانبردار ہونا، حب زندہ

وارو نیک اولاد ہونا دلی مسرت اور دلی خوشی ہے کیونکہ وہ دنیا میں نیک نامی مرنے کے بعد صدقہ جاریہ اور قیامت کے دن باعث نجات و شفاعت ہوتی جب کہ بری اولاد تو انسان کے لیے دنیا میں بھی تکلیف کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں بھی شرمساری کا باعث بنے گی۔ بری اولاد کا کیا بتایا جائے وہ انسان کے لیے پکی ہوئی انگلی کی طرح ہوتی ہے انسان نہ اس کو کاٹ سکتا ہے نہ برداشت کر سکتا ہے۔

جو اولاد دینی اصولوں سے بے خبر ہوتی ہے وہ ماں باپ کے حقوق سے بھی ناواقف ہوتی ہے فیشن کی پرستار اس اولاد کے نزدیک ماں باپ کی حیثیت گھر کے بوڑھے ملازم سے بھی کم ہوتی ہے اب ماں باپ کو ان کے پاس رہنا تو ہوتا ہے ٹکڑوں کی دل میں حسرت حسرت لئے رخصت ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی

مر مر کر جینا لیو آنے کا جیا

کا مصداق بن جاتی ہے۔ اور نافرمان اولاد زندگی میں ماں باپ کا اکرام واحترام کرتی ہے نہ موت کے بعد ان کے لئے استغفار کرتی ہے نہ ان کے نام کا صدقہ دیتی ہے نہ ان کے لئے دعا کرتی ہے جن والدین نے اولاد کے دین اور آخرت کا تباہ کر دیا ان کو اولاد سے زندگی میں کچھ امید رکھنی چاہئے نہ موت کے بعد دعا اور صدقہ کا منتظر رہنا چاہیے جس کو دعا صدقہ اور استغفار کی اہمیت و ضرورت ہی نہیں بتائی گئی وہ کیوں صدقہ دے؟ اور کیسے دعا کرے؟

بگڑی ہوئی اولاد

وہ اولاد جو کہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے جس پر انسان فخر کرتا ہے جس کی خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنا خون پسینہ بہاتا ہے اسی کی اگر تربیت نہ کی جائے تو بعض اوقات رحمت کی بجائے زحمت بن جاتی ہے دل کے سکون کی بجائے پریشانی کا ذریعہ بن جاتی ہے اور والدین کی شاہراہ حیات پر پھولوں کی بجائے کانٹے بکھیر دیتی ہے ان کی زندگی کو اجیرن بنا دیتی ہے ان کا دن کا سکون اور رات کی نیند حرام کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض والدین تنگ آ کر یہ کہہ دیتے ہیں اے کاش

تو نے جنم ہی نہ لیا ہوتا اور کبھی بد دعائیں کرتے ہیں لیکن بد دعا کرنے سے پہلے کبھی والدین نے یہ سوچنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی اولاد کا بگاڑ کہیں ہماری غلط تربیت کا نتیجہ تو نہیں یا د رکھیں جو والدین بگڑی اولاد کا گلہ کرتے ہیں انہوں نے کبھی سوچا ہے کہ وہ اپنی ہی بوئی ہوئی فصل کو کاٹ رہے ہیں۔

ڈوبی ہیں جو انگلیاں میرے خود اپنے لہو میں
یہ کانچ کے ٹکڑوں کو اٹھانے کی سزا ہے

جی ہاں ببول کے درخت بیج کر گل و لالہ کے اُگنے کی توقع رکھنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ والدین کے مقام و مرتبہ سے ناآشنا اولاد سے ادب و احترام اور خدمت و اکرام کی امید باندھنا پانی میں آگ تلاش کرنا ہے غلط ماحول میں پروان چڑھنے والی نسل تو سے وفاداری وخدمت گذاری اور اطاعت شعاری کی آس باندھنا ایسے ہے جیسے صحراؤں میں گلستان دیکھنے کی تمنا رکھنا۔

اولاد کے گناہوں کا وبال والدین کے سر بھی ہوگا

چونکہ نیک تربیت کا آغاز بچپن ہی سے ہوتا ہے لہٰذا والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی طرف متوجہ کریں اگر خدانخواستہ والدین نے ان کی اچھی تربیت نہیں کی اور وہ بڑے ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک مکلف ہونے کے بعد ان سے گناہوں کا صدور شروع ہوگیا تو چونکہ ان گناہوں کے وقوع پذیر ہونے میں والدین کی سستی ، غفلت اور کوتاہی کو بھی دخل ہے اس لیے بچے تو گناہ گار ہونگے ہی ان کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں کا وبال والدین کے سر بھی ہوگا۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے

قیامت کے دن تربیت اولاد کے بارے میں سوال ہوگا

والدین سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ انہوں نے بچوں کو اخلاق حسنہ اور نیک تعلیم دی یا نہیں؟ ان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ قوی کیا یا نہیں؟ انہیں مغرب کے اخلاق

باخدا ایمان سوز تہذیب سے نفرت اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک معاشرت تہذیب و تمدن اور محبوب زندگی سے محبت کرنا سکھایا گیا ہے یا نہیں؟ ان میں عبادات کا شوق پیدا کیا گیا ہے یا نہیں؟ ان کو اللہ کے لیے محبت و نفرت کرنے اور اللہ کے لئے جینے و مرنے کا درس دیا گیا ہے یا نہیں؟ ان کے دلوں میں صحیح یقین کے بیج بوئے گئے ہیں؟ دوسری قوموں سے ہٹ کر وحدہ لاشریک کی بندگی میں نہیں تیار جھکنے کا عادی بنایا گیا ہے؟ ان کو صبر و تحمل، ایثار و قربانی، اخوت و محبت، سلوک و احسان، ایمان و احتساب، اخلاص و للہیت کے روشن کردار اپنانے کا راستہ دکھایا گیا ہے؟ ان کو دنیا کی رعنائیوں سے منہ موڑ کر جنت کی رعنائیوں سے آشنا کیا گیا ہے؟ لہذا قیامت کے دن کسی کا بھی عذر معذرت کو قبول نہ کرتے ہوئے اولاد کے مستقبل سے کھیلنے والے والدین اور ان کی بری تربیت نہ کرنے والے والدین سے یہ پوچھا جائے گا۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تری رہبری کا سوال ہے

اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا

اولاد کی تربیت چونکہ کوئی آسان کام نہیں قدم قدم سنبھال سنبھال کے اٹھانا پڑتا اور بول بول تول کر نکالنا پڑتا ہے اور خدا کی عطا کردہ تمام صلاحیتوں کو بڑی حکمتوں سے بروئے کار لانا پڑتا ہے پھر بھی انسانی فہم و بصیرت اور علم و ادراک سے چوک کر کھا جانے کے بڑے امکانات ہیں کبھی ناکامیوں کی دیواریں سدِ راہ بنتی ہیں تو کبھی ذہنی محنت کے مسلسل رائیگاں جانے کا غم کھانے لگتا ہے اس لئے اللہ کی مدد مانگنی چاہیے جس کے فضل سے تربیت کا یہ بار گراں ہلکا بھی محسوس ہوگا اور آسان بھی اور مطلوبہ مقصد کا حصول جلدی بھی ہوگا اور سہولت سے بھی انبیاء و اولیاء نے جہاں حصول اولاد کے لئے بارگاہ خداوندی سے التجائیں کیں وہاں اس نعمت عظمیٰ کے مل جانے کے بعد بھی علم نبوی اور بصیرت پیغمبری اور وحی کی رہبری میں تربیت اولاد میں کبھی کوئی کسر نہ چھوڑی مگر ان سب کے باوجود رب ذوالجلال سے ہر آن تربیت اولاد کے لیے دعائیں مانگتے رہے پھر کیا ہوتا تھا

آہ جاتی تھی آسماں پہ رحم لانے کے لئے
بادل ہٹ جاتے تھے راہ دے دیتے تھے جانے کے لئے

دنیا کے معمولی معاملات میں جب لوگ اپنے ارمانوں کا خون ہوتا اور امیدوں کے محلات کو زمین بوس ہوتے دیکھتے ہیں اور آرزوؤں کے گھروندوں کو ٹوٹتے دیکھتے ہیں تو ان محروم تمنا لوگوں کی بھی نگاہیں بے اختیار آسمان کی طرف اور ہاتھ بارگاہ خداوندی میں اٹھ جاتے ہیں۔

وہ محروم تمنا کیوں نہ سوئے آسماں دیکھے
جو قدم بقدم اپنی محنت رائیگاں دیکھے

جب اس طرح کے دنیاوی اور غیر معمولی معاملات میں لوگ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور وہ ان کی پکار سنتا بھی ہے اور ان کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر بھی کرتا ہے تو کیا ان لوگوں کے ہاتھوں کو اللہ خالی لوٹا رہے گے۔

نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں یہ اس کریم ذات کی غیرت کے خلاف ہے کوئی اپنی اولاد کے لئے مانگے تو کبھی وہ تو کہہ رہے ہیں

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

امانت میں خیانت نہ کریں

والدین کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہیے کہ اولاد ان کی اپنی ملکیت نہیں، نہ ہی وہ اسے اپنی مرضی سے حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے اپنی مرضی سے زندہ رکھ سکتے ہیں، دینا نہ دینا بھی اللہ کی مرضی پر منحصر ہے اور مختصر یا لمبی زندگی دینے کا دارومدار بھی اس کی مشیت پر ہے کوئی بچپن میں فوت ہو جاتا ہے تو کوئی جوانی میں اور کوئی بڑھاپے میں کسی نے خوب کہا ہے

باغ دنیا میں مرجھاتے ہیں یہ پھول
کچھ کھلے کچھ آدھ کچھ بن کھلے

یہ اولاد والدین کے پاس اللہ کی ایک خوبصورت اور قیمتی امانت ہے اس میں خیانت نہ کیجئے بلکہ اس کا حق ادا کیجئے، جو والدین اولاد کی صحیح نہج پر تربیت کرتے ہیں اور ان کی دینی تعلیم اور حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں وہ امانت کا حق ادا کرتے ہیں اور جو والدین اس بارے میں تساہل اور تغافل سے کام لیتے ہیں اور افلاس کے ڈر سے یہ چند ٹکوں کی خاطر انہیں بگاڑ کر راستے پر لگا دیتے ہیں تو وہ ایک بہت بڑی امانت میں بہت بڑی خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں، بہر حال اولاد کی یہ نعمت اور امانت اللہ تعالیٰ نے والدین کو عطا کی ہے اس کی اچھے انداز سے تربیت کر کے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر اور امانت کا حق ادا کیجئے۔

پھولوں اور کلیوں کی باغبانی کیجئے

ہمارے بچے ہمارے خوشیوں و شادمانیوں اور مسرتوں کے گلشن کے پھول اور کلیاں ہیں۔ اس گلشن کے پھلتے مسکراتے کھلتے اور مہکتے شاداب غنچے ہیں۔ ان کی آبیاری ان کی ہر وقت آبادکاری ان کی نگہبانی اور دیکھ بھال کرنا ہمارا فرض ہے۔ بالکل ایسے کہ جیسے ایک باغبان باغ کے چھوٹے پودوں اور پھولوں کی باغبانی کرتا ہے۔ وقت پر ان کی آبیاری کرتا ہے، زمین کو نمو کے قابل بناتا ہے، برے موسمی اثرات سے بچاتا ہے۔ نقصان دہ حشرات اور کیڑوں مکوڑوں اور سنڈیوں کے حملوں سے ان کو بچاتا ہے۔ ان کی تراش خراش کرتا ہے۔ ان کی نزاکت، خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اور دلربائی کو بچانے کے لئے ہر جتن کرتا ہے۔ بالکل ایسے ہی۔۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ ہمیں اپنی زندگی کے گلشن اور چمن کے پھولوں اور کلیوں یعنی اپنے بچوں کی بہترین پرورش کرنی ہے۔ تاکہ وہ عالم شباب میں پہنچ کر ہمارے لیے اور خود اپنے لیے نیک نامی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث بن سکیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے والدین بہتر اپنی زندگی ایک باغبان بن کر گزار دیتے ہیں اور پھر بہترین تربیت کی بنا پر تیار ہونے والی اولاد ان کے لئے تیز دھوپ میں سایہ ثابت ہوتی ہے اور ان کو راحت و آرام پہنچا کر خود راحت محسوس کرتی

ہے..... اور پھر زبان سے اپنے پروردگار سے ان کے لئے یوں گویا ہوتی ہے کہ:

﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْرًا ﴾

"اے ہمارے رب! ہمارے والدین پر اپنے رحم و کرم کی چادر تان دے کہ جس طرح انہوں نے ہمیں بچپن میں پالا اور پرورش کیا۔"

اسلام میں اولاد کا مرتبہ و مقام

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قدرے وضاحت اس وجاہت و مقام کی ہو جائے جو ہمارے دین اسلام نے اولاد کو عطا فرمایا ہے۔

اولاد ہبہ خداوندی

اولاد وہ نعمت ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف سے بنی آدم کو دیا جانے والا "ہبہ" قرار دیا ہے۔

لله ملك السموت والارض يخلق مايشاء يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور (الشوریٰ ۴۹)

اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں ہبہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے بچے عطا کرتا ہے۔

ووهبنا له اسحق ويعقوب (الانعام ۸۴، مریم ۴۹، العنکبوت ۲۷)

ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب ہبہ کئے۔

(حضرت اسحٰق حضرت ابراہیم کے صاحبزادے حضرت یعقوب پوتے تھے علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ووهبنا له اسحق و يعقوب نافلة (الانبیاء ۷۲)

اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطیہ کے طور پر ہبہ کئے

یہاں ہبہ کے ساتھ (نفل) عطیہ بھی کہا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی ہبہ و عطیہ خداوندی پر یوں شکر گذاری کی۔

الحمد لله الذى وهب لى على الكبر اسمعيل واسحق (ابراہیم ۳۹)

تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق ہبہ کئے۔

فاستجبنا له ووهبنا له يحيىٰ (۱۷ انبیاء۔۹۰)

ہم نے زکریا کی دعا کو قبول کیا اور آپ کو یحییٰ ہبہ کئے

ووهبنا لداؤد سليمان (ص۔۳۰)

ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان ہبہ کئے

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اولاد اللہ تعالیٰ کا ہبہ اور عطیہ ہے۔

اولاد والدکا مقسم بہ

قسم کھانے والا ہمیشہ مہتم بالشان، موقع اور پر عظمت چیز کی قسم اٹھاتا ہے تاکہ سامعین و مخاطبین کو نہایت پختہ یقین ہو جائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن اشیاء کی قسمیں کھائی ہیں۔ اور اس طرح ان کے شرف و فضل کو ظاہر فرمایا ہے ان میں اولاد اور والد دونوں شامل ہیں۔ فرمایا:

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد ووالد وما ولد لقد خلقنا الانسان في كبد (البلد ۱،۲،۳،۴)

میں اس شہر (مکہ کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں آپ اس میں مقیم ہیں اور باپ اور اولاد (کی قسم کھاتا ہوں) بیشک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت طیبہ سے جہاں والد اور مولود دونوں کی وقعت وا ہمیت معلوم ہو رہی ہے وہاں یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مومن کی زندگی پھولوں کی سیج اور دنیاوی مسرتوں کا بندو بست نہیں ہوا کرتی۔ اس میں ہر ہر سانس مجاہدانہ گذارنا پڑتا ہے، نفس اور اس کی کبھی نہ ختم ہونے والی خواہشات سے جہاد، شیطان، اس کے انصار و اعوان اور ان کی چالبازیوں سے جہاد، دشمنان دین وملت اور ان کی ہرزہ سرائیوں کے ساتھ جہاد، نت نئے ابھرنے والے فتنوں اور مخالف مذہب یورشوں کے ساتھ جہاد، امت وسط کو اس کے دین

دینِ مذہب پر قائم رکھنے کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں جہاد، والدین اور دیگر اعزہ و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کی صورت میں جہاد، اولاد کی تربیت جیسے کٹھن پروگرام کی صورت میں جہاد۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

اولاد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وجہ مباہات

اولاد ایک ایسا بیش بہا تحفہ خداوندی ہے جس کے حصول کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے حبیب لبیب رسول مکرم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ والثناء نے حکم فرمایا ہے

فالآن باشروهن وابتغوا ما كتب الله لكم (البقرہ-۱۸۷)

اب اپنی بیویوں سے ملاقات کیا کرو اور طلب کرو اس کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے۔

حکم، حسن بصری، سدی، ضحاک، عکرمہ، قتادہ اور ابن عباس ان حضرات مفسرین کرام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ جس نوشتہ تقدیر کے طلب و حصول کا حکم دے رہا ہے وہ اولاد ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار ترغیب نکاح دلاتے ہوئے اولاد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہاری کثرت روز قیامت میرے لئے تمام امتوں پر اظہار فخر و مباہات کا باعث ہوگی۔

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ایک بارات حسین و جمیل عورت کے ساتھ شادی کا ارادہ ہے لیکن وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں، محترم ہے کیا میں اس کے ساتھ شادی کر لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ وہ صاحب پھر حاضر ہوئے یہی عرض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بار بھی منع فرمایا، صاحب تیسری دفعہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تزوجوا الودود الولود فإني مكاثر بكم (ابو داؤد، باب [illegible] فی تزویج
[illegible] من النساء [illegible])

بہت محبت کرنے والی ، اولاد پیدا کرنے والی ، عورت کے ساتھ شادی کرو ، بے شک میں تمہاری وجہ سے امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر ناز اں ہوں گا ۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلیم کی درخواست پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی ۔

اللھم اکثر مالہ و ولدہ وبارک لہ فی ما اعطیتہ

(بخاری ج ۲ ص ۹۴۴ باب الدعاء بکثرۃ الولد مع البرکۃ)

اے اللہ انس کے مال اولاد کو کثیر کر ، اور جو کچھ بھی اسے عطاء کرے اس میں برکت نصیب فرما ۔

اولادء انبیاء واولیاء کا تخیل تمنا

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جن انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا اولیاء کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن کے ہاں اولاد نہ تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ صمدیت میں دامن طلب پھیلا پھیلا کر اس نعمت عظمیٰ کے حصول کی تمنا کی ان کی اس تمنا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور اولاد کے ہونے کی بشارتیں اور مبارکیں دیں ۔

حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر سے ہوتے ہوئے شام پہنچے تو وہاں پہنچ کر بارگاہ ربوبیت میں یوں ملتجی ہوئے ۔

رب ھب لی من الصٰلحین (صافات ۔ ۱۰۰)

اے میرے پروردگار مجھے صالح اولاد ہبہ فرما ۔

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی ارشاد الٰہی ہے ۔

فبشرناہ بغلام حلیم (صافات ۔ ۱۰۱)

ہم نے ابراہیم کو ایک بردبار فرزند کا مژدہ سنایا ۔

حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت ہاجرہ تھا ۔ اور حضرت اسمٰعیل کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی اور بروایت ۹۹ برس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف جب ۱۰۰ برس کو پہنچی تو آپ کو حضرت اسحٰق اور پھر آگے

سلسلہ اولاد جاری رہنے کی بشارت دی گئی۔

اسی طرح حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے کہ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ جب چراغ زندگی ٹمٹمانے لگا تو آپ نے صالح، طیب اور اپنے آباء انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث نبوت وحکمت کا اہل بچہ عطا ہونے کی خواہش کی جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس وقت جب کہ آپ کی عمر شریف بروایت ۷۰ برس اور بروایات دیگر ۱۲۰ برس اور زوجہ محترمہ کی ۹۸ برس تھی، حضرت یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد پذیر ہونے کی بشارت دی۔

اولاد اللہ کی نعمت عظمیٰ

سورۃ النحل میں اپنی نعمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً و جعل لکم من ازواجکم بنین و حفدۃ ورزقکم من الطیبٰت افبالباطل یومنون وبنعمت اللہ ھم یکفرون (النحل ۷۲)

اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہاری (تسکین اور مسرت کی) خاطر تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں اور تمہارے لئے تمہاری بیویوں (کے بطن) سے بیٹے اور پوتے مقرر فرمائے تمہیں پاکیزہ اشیاء سے رزق دیا۔ کیا پھر بھی یہ (مشرکین) باطل پر ایمان رکھتے اور اللہ کی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں۔

اولاد، دنیاوی زندگی کی زینت

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اس دنیا کی زینت، دنیاوی شوکت کا باعث اور اپنی جناب سے بنی نوع انسان کو مدد ونصرت بیان فرمایا ہے۔

المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والبٰقیٰت الصٰلحات خیر عند ربک ثواباً و خیر املا (الکہف ۴۶)

مال اور بیٹے صرف دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے اعتبار سے تیرے رب کے ہاں بہتر اور امیدیں وابستہ کرنے کے

لیے خوش تر ہیں۔

اگر انسان اپنی اولاد کی اسلامی خطوط پر تربیت کر کے انہیں بھی باقیات صالحات بنا دے تو سونے پر سہاگہ ہوگا دنیا بھی بنی سنوری رہے گی اور آخرت بھی بھلی چنگی ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

المال والبنون حرث الدنیا والاعمال الصالحة حرث الآخرة وقد یجمعهما الله لاقوام

یعنی مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کبھی بعض لوگوں کو یہ دونوں چیزیں عطا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۲)

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی ارشادات طیبہ میں صالح اور سعید اولاد کو باقیات صالحات بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد لترفع له الدرجة . فیقول ای رب انی لی هذا فیقول باستغفار ولدک لک من بعدک (ابن ماجہ ص ۲۶۸ ابواب الادب)

میدان حشر میں بندے کا درجہ بلند ہوگا تو وہ پوچھے گا یا الٰہی یہ بلند درجہ مجھے کیسے مل گیا؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا تیرے بعد تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

اولاد کا مقام رفیع و رتبہ بلند حضرت ابن عباس کی اس روایت سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص (مرد و عورت) کے دو فرط (فوت ہو جانے والے بچے) ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوگا ام المومنین رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت میں سے جس کا ایک بھی فرط نہ ہوا، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانی فرط امتی لم یصابوا بمثلی (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۶ باب من قدم ولدا)

میں اپنی امت کا فرط (ان کا حشر میں استقبال کرنے والا ہوں)

میرے ان کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ کے پاس چلے جانے جیسی مصیبت ان کو نہ پہنچی سو مجھے اپنی نگاہوں سے اوجھل پانے کی وجہ سے ان کے دل میں جو کسک اور تڑپ پیدا ہوئی ہے اس کی وجہ سے ان کا فرط ہوں گا۔ حوض کوثر پر ان سے پہلے کھڑا ان کی آمد کا منتظر ہوں گا۔

اس حدیث سے جس طرح یہ پتہ چلتا ہے کہ اولاد اپنے والدین کے حق میں فرط ہے اور اگر کسی کی اولاد نہیں تو حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فرط ہوں گے۔ (اولاد کی کیا شان کہ اس کی موجودگی میں وہ فرط اور عدم موجودگی میں اس کی جگہ اللہ کا حبیب ختم الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرط ہے) اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ والدین کو اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کرنی چاہیے کہ وہ ان کے حق میں فرط ثابت ہو سکیں مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

صغارهم دعاميص الجنة (مسلم ج ۲ ص ۳۳۱ ابواب البر)

مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت کے "دعامیص" ہیں۔

دعامیص، دعموص کی جمع ہے۔ دعموص اس چھوٹے آبی جانور کو کہتے ہیں جو پانی سے الگ نہیں ہوتا تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ ایسے نابالغ بچے لازماً اور دائماً جنت میں رہیں گے اور جنت سے کسی طور جدا نہ ہوں گے اور ایک ارشاد نبوی کے مطابق جنت کے دروازوں میں کھڑے اپنے والدین کے منتظر ہوں گے اور وہاں پر ان کا استقبال کریں گے۔

اولاد: آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت اشعث بن قیسؓ نے اپنا یہ واقعہ بتایا میں کندہ کے وفد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ میں نے عرض کیا میری آپ حضور کی طرف روانگی کے روز میرے ہاں بچہ ہوا تو ہے لیکن میری تو یہ خواہش ہے کہ کاش اس کے بدلے مجھے قوم کے پیٹ بھرنے کی کوئی چیز مل جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتقولن ذلک فان فیهم قرة عین واجرا اذا قبضوا ثم ولئن قلت ذالک انهم لمجبنة محزنة انهم لمجبنة محزنة

(مسند الامام احمد ج ۵ ص ۲۱۱)

اے اشعث! ایسا ہرگز ہرگز نہ کہو، یہ حقیقت ہے کہ اولاد میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کی وجہ سے اجر و ثواب ملتا ہے اور یہ اولاد تو انسان کو بزدل بھی بنا دیتی ہے اور حزین بھی، دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا۔ اولاد ہو جائے تو انسان اپنی زندگی کو پہلے سے زیادہ اہم قیمتی سمجھتا ہے! اسے یہ خیال ہر وقت دامن گیر رہتا ہے کہ میرے پسماندگان بھی ہیں مجھے ان کے لئے زندہ اور بصحت وسلامتی رہنا ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابیات کے ایک گروہ کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے سے اجتناب کی پرزور تاکید فرماتے ہوئے بطور نعمت آنکھوں کی ٹھنڈک اولاد کا ذکر فرمایا:

ثم یزوجها الله البعل ویفیدها الولد وقرة العین

(مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے کنواری کا شریک حیات اس کے شوہر کو بنایا ہے اسے اولاد اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا فائدہ پہنچاتا ہے۔

اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک اسی وقت بنتی ہے جب کہ اس کی تربیت اسلامی خطوط پر ہو اور وہ والدین کے مرتبہ بلند اور مقام پر رفیع سے خوب آشنا ہو وگرنہ وہی نقشہ جو آج کل نظر آ رہا ہے اسی طرح والدین بھی اپنی شرعی ذمہ داریوں سے اولاد کے حقوق و فرائض سے اسلامی انداز میں اولاد کی تربیت کرنے سے آگاہ ہوں وہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دست سوال دراز کئے اپنی اولاد کی شرافت، سیادت، نجابت، کرامت اور صراط مستقیم پر استقامت کی دعائیں کرتے رہتے ہوں وہ اپنے رب متعال جل وعلا سے یہ التجائیں کرتے ہوں۔

ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین وجعلنا للمتقین اماما

اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما

اور ہمیں متقین کا امام بنا

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ

اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے طیب اولاد عطا فرما

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا و تقبل دعاء

ربنااغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا، اے ہمارے رب ہماری دعاؤں کو قبول فرما،اے ہمارے رب مجھے میرے والدین اور تمام مؤمنوں کو روز حساب بخش دے۔

رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین

اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ تو بہترین وارث عطا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں موجود باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنے وطن اور قوم سے ہجرت کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد عطا فرمانے کی درخواست کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ☆ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ (سورۃ الصافات آیت ۹۹۔۱۰۰)

ترجمہ: اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے رب کی طرف (ہجرت کرکے) جا رہا ہوں وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا۔ اے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ زمخشری نے ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ان کی دعا کا مقصود یہ ہے کہ مجھے نیک اولاد عطا فرما کیونکہ لفظ (الهبة) غالباً اولاد کے عطا فرمانے کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر ۹/۱۵۱)

نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

" وہ دعوت واطاعت کے کاموں میں میری اعانت کریں اور پردیس میں میری مونس اور غم خوار بنیں۔" (تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۹۸)

بعض لوگوں کا طرز عمل

اس مقام پر شاید یہ تنبیہ کرنا مناسب ہو کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کرتے وقت ان کے نیک ہونے کا ذکر نہیں کرتے۔ ان کی دعا صرف یہ ہوتی ہے کہ

" اے اللہ ہمیں اولاد عطا فرما"۔

اور کچھ حضرات ایسے بھی ہیں کہ اولاد کے بگڑنے کی مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اولاد کی نیکی کی دعا کے موثر، مفید اور مضبوط ہتھیار سے فیض یاب نہیں ہوتے۔ خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے لوگوں کے برعکس اولاد کے ملنے سے پہلے ہی سے یہ فریاد شروع کر دیتے ہیں کہ وہ صالحین میں سے ہوں، کیونکہ نیکی سے دور اولاد اپنے والدین کے لئے افسوس، رنج، پریشانی اور بے آبروئی کا سبب بنتی ہے، بلکہ وہ تو ان کے لئے دنیا و آخرت میں وبال جان ہوتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہماری اولادوں کو نیک بنا اور ان میں سے کوئی بد بخت اور محروم نہ ہو۔ آمین یا حی یا قیوم۔

نیک اولاد کی خواہش

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہزاروں نعمتوں سے نوازا ہے، اس پر لاکھوں انعامات کیے

ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت بھی بے مقصد اور فضول نہیں، ہر ایک اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن نیک اولاد کی نعمت دنیا کی ہر نعمت پر مقدم ہے، اس کے آگے ہر نعمت ہیچ ہے، کوئی نعمت اس کے مقابل کی نہیں۔ اگر انسان کو نیک اولاد جیسی نعمت میسر ہو تو گویا اس کے پاس دنیا کی ہر نعمت ہے لیکن اگر اس سے محروم ہے تو دنیا کی ہر نعمت ہونے کے باوجود تہی دامن ہے، جس بیوی سے اللہ تعالیٰ نیک اولاد دے، وہ سب بیویوں پر سبقت لے جاتی ہے، وہ اگرچہ زیادہ حسین نہ بھی ہو، وہ بہترین نین و نقش سے محرومی کے باوجود بھی دل میں گھر کر جاتی ہے، خاوند کی آنکھوں کا تارا بن جاتی ہے، خاوند کو اپنا اتنا گرویدہ بنا لیتی ہے کہ دنیا سے چلی جانے کے بعد بھی اس کے دل میں بسی رہتی ہے، یہ نیک اولاد کی ہی تو برکتیں ہیں کہ خاوند ہر خوشی وغمی کے موقع پر اس کو یاد کرتا ہے، اس کے درجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔

نیک اولاد یقیناً اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ نعمت ایک ثمر آور درخت کی مانند ہے، جس کے لئے ابتداء میں محنت کی جاتی ہے، تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں۔ لیکن جب یہ درخت بڑا ہو جاتا ہے، اس کا تنا مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور شاخیں پھل سے جھک جاتی ہیں تو یہ صرف باغبان کے لیے ہی خوشیاں نہیں لاتا بلکہ اور لوگوں کے لیے بھی خوشی و مسرت کا باعث بنتا ہے۔ باغبان بھی اس سے پھل حاصل کرتا ہے، اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور دیگر لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

لیکن یہ سب چیزیں اسی وقت میسر آتی ہیں: جب باغبان نے اس درخت کی تیاری کے لیے خوب محنت کی ہو۔ زمین کو اچھی طرح نرم کیا، بیج کی اعلیٰ قسم کو تلاش کیا۔ لیکن اگر بنجر زمین میں سوکھا ساپیج ڈال دیا اور ایک مضبوط تنے والے ثمر آور درخت کی امید لگا کر بیٹھ گیا تو پھر یہ باغبان یا تو عقل سے عاری ہے یا باغبانی سے نا آشنا ہے۔

والدین اور نیک اولاد کا معاملہ بھی ثمر آور درخت اور باغبان سے ملتا جلتا ہے۔ والدین کو بھی اپنے گلشن سجانے کے لئے باغبان کی طرح محنت کرنا پڑتی ہے۔ بلکہ باغبان کی محنت تو والدین کی محنت کے آگے ہیچ ہے۔ کیونکہ یہ تو دنیا کا قاعدہ چلا آرہا ہے کہ جس کی اہمیت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ تو جب نیک

اولاد دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر ہے تو اس کے لیے محنت بھی اسی حساب سے زیادہ ہے۔ ذرا اسکول کے بچوں پر غور کریں کہ وہ بچے جن کا مقصد صرف پاس ہونا ہوتا ہے وہ امتحان کے قریب تھوڑی بہت محنت کر کے پاس ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن کی منزل بھی اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنا ہے تو ابتدا ہی سے سخت محنت کرتے ہیں گرمی ہو یا سردی کلاس میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان کو نہ دھوپ کی پروا ہوتی ہے نہ بارش سے ڈرتے ہیں بلکہ ہر وقت اپنے مقصد کے حصول کے لئے سخت محنت جاری رکھتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جن کو نیک اولاد کی خواہش ہوتی ہے اور جن کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ انکی اولاد ہو جو حقوق اللہ کو بھی پورا کرے اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرے، ہمارے لیے بھی ذریعہ نجات ہو اور دوسروں کے لئے بھی روشنی کا مینار ہو، وہ اولاد جیسی نعمت کے ملنے سے قبل ہی اس کے لئے تیاری کرتے ہیں، وہ باغبان اور طالب علم کی طرح سخت محنت کرتے ہیں، باغبان کی طرح اچھی زمین اور عمدہ بیج کی تلاش میں ہوتے ہیں اور طالب علم کی طرح مسلسل محنت جاری رکھتے ہیں۔

بھائیو! اگر نیک اولاد واقعی دنیا کی سب سے اچھی نعمت ہے تو پھر اس کے حصول کے لئے ہمیں ان والدین سے راہنمائی لینا ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ نے اس بے مثل نعمت سے مالا مال کیا۔

نیک اولاد کی دعا کرنا

جہاں تک اولاد کے حصول کے لیے خود کو نیک بنانا ضروری ہے وہاں پر دعا کرنا بھی انبیاء و سلف صالحین کی سنت ہے۔ قرآن و حدیث میں ایسی کئی ایک دعائیں مذکور ہیں۔ مثلاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا کی اور فرمایا۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (الصافات ۱۰۰)

"اے میرے پروردگار! مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) سعادت مندوں میں سے ہو۔"

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

جناب زکریا علیہ السلام نے جب حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسمی پھل دیکھے تو وہاں پر ہی پکار اٹھے

﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ﴾

(آل عمران: ۳۸)

"اے میرے پروردگار! مجھے اپنی جناب سے صالح اولاد عطا فرما۔ تو بے شک دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔"

عباد الرحمٰن کی دعا

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ پر اپنے نیک بندوں کی دعا نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ (الفرقان: ۷۴)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما (یعنی نیک اولاد عطا فرما)۔"

یہ تو عام ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو نیک اولاد مانگے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے لیکن جب بیوی کے پاس آئے تو اس وقت خاص طور پر دعا مانگنے کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعا کی جائے۔

ہم بستری سے قبل دعا

ہم بستری سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص تاکید کے ساتھ نیک اولاد کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے کہ آدمی جب آئے تو کہے:

(بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)

"اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہم دونوں کو بھی شیطان سے بچا اور جو (اولاد) تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔"

بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینا

بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینا شریعت میں پسندیدہ فعل ہے۔ قرآن پاک میں کئی ایک جگہ پر آیا ہے کہ ہم نے اس کو بچے کی خوشخبری دی۔ جیسے:

﴿ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴾

"ہم نے اسے بردبار بچے کی بشارت دی۔"

اور

﴿ وَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴾

"ہم نے اسے ایک دانا عالم بچے کی خوشخبری دی۔"

ان سے اور ان جیسی دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینی چاہیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کی خاص دعا بھی سکھائی ہے:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي الْمَوْهُوْبِ لَكَ وَشَكَرْتَ الْوَاهِبَ وَبَلَغَ أَشُدَّهُ وَرُزِقْتَ بِرَّهُ))

"اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اس بچے میں جو تمہیں عطا کیا گیا ہے اور تم عطا کرنے والے کا شکر کرتے رہو اور وہ اپنی پوری قوت کو پہنچے۔ (مرد جوانی) اور تمہیں اس کا حسن سلوک عطا کیا جائے۔"

پھر جس کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا ہے وہ جواب کے طور پر کہے گا:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَرَزَقَكَ اللّٰهُ مِثْلَهُ وَأَجْزَلَ ثَوَابَكَ))

"اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اور اللہ تمہیں اچھی جزا دے اور تمہیں بھی اس کی مثل عطا فرمائے۔ اور تمہارا ثواب بہت زیادہ کرے۔"

☆ . . ☆ . . ☆ . . ☆ . . ☆ . . ☆

بچے اور چند بنیادی باتیں

بچہ

بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی:

☆ اللہ کی عظیم نعمت ہے۔
☆ تمناؤں اور آرزوؤں کا محور و مرکز ہے۔
☆ کھلتا ہوا پھول، چمکتا ہوا اور نکھرتا ہوا چودھویں کا چاند ہے۔
☆ آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا سرور اور مستقبل کی کرن ہے۔
☆ زندگی کا ماحصل، خوش بختی کا نشان اور سرفرازی کی علامت ہے۔
☆ بے قراری میں قرار، بے چینی میں چین، پریشانی میں سکون اور رنج و الم میں شادمانی ہے۔
☆ ماں باپ کی زندگی، بھائی بہنوں کا پیار، گھر کی رونق، محلے کی زینت اور بستی کی شان ہے۔
☆ پھولوں کی خوشبو، باغوں کی ہریالی، چشموں کی روانی، آسمانوں کی بلندی، سمندروں کی گہرائی ہے۔
☆ معصومیت کا پیکر، بے گناہی کا نمونہ، سادگی کا مجسمہ ہے۔
☆ جس کے آرام کے لیے ہم تھکتے ہیں، جس کی نیند کے لیے ہم جاگتے ہیں اور جس کی تندرستی کے لیے ہم بیمار پڑتے ہیں۔
☆ جس کے لیے نبیوں اور بزرگوں نے تمنائیں اور دعائیں کیں۔
☆ جس کے بارے میں اللہ کریم نے فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا﴾ (الکہف ۱۸/۴۶)

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

☆ جس کے بارے میں ایک بزرگ نے فرمایا:

"بچے جنت کے پھول ہیں"

اولاد کی آرزو

شادی کے بعد زوجین کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے سرفراز کرے۔ اولاد کی آرزو ایک فطری امر ہے۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک ایسا وارث ہو، جو اس کے بعد اس کی املاک میں صحیح تصرف کر سکے اور اس کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس کا صحیح جانشین ثابت ہو۔

اولاد نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور نوع انسانی کو ہدایت کی کہ:

﴿فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (البقرۃ ۲/۱۸۷)

"اب تم اپنی بیویوں سے شب باشی کیا کرو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو کچھ لکھ دیا ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

مفسرین نے وضاحت کی ہے کہ "اللہ نے تمہارے لیے جو کچھ لکھ دیا ہے" سے مراد "اولاد" ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۳۱۱)

اولاد کی موت کا صدمہ

اگر والدین کو اولاد کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑ جائے تب بھی انہیں اجر ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ﴾

"جب کسی مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحم کی وجہ سے اس مسلمان کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المسلمین، ح ۰۳۸)

ایک عورت اپنا بچہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لیے دعا فرما دیجیے کیونکہ میں اس سے

پہلے تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کیا تم تین بچوں کو دفن کر چکی ہو؟" اس عورت نے جواب دیا: "جی ہاں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: "تب تو تم نے جہنم سے ایک بہت محفوظ باڑ بنالی ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یموت لہ ولد فیحتسبہ، (ح ۶۳۳۶)۔

اگر کسی مسلمان کے دو بچے بھی فوت ہو جائیں تو وہ بھی نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تم میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں، وہ (قیامت کے دن) جہنم سے رکاوٹ کا ذریعہ بن جائیں گے۔"

ایک عورت نے پوچھا:

"اگر کسی کے دو بچے فوت ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں دو بچے بھی جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔" (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب، (ح ۱۲۴۹)

صحیح مسلم، حوالہ سابق (ح ۶۶۳۳)

مگر یہ اجر وثواب انہیں ماں باپ کے لیے ہے، جو بچوں کو فوت ہو جانے پر صبر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے خلاف احتجاج نہیں کرتے، تقدیر کو نہیں کوستے اور شور و نوحہ اور سینہ کوبی وغیرہ نہیں کرتے، بلکہ قضا وقدر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بچے کے انتقال پر اگر بعت آنسو بن کر بہنے لگیں، تو یہ بے صبری نہیں ہے۔ غم ناک موقع پر آنسوؤں کا بہہ نکلنا بے صبری نہیں، بلکہ محبت کی علامت اور رحم دلی کی پہچان ہے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی کا بچہ عالم جان کنی میں ہے اور صاحب زادی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے۔ بچے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا گیا (یعنی گود میں لٹا

دیا گیا ہے) بچے کا سانس چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ ایک صحابی نے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟"

یعنی کیا آپ بھی صبر نہیں کر پا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ اللہ کی رحمت ہے جسے اللہ اپنے بندوں کے دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه، ح ۱۲۸۴، مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، ح ۹۲۳)

اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی موت پر آنکھوں سے آنسو بہہ پڑنا بے صبری نہیں، بلکہ یہ رحمت و رافت کا فطری تقاضا اور اس کا اظہار ہے۔

بچوں سے محبت کرنا، ان کی آرزو و تمنا کرنا نہ صرف جائز بلکہ محبوب و پسندیدہ ہے۔ ایسی اولاد کی تمنا کیجئے جو آپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، گھرانے کے لیے عزت کا سبب اور ملک و ملت کی تعمیر میں موثر رول ادا کر سکے جو آپ کے پاکیزہ مشن اور نیک مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہو سکے۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆

ولادت سے پہلے جہالت

لڑکی ہو یا لڑکا اللہ کی نعمت جانئے:

اللہ کریم جس کو چاہے لڑکا دے جس کو چاہے لڑکی، جس کو چاہے بچے اور بچیاں ملی جلی اولاد دے اور جس کو چاہے صرف لڑکے ہی دے لڑکی نہ دے کہ وہ ہمیشہ اس کے لئے ترستا رہے اور جس کو چاہے صرف لڑکیاں ہی دے، لڑکا نہ دے اور جس کو چاہے کچھ بھی نہ دے، یہ اس مالک الملک اور علی کل شیٔ قدیر ذات کی مرضی ہے۔ اس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس فعال لما یرید ذات کی رضا کے ساتھ ہی آدمی کا راضی رہنا دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لڑکے دے تو تب بھی اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر وہ لڑکی دے تو تب بھی اس کا شکر ادا کرے کہ دونوں ہی نعمت ہیں اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ وہ چاہتا تو آدمی کو کچھ بھی نہ دیتا ساری زندگی گذار کر بے نام و نشان مر جاتا .... یہ اس کی قضاء و قدر کے فیصلے ہیں۔ یہ تو اسلام کی سنہری تعلیمات ہیں لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ ہمارے ہاں کلمہ گو اہل توحید بھی عموماً بچے کی آمد پر تو خوشی مناتے ہیں۔ مٹھائیاں بانٹتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، خوشی سے پھولے نہیں سماتے، بڑے فخر سے لوگوں کو بتاتے ہیں۔ بچے کا نام پوچھنے اور تجویز کرنے کے بہانے لوگوں کو باتوں ہی باتوں میں باور کرواتے ہیں کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ لیکن اگر بچی پیدا ہو جائے تو .... ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے، زبانوں پر تالے، چہرے پژمردہ، افسردگی پریشانی اور ندامت ان کے چہروں سے نمایاں ہوتی ہے، غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ اصل میں اسلام کی آمد سے قبل کافروں کی عادت تھی جس کا تذکرہ قرآن حکیم نے یوں کیا ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ☆ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (النحل ١٦/٥٨-٥٩)

”اور جب ان (مشرکین میں سے) کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے

(تو اس کے) چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غصے کے گھونٹ پیتا ہے اور خاندان سے چھپتا پھرتا ہے، اس خبر کی بنا پر۔ اور سوچتا ہے کہ اس بچی کو گھر رکھ کر ذلت برداشت کروں یا کہ زندہ ہی درگور کردوں۔ خبردار! ان کے یہ کیسے بُرے فیصلے ہیں۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کی اس خصلت کو کھول کر بیان کردیا ہے اور ان کی اس قبیح رسم کی نشاندہی کی ہے کہ بچی کی پیدائش پر تو ان کے چہرے اور ان کے تیور بدل جاتے اور بیٹے کی پیدائش پر وہ خوشی کا اظہار کرتے۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے دیندار اور سلجھے ہوئے گھرانوں میں بھی بچی کی پیدائش پر گھر میں سناٹا چھا جاتا ہے گویا صفِ ماتم بچھ گئی ہو۔ وہ بچی کی والدہ کو طعنے اور دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر آئندہ تم نے بچی کو جنم دیا تو ہم تجھے طلاق دے دیں گے بلکہ بعض اوقات تو اس جرم کی پاداش میں کئی عورتوں کو طلاق بھی دے دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ یہ قضا وقدر کے فیصلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ دورِ جاہلیت کی باقیات و علامات ہیں کہ جن کو مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد اپنائے ہوئے ہیں۔

ایک واقعہ "التربیۃ" میں صاحب کتاب لکھتے ہیں:

ہمارے زمانے میں حمزہ نام کا ایک شخص رہتا تھا۔ شادی کے بعد اللہ کریم نے اسے ایک بچی کی نعمت سے نوازا۔ بچی کی پیدائش پر (کہ بچہ لڑکا کیوں نہ پیدا ہوا) وہ اپنی بیوی سے ناراض ہوکر اور اپنا مکان چھوڑ گیا اور کسی دوسرے مکان میں جا کر الگ تھلگ اکیلا رہنے لگا۔ وہ ایک سال تک اپنے گھر واپس نہ آیا۔ ایک سال بعد حسن اتفاق سے وہ اپنے سابقہ مکان کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس کی بیوی اپنی ننھی منی بچی سے پیار کررہی تھی۔ اور لوگوں کیروپ پر سوز رندگی ہوئی آواز میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

مَا لِأَبِي حَمْزَةَ لَا يَأْتِينَا
يَظَلُّ فِي الْبَيْتِ الَّذِي يَلِينَا
غَضْبَانَ أَلَّا نَلِدَ الْبَنِينَا
تَاللهِ مَا ذَالِکَ فِي أَيْدِيْنَا

اِنَّمَا نَأْخُذُ مَا أُعْطِيْنَا

"ابوحمزہ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ہمارے پاس آتے ہی نہیں، وہ ہمارے قریب ہی کے مکان میں رہ رہے ہیں، اس وجہ سے ہم سے ناراض ہیں کہ ..... ہمارے ہاں بیٹا کیوں نہیں پیدا ہوا؟ ... اللہ کی قسم! ... یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ...... ہم تو وہی لیں گی جو کچھ ہمیں (اللہ کریم کی طرف سے) عطا ہوگا۔"

اس اللہ کی بندی کے درد بھرے اور ایمان افروز کلمات جب ابوحمزہ کے کان میں پڑے تو اس کے دل کی ظلمت دور ہو گئی ... لہٰذا وہ دل ہی دل میں بہت نادم ہوا۔ اور فوراً اپنے گھر آ گیا۔ اور خوشی و محبت کے ملے جلے جذبات سے اپنی رفیقہ حیات کے سر کو بوسہ دیا پھر اپنی بچی کو گود میں لیا، لاڈ پیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر رضا کا اظہار کیا۔

یہ بھی سوچ لینا چاہیے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو کر اس کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس تقدیر کا انکار کرتا ہے کہ جو اس کے متعلق اللہ کے ہاں لکھی ہوتی ہے۔ اور ایسے موقعوں پر ہی انسان کی مسلمانی کے معیار کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے کہ جب تک انسان کا قدرت کے فیصلے پر ایمان پختہ نہیں وہ ایماندار نہیں بن سکتا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ ... تقدیر پر ایمان نہ رکھے۔"

اور ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان کا اللہ کی تقدیر پر ایمان نہیں تو اس کی کوئی نیکی بھی قبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، (ح ۴۶۹۹)۔ ابن ماجہ المقدمۃ، باب فی القدر، (ح ۷۷)۔

بچی سے نفرت اور بیزاری کا ایک مظاہرہ اس وقت بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ جب کسی گھر میں بچے کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے اور دایہ زچگی کے مراحل میں مصروف ہو تو تمام گھر والوں کے کان اسی خبر سننے کے لیے منتظر ہوتے ہیں کہ ابھی کیا خبر آتی ہے۔ اگر اللہ کریم بچہ دے دے تو دایہ پہلی نظر پڑتے ہی گھر والوں کو مبارک باد دینے کے لئے دوڑ پڑتی ہے اور اس دوران وہ زچہ بچہ کی بھی پرواہ نہیں کرتی اور فوری مطالبے شروع

کرتی ہے کہ اس خوشی کے موقع پر میں تو اتنی رقم اور فلاں فلاں اشیاء لوں گی وغیرہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بچی عطا کردے تو . . . تو بچی سے فارغ ہو جانے کے بعد بھی گھر والوں کو کچھ نہیں بتاتی، اداس اور لٹکا ہوا افسردہ چہرہ لئے پھرتی ہے۔ . . اور یوں اپنی حرکات وسکنات اور خستہ حالی سے گھر والوں کو معلوم کرا دیتی ہے خود ان سے ہمدردی کے اظہار کے انداز میں ایسے کلمات کہہ دیتی ہے جو کفریہ بھی ہوتے ہیں اور ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتے مثلاً: یہ منحوس بچی کہاں سے آ گئی، اس کو کسی اور گھر میں جگہ نہیں ملی، یہ چڑیل ہمارے لئے ہی رکھی ہوئی تھی، میں تو بڑی انعام و اکرام کی امیدیں لے کر آئی تھی لیکن .... وغیرہ وغیرہ۔ لوگ ایسی باتوں کو معمولی خیال کرتے ہیں لیکن ایسا رویہ اللہ کے ہاں بہت بڑا جرم ہے لہٰذا اس سے اپنے دامن کو بچا کر رکھا جائے۔ (التربیہ من الام ۵۴)

لڑکیاں اللہ کی رحمت

''بچیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں''

یہ مقولہ صرف معاشرتی مقولہ ہی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ زندگی میں خدمت کی صورت میں اور آخرت میں اجر عظیم کی صورت میں اللہ کی رحمت ثابت ہوتی ہے۔ ایک بچی کی تربیت لڑکے کی تربیت سے زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔ جو خوش قسمت اپنی بچیوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کرتا ہے وہ لڑکوں کی تربیت کرنے والے سے اللہ کا زیادہ مقرب و محبوب بن جاتا ہے بلکہ ایسا انسان قیامت کے دن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ بنے گا۔ کس قدر بلند و ارفع اعزاز ہوگا یہ رسول رحمت کی زبان حقیقت ترجمان سے اس کی پیشین گوئی یوں ہوتی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ﴾

''جو باپ اپنی دو بچیوں کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح ہمارا ہمسایہ ہوگا جیسے میری یہ انگلیاں ہیں (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں باہم ملا کر دکھائیں۔'' (مسلم، کتاب البر

والصلة :باب فضل الاحسان الی البنات، (رقم ۲۶۳۱)

کتنی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے اس شخص کی کہ جو بچیوں کی پیدائش سے نفرت نہیں کرتا ان کو برا نہیں جانتا، ان کو بوجھ تصور نہیں کرتا، بلکہ ان سے پیار کرتا ہے، اللہ کی رحمت سمجھتا ہے اور بہترین تربیت کر کے ان کو جوان کرتا ہے ... ایسے ہی خوش نصیب کو قیامت کے دن جب پیغمبر بھی رب نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے، اس وقت خاتم النبیین کی ہمسائیگی اور رفاقت نصیب ہوگی۔ یا یوں کہہ لیں کہ وہ تربیت تو اپنی اولاد کی کر رہا ہے جب کہ اجر و ثواب اور درجہ اللہ کے ہاں اس طرح حاصل کر رہا ہے کہ رسول مکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور رفاقت جنت میں حاصل کر رہا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں بچیوں کی بہترین تربیت کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اسی ضمن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

﴿جَاءَتْنِی امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِی فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِی غَیْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَیْتُهَا إِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَأْكُلْهَا مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَیْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ﴾

''میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لے کر حاضر ہوئی اور اس نے مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کیا۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور ہی موجود تھی۔ میں نے وہی کھجور اس عورت کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو حصے کیے اور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیے جب کہ اس کھجور سے خود کچھ نہیں کھایا۔ پھر وہ چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا ماجرہ سنایا۔ یہ واقعہ سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ان بچیوں کے بارہ میں امتحان میں ڈالا گیا وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے کامیاب ہو گیا۔ تو وہ بچیاں (قیامت کے دن) اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔'' (بخاری کتاب

الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، ح: ۱۴۱۸)۔ صحیح مسلم،
کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات، ح: ۲۶۲۹)۔

بچیوں سے نفرت کرنے کی صورت اتنی ہولناک اور تکلیف دہ ہے کہ اس کے تصور ہی سے دل لرز نے لگتا ہے۔ مشرکین مکہ کے نزدیک بچی کا وجود ذلت وحقارت کا نشان تھا۔ اس کا نقشہ قرآن حکیم یوں کھینچتا ہے۔

”جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا منہ (غم کے سبب) کالا پڑ جاتا ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد لوگوں کو کیا منہ دکھائے۔ سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بچی کو لیے رہے یا اس کو مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ اللہ کے بارے میں لگاتے ہیں۔“ (النحل ۱۶: ۵۸-۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی آپ بیتی یوں سنائی۔

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ نا واقف تھے ہمیں کچھ خبر نہ تھی، پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے اور اپنی پیاری اولاد کو خود اپنے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے ... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک بہت پیاری بچی تھی ... میں جب بھی اس کو بلاتا وہ دوڑ کر میرے پاس آتی، ایک دن...... میں نے اس کو اپنے پاس بلایا تو وہ خوش خوش دوڑی میرے پاس آئی میں اس کو اپنے ساتھ لے کر چلا، میں آگے آگے تھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے دوڑی چلی آ رہی تھی ... میرے گھر سے تھوڑی فاصلے پر ایک گہرا کنواں تھا، جب میں اس کنوئیں کے پاس پہنچا تو لڑکی بھی میرے قریب آ گئی ... پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس بچی کا ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر اس کنوئیں میں پھینک دیا ... معصوم بچی کنوئیں میں چیختی رہی اور بڑی دردبھری آواز میں مجھے ابا ... ابا ... کہہ کر پکارتی رہی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ... یہی اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔“

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درد بھری داستان سنی تو دل بھر آیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ان کو برا بھلا کہا کہ تم نے خواہ مخواہ یہ درد ناک آپ بیتی سنا کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: ''نہیں، ان سے کچھ نہ کہو، ان سے کچھ نہ کہو ان پر جو مصیبت پڑی ہے یہ اس کا علاج پوچھنے آئے ہیں اور پھر انہی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

ہاں! ایک بار پھر تم اپنی آپ بیتی سناؤ''

صحابی نے دوبارہ اپنی درد ناک آپ بیتی سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب حال تھا، روتے روتے آپ کی داڑھی تر بتر ہو گئی اور پھر ان سے کہا:

''تم اسلام لے آئے تو اس کی برکت سے زمانہ جاہلیت کے سارے گناہ معاف ہو گئے، جاؤ اور اب اچھے کام کرو۔ (تفہیم ۴/۳۲۵)

اولاد اللہ کا انعام ہے، لڑکی بھی اس کا انعام ہے اور لڑکا بھی، انعام پانے والے کا کام یہ ہے کہ وہ انعام کی قدر کرے اور اپنے محسن کا شکر بجا لائے۔ مومن کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ مالک کے انعام کی ناقدری کرے اور ناشکری کی روش اختیار کرے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو کس نعمت سے نوازے اور وہی اپنے علم اور اپنی قدرت کے تحت حکیمانہ فیصلے فرماتا رہتا ہے۔ اس کے فیصلوں پر راضی رہنا اور اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھنا مومن کی شان ہے۔

﴿يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (الشوریٰ ۴۲/۴۹، ۵۰)

''وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ (یعنی اولاد سے محروم) کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ ہر چیز سے واقف اور ہر بات پر قادر ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی:

"لڑکیوں سے نفرت نہ کرو میں خود لڑکیوں کا باپ ہوں۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کے یہاں بچی ہوئی اور اس نے اسے (دور جہالت کی طرح) زندہ دفن نہیں کیا، نہ اس کو حقیر سمجھا اور نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو ایسے شخص کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔"

(سنن ابو داود، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتامی، (ح ۵۱۴۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، جو اس کو ناخوش کرے گا وہ مجھے ناخوش کرے گا۔" (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (ح ۳۷۱۴)، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، ح ۲۴۴۹)۔

شادی کے بعد جب کبھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے، ان کی پیشانی چومتے اور اپنی جگہ پر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بٹھاتے۔" (سنن ابو داود، کتاب الادب، باب فی القیام، (ح ۵۲۱۷)، سندہ ثابت۔ صحیح سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۹۷۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ دونوں بالغ اور جوان ہو گئیں اور اپنے گھروں کی ہو گئیں تو روز قیامت وہ اس حال میں آئے گا کہ وہ اور میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔"

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات، (ح ۲۶۳۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”میں تمہیں بہترین صدقہ کیوں نہ بتا دوں؟ وہ تمہاری بیٹی ہے جو تمہارے پاس لوٹا دی گئی ہے اور تمہارے سوا کوئی اس کو کما کر کھلانے والا نہیں (یعنی شادی ہو جانے کے بعد پھر ماں باپ کے حوالے کر دی گئی۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات، ح ۳۶۶۷)

ماحاصل یہ کہ اللہ کریم جو بھی اولاد عطا کرے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ایمانداری سے اس پر پوری توجہ دیں نہ کہ جاہلیت کے تصورات کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں، اور نرینہ اولاد کے حصول کی خواہش میں خالق کائنات اور آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اپنی دولت ایمان کو لٹا بیٹھیں اور یوں ہم حبس الذُّنُبِ وَالْآخِرَةِ کا مصداق ٹھہریں۔

بچوں کو چومنا اور پیار کرنا

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے آپ ان سے پیار و محبت کریں اولاد سے پیار و محبت کو ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر ماں اور ہر باپ کے دل میں پیدا فرمایا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں پہنچے۔ ابو سیف (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے) ابراہیم کی رضاعی ماں کے شوہر تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کو گود لیا، ان کو پیار کیا اور ان کو سونگھا (یعنی ان کے چہرے پر اپنی ناک اور منہ اس طرح رکھا گویا سونگھ رہے ہوں) پھر جب اس کے بعد ہم وہاں گئے تو ابراہیم کی سانس اکھڑ چکی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر جناب عبدالرحمن بن عوف نے کہا: ”آپ بھی رو رہے یا رسول اللہ“ آپ نے فرمایا: ”اے ابن عوف! یہ آنسو رحمت کی نشانی ہیں“ اور آپ کے آنسو پھر رواں ہو گئے اور آپ نے فرمایا:

”آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل دکھتا ہے اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے بڑے غمزدہ ہیں۔“ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون، ح [illegible])

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، ح ۲۳۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے نواسے حسن بن علی کو چوما اور پیار کیا اور اس موقع پر اقرع بن حابس بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: "میرے تو دس بچے ہیں مگر میں نے تو کبھی کسی ایک بچے کو بھی پیار نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا:

"جو رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، ح ۵۹۹۷۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق، (ح ۲۳۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بدو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا۔

"کیا تم لوگ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہو؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا:

"میں کیا کر سکتا ہوں اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم کا مادہ نکال دیا ہے"۔

(صحیح بخاری، حوالہ سابق، ۵۹۹۸۔ صحیح مسلم، حوالہ سابق (ح ۲۳۱۷)

یعنی بچوں اولاد کو چومنا اور پیار کرنا رحم اور مہربانی کی علامت ہے، وہی لوگ اپنی اولاد کو چومتے اور پیار کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے رحم ڈالا ہے، اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتے وہ خود بھی رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اولاد جیسی عظیم نعمت اور اس کی نگہداشت کا شرعی معیار

بچے کی نگہداشت ذہنی و جسمانی صحت اور شخصیت میں توازن برقرار رکھنے کیلئے مندرجہ ذیل باتوں میں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

یہ اصول ماں باپ دونوں کیلئے یکساں ہیں:

☆ بچے کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔

☆...... بچے کا لباس ہلکا پھلکا، ڈھیلا ڈھالا، صاف اور آرام دہ ضروری ہے۔

☆... موسم کے مطابق بچے کے لباس کا انتخاب کریں۔

☆...... ہمیشہ ہلکے رنگ پسند کریں کیونکہ جس طرح بچے نرم و نازک ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کیلئے رنگ بھی نرم و ملائم ہی مناسب رہتے ہیں۔

☆.. بچے سے کبھی چیخ کر بات نہ کریں بلکہ نہایت دھیمے لہجے میں آہستہ اور آسان بات کریں۔

☆ بچے میں احساس ذمہ داری پیدا کریں وہ اس طرح کی اس کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کریں کہ وہ اپنی چیزوں کا خیال خود رکھے۔ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ اس طرح اس میں لاپرواہی کی عادت کم ہوگی۔ مثلاً کھانے کا تقاضا ہے تو دسترخوان بچے سے بچھوائیں۔ کھانے کے بعد برتن اٹھانے کی اور صفائی کی ترغیب دیں۔ اس کے فوائد بیان کریں۔

☆ بچے کے ساتھ ہمیشہ لفظ "آپ" کے ساتھ گفتگو کریں۔

☆.. ہر وقت کی ڈانٹ پھٹکار سے پرہیز کریں۔ اگر بچے سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی قیمتی چیز ٹوٹ جائے تو بچے کو نہایت پیار سے سمجھائیں کہ وہ آئندہ اس بات کا خیال رکھے۔ اگر آپ مارنے یا ڈانٹنے سے کام لیں تو آپ کا نقصان تو ہرگز پورا نہ ہوگا بلکہ بچے کو ذہن میں آپ کے خلاف نفرت پیدا ہو جائے گی۔

☆...... بچے کو ہمیشہ مارنے یا ڈانٹنے سے گریز کریں کیونکہ جب آپ بچے کو ڈانٹیں گے تو ممکن ہے ڈانٹ سننا اپنی عادت بنالے اور جب آپ مار کا حربہ استعمال

کریں گی تو آپ کا بچہ ڈھیٹ ہو جائے گا۔ ڈھیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ نڈر بھی ہو جائے گا۔

☆ ..... بچے کی ہر خواہش کو ہرگز پورا نہ کریں۔ اس طرح بچہ خود سر ہو جاتا ہے۔

☆ ..... آپ کا بچہ جو بات آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ اس کی بات بھرپور توجہ سے سنیں تاکہ جواباً وہ بھی آپ کی بات توجہ سے سن سکے۔

☆ ..... بچے میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

☆ ..... ہلکی پھلکی تقریبات میں بچوں کو بھی شامل کریں۔ اس طرح ان کی شخصیت میں اعتماد پیدا ہوگا۔

☆ ..... بچے کو روزانہ کے کاموں کے اوقات کا عادی بنائیں۔ مثلاً وقت پر سونا، جاگنا، کھانا، پڑھنا، کھیلنا وغیرہ

☆ ..... بچے کو سمجھائیں کہ لباس تبدیل کر کے کپڑے مخصوص جگہ پر رکھے یہ نہ ہو کہ پورے کمرے میں کپڑے پھیلاتا پھرے، موزے اپنی جگہ پر ڈالے اور جوتے اپنی جگہ پر رکھے۔

☆ ..... اپنے اور بچے کے درمیان ذہنی فاصلہ نہ رکھیں بلکہ دوستانہ رویہ رکھیں۔

☆ ..... بچوں کو دوسروں کی موجودگی بالخصوص اس کے ہم عمر دوستوں کے سامنے کسی بات پر نہ ڈانٹیں اور نہ ہی اس کی غلطیاں گنوائیں۔ اس طرح آپ کے بچے کی عزت نفس مجروح ہو سکتی ہے۔

☆ ..... بچے کے ساتھ ہمیشہ سچ بولیں بلکہ اسے سچ اور جھوٹ کی تمیز کروائیں۔

☆ ..... سات سال کے بعد بچوں کو اپنے کمرے میں نہ سلائیں۔ بچوں کے درمیان برابری روا رکھیں۔

جتنی باتیں لکھی جا چکی ہیں۔ سب کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس بات کو ہرگز نہیں بھولنا چاہیے کہ بچے کی ذہنی و جسمانی نگہداشت کے ساتھ ساتھ مذہبی رجحان کا ہونا بہت ضروری ہے۔ بچے کے شعور میں اس بات کو بٹھانے کی کوشش کریں کہ اس کا مذہب اس کو کیا تعلیم دیتا ہے۔ عمر کے مطابق شروع ہی سے بچے

میں نماز پنجگانہ کی پابندی اور تلاوت قرآن پاک کی عادت ڈالیں۔ بچے کی صحیح تربیت
ہی آپ کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بن سکتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بچوں کو ٹی وی سے دور رکھیں

بچوں میں ٹیلی ویژن کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ بچوں کو ٹیلیویژن اور ڈش کی وبا سے
کیسے بچایا جائے؟ کیونکہ یہ چیز بچوں کیلئے ناقابل تلافی نقصانات کا موجب ثابت ہو
رہی ہے۔ مثلاً بچوں کی پڑھائی میں عدم دلچسپی، وقت کا زیاں، بچوں کی آنکھوں پر
ٹیلیویژن سے نکلنے والی برقی شعاعوں کے مضر اثرات اور سب سے بڑھ کر آخرت کا
نقصان، بے ہنگم جنسی خیالات، بدزبانی، اخلاقی برائیاں وغیرہ وغیرہ۔ بعض بچے تو اتنی
دلچسپی سے کہ جسے دیانت کہنا چاہیے اور اتنے قریب سے ٹیلی ویژن دیکھنے کے عادی
ہوتے ہیں کہ ان کی گردن کے پٹھے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کیلئے ٹیلی ویژن ایک
نشے کا سا اثر رکھتا ہے۔ ایسا نشہ جسے چھڑانا والدین کیلئے دن رات کی پریشانی بن جاتا
ہے۔

ٹیلی ویژن کو تفریح اور معلومات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے مگر اصل میں یہ ذہنی آلودگی
پھیلانے کا باعث بن گیا ہے۔ دنیا بھر کے والدین کو اب یہ فکر لاحق ہو چکی ہے کہ بچوں کو
ٹیلی ویژن کے مضر اثرات سے کیسے بچایا جائے مگر ہم مسلمان شاید اب بھی اپنی اور
بچوں کی اصلاح کیلئے اور علاج کیلئے فواحش کے اسی مغرب سے کوئی جڑی بوٹی ڈھونڈ رہے
ہیں۔ جب کہ حال یہ ہو چکا ہے کہ اب تو اس کی مصنوعات بلکہ سائنسدانوں سے وہ ملک بھی
پناہ مانگ رہے ہیں جنہوں نے اس فتنہ کو وجود اور رواج بخشا ہے۔ خدا جانے ہم کب
تک ان کا تھوکا ہوا چاٹیں گے اور اسی میں شفا سمجھیں گے۔

میر سادہ ہیں بہت بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

آیئے آج سے عزم کریں کہ اپنے گھر میں ٹی وی (جو دنیا اور آخرت کی تباہیوں کا
باعث بنتا ہے) نہیں رکھیں گے۔ اپنے اور تمام گھر والوں کو ٹی وی سے بچائیں گے۔

اولاد جیسی عظیم نعمت کی تعلیم و تربیت میں ماؤں کا کردار

خواتین اسلام نے ملتِ اسلامیہ اور داعیانہ ذمہ داری کے تحت اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں پوری دلچسپی لی ہے اور اپنی بہترین کوشش و محنت سے اپنے بچوں کو دینی علوم میں امامت و سیادت کا وارث بنایا ہے، ذیل کے چند واقعات سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے، آج کی ماؤں کے لیے ان واقعات میں بڑی عبرت ہے۔۔۔

موقع کی مناسبت سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں، امام یزید بن ہارون واسطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۶ھ تبع تابعین میں بڑے مقام و مرتبہ کے مالک ہیں۔ وہ اپنی طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں کافی عرصے تک اپنے اہل وعیال سے دور رہا، بغداد پہنچا تو معلوم ہوا کہ مقام عسکر میں ایک تابعی رہتے ہیں، میں ان کی خدمت میں گیا اور حدیث بیان کرنے کی گزارش کی تو انہوں نے ایک حدیث بیان کی۔

حدثنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتلاہ اللہ ببلاء فلیصبر، ثم لیصبر، ثم لیصبر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کسی مصیبت میں مبتلا کرے تو اس کو صبر کرنا چاہیے پھر صبر کرنا چاہیے، پھر صبر کرنا چاہیے۔

شیخ نے یہ حدیث بیان کرکے کہا کہ اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں بیان کروں گا، اس کے بعد میں اپنے وطن واسط چلا آیا، رات کے وقت گھر پہنچا، گھر والوں کی نیند میں خلل کے خیال سے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اور کسی طرح کھول کر اندر گیا، میری بیوی چھت پر سوئی تھی، میں نے اوپر جاکر دیکھا کہ بیوی سوئی ہوئی ہے اور اس کی بغل میں ایک نوجوان سویا ہے۔ میں نے پتھر اٹھایا کہ اس کو مارنا چاہا، مگر فوراً شیخ کی حدیث یاد آگئی اور رک گیا۔ اسی طرح دو تین بار پتھر اٹھایا اور رک گیا۔ اسی درمیان میری بیوی کی آنکھ کھل گئی اور مجھے دیکھ کر اس جوان کو جگایا اور کہا کہ اٹھو اپنے باپ سے ملو، لڑکے نے اٹھ کر میری پذیرائی کی، جس وقت میں طلب علم کے سفر میں نکلا، میری بیوی حمل سے تھی، اس وقت مجھے

معلوم ہوا کہ یہ اس حدیث پر عمل کی برکت سے ہے۔ (آثار جلد دوم فیض ص ۲۹۰)

والدہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام دارالہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام عالیہ بنت شریک بن عبدالرحمن بن شریک ازدی ہے۔ (جمہرۃ انساب العرب ص ۳۳۹)

بڑی عاقلہ فاضلہ خاتون تھیں، انھوں نے اپنے بیٹے مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ کی۔ امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ میں علم دین حاصل کروں گا تو کہا کہ آؤ میں تم کو علما کا لباس پہنا دوں، پھر مجھ کو اونچے کپڑے پہنائے میرے سر پر طویلہ (سیدھی ٹوپی) رکھی اس کے اوپر عمامہ باندھا اور کہا کہ

اذهب الى ربيعة فتعلم من ادبه قبل علمه

ربیعہ رائی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاؤ اور ان کے علم سے پہلے ان کے اخلاق وآداب سیکھو۔

ایک روایت میں ہے کہ ماں نے کہا:

اذهب فاكتب الآن

اب جاؤ حدیث لکھو پڑھو (ترتیب المدارک ص ۱۱۹)

اس وقت امام ربیعہ رائی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں قائم ہوتا تھا اور مدینہ کے اعیان واشراف ان کے حلقہ میں جمع ہوتے تھے، وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شیخ اور استاد ہیں، والدہ کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی، اور لڑکا ان کی مجلس سے امام اسلام بن کر اٹھا۔

والدہ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سفیان بن عیینہ ہلالی رحمۃ اللہ علیہ جلیل تبع تابعی عالم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں، ان کا قول ہے کہ اگر مالک رحمۃ اللہ علیہ وسفیان رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو گیا ہوتا، ان کی والدہ ماجدہ نے ان کو علم دین کی تعلیم جس انداز سے دلائی وہ مسلمان ماؤں کے لیے باعث عبرت ہے، وکیع بن جراح امام ابن

عیینہ کے شاگرد ہیں ان کا بیان ہے کہ سفیان کی والدہ نے ان سے کہا۔

یابنی اطلب العلم ، وانا اکفیک من مغزلی ، یابنی اذا کتبت عشرۃ احادیث فانظر ھل تری فی نفسک زیادۃ فی مشیتک و حالک وقارک ، فان لم تر فاعلم انہ یضرک ولا ینفعک

(تاریخ جرجان ص ۳۴۹)

پیارے بیٹے تم علم حاصل کرو، میں کتائی کر کے تمہاری ضرورت پوری کروں گی، بیٹے جب تم دس حدیث لکھ لو پڑھ لو تو اپنے بارے میں غور کرو اور دیکھو کہ چال چلن، تحمل اور وقار میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں نہ دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں مضر ہے، نافع نہیں ہے۔

والدہ کی خصوصی توجہ اور نصیحت کے مطابق امام ابن عیینہ نے ۸۵ سے زائد علماء تابعین سے حدیث کی روایت کی اور ان کا شمار حکماء کے حدیث میں ہوا اور خلق اللہ نے ان سے علم دین حاصل کیا۔

امام ابن عیینہ اپنی مجلس میں طلبہ کے سامنے بیان کرتے تھے کہ جس وقت میں ابن شہاب زہری کی مجلس میں گیا میرے کان میں بندے تھے، سر پر چوٹیاں تھیں، زہری نے مجھے آتا ہوا دیکھ کر کہا، واسنیہ، واسنیہ، یہاں بیٹھو، یہاں بیٹھو۔ میں نے ان سے چھوٹا طالب علم نہیں دیکھا۔

نضر ہلالی کا بیان ہے کہ میں سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں تھا ایک بچہ آیا جس کو اہل مجلس حقارت سے دیکھنے لگے، ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ پہلے تم لوگ بھی ایسے ہی تھے، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے نضر! اگر تم مجھے اس وقت دیکھتے تو تعجب کرتے، جب میری عمر دس سال کی تھی، میری لمبائی پانچ بالشت تھی، میرا چہرہ دینار کی طرح تھا اور میں خود شعلہ، نار کی طرح تھا۔ میرے کپڑے ڈھیلے، میری آستین چھوٹی، میرا دامن مناسب مقدار میں، میرا جوتا چوہے کے کان کے مانند تھا اور میں مختلف شہروں کے علماء جیسے ابن شہاب زہری اور عمرو بن دینار کی مجلس میں آتا جاتا تھا، اور ان کے حلقہ درس میں کھونٹی کی طرح بیٹھتا تھا، میری دولت

اخروٹ کی طرح میرا قلم دان موزے کے مانند، اور میرا قلم پستہ جیسا ہوتا تھا، جب میں مجلس میں جاتا تو اہل مجلس کہتے کہ چھوٹے شیخ کے لیے جگہ خالی کرو۔ (الکفایہ ص:۹۰۔۹۱)

والدہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد اوزاعی ہے، ان کا فقہی مسلک تیسری صدی تک جاری رہا، اسی ہزار مسائل کے جوابات زبانی دیے، عالم ربانی تھے اور یہ سب ان کی والدہ ماجدہ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا، یتیم تھے، ماں نے ان کی پرورش کی، اور شیخ الاسلام کے مرتبہ کو پہنچایا، ان کے حال میں لکھا ہے کہ

ولد ببعلبک وربی یتیما فقیرا فی حجر امه تعجز الملوک ان تؤدب اولادها فی نفسه (تذکرۃ الحفاظ ص۱۷۹/ج۱)

بعلبک میں پیدا ہوئے اپنی ماں کی گود میں یتیمی میں پرورش پائی، اور جیسا ادب ماں نے سکھایا سلطان اپنی اولاد کو ویسا ادب سکھانے سے عاجز ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے، مقام کرک میں نشوونما پائی، اس کے بعد ان کی والدہ ان کو بیروت لے گئیں اور وہیں انتقال فرمایا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مناقب وفضائل ہیں۔

والدہ امام ابن علیہ رحمۃ اللہ علیہ

ریحانۃ الفقہاء والمحدثین امام اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ کی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے دادا مقسم سندھ کے علاقہ قیقان (گیلان قلات) کے قیدی بن کر عبدالرحمٰن بن اسدی قطبہ اسدی کے غلام ہوئے اور والد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں کپڑے کی تجارت کرتے تھے اسی سلسلہ میں وہ بصرہ آتے جاتے تھے وہیں بصرہ میں علیہ بنت حسان سے شادی کرلی جو بنی شیبان کی باندی تھیں اس کے بارے میں ابن سعد طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ:

وکانت امرأۃ نبیلۃ عاقلۃ برزۃ لها دار بالعوقۃ تعرف بها وکان صالح المری وغیرہ من وجوہ البصرۃ و فقهاء ها یدخلون

علیہا فیرز لہم و تحادلہم و تساٴلہم

وہ بڑی محترم، عقل مند، ممتاز عورت تھی۔ بصرہ کے محلہ عوقہ میں اس کا مکان اس کے نام سے مشہور تھا اور حضرت صالح مری اور بصرہ کے اعیان واشراف اور فقہاء اس کے یہاں جایا کرتے تھے اور وہ نکل کر ان سے دینی وعلمی مسائل میں گفتگو کرتی تھی۔

اس عالمہ فاضلہ ان کے بطن سے ۱۱۰ھ میں امام اسماعیل بصری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جس نے ان کو اپنی پرورش اور تعلیم وتربیت سے فقہاء ومحدثین کا صدر نشین بنایا۔ مشہور محدث عبدالوارث کا بیان ہے کہ علیہ بنت حسن اپنے لڑکے اسمٰعیل کو میرے پاس لائی۔ یہ بصرہ کا حسین ترین لڑکا تھا، اور کہا کہ:

ھذا بنی یکون معک و یاخذ باخلاقک

یہ میرا بیٹا آپ کے پاس رہے گا، اور آپ سے اخلاق سیکھے گا۔

میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور جب اہل علم کی مجلس کے پاس سے گذرتا تو اس کو پہلے بھیج دیتا۔ اس کے بعد میں مجلس کے شیخ کے پاس جاتا تھا۔

امام عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد کی تعلیم وتربیت اس طور سے کی کہ اہل علم کی نظر میں شاگرد استاد سے بڑھ گیا۔

مشہور محدث امام ابراہیم حربی کا بیان ہے۔

فخرج ابن علیۃ واھل البصرۃ لایشکون انہ اثبت من عبدالوارث

(تاریخ بغداد ص ۲۳۱ ج ۱۱)

جب ابن علیہ اپنے شیخ عبدالوارث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے نکلے تو اہل بصرہ شک نہیں کرتے تھے کہ وہ علم حدیث میں عبدالوارث سے زیادہ ثقہ ہیں۔

جس معاشرہ میں غلام اور باندی تک علم دین کا اتنا بلند ذوق رکھتے ہوں اس میں علمی و دینی زندگی کس قدر بلند رہی ہوگی، امام اسمٰعیل بن علیہ تین بھائی تھیں۔ اسماعیل، حماد، محمد اور تینوں اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ کے نام سے مشہور تھے بلکہ ان کی اولاد بھی اسی نام اور کنیت سے مشہور تھی تینوں بھائی اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء وفضلاء میں

تھے اور ماں کی زیر تربیت سب اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے۔

والدہ امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

امام شعبہ بن حجاج واسطی بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت عمر بن سعد رضی اللہ عنہما کی زیارت کا شرف پایا ہے اور چار سو تابعین سے حدیث کی روایت کی ہے ان کی والدہ محترمہ عالمہ فاضلہ تھیں اور اپنے بیٹے کی تعلیم پر خصوصی نظر رکھتی تھیں۔ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

قالت لی امی ھا ھنا امراۃ تحدث عن عائشۃ فاذھب فاسمع منھا

میری ماں نے بتایا کہ یہاں تک ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی روایت کرتی ہے تم جا کر اس سے حدیث سن لو۔

اور والدہ کی ہدایت کے مطابق میں نے اس عورت کے یہاں جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں سنیں اور والدہ کو بتایا کہ میں نے اس عورت کے یہاں جا کر احادیث کا سماع کر لیا۔ تو انہوں نے کہا کہ لا یسالک اللہ عنی اللہ تعالیٰ اب تم سے علم دین میں کوتاہی کا سوال نہیں کرے گا۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۸ ج ۷)

جس بیٹے کی ماں علم حدیث میں اتنی وسیع نظر رکھتی ہو اس کا بیٹا کیوں نہ امامت کے درجہ کو پہنچے گا۔ بقول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ شعبہ رجال کے علم اور حدیث کی بصیرت میں امت واحدہ اور بقول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔

والدہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد بن ادریس بن عباس ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابو طالب ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں تھے، میں نے خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ میرے جسم سے نکلا اور مصر میں گر گیا جس کی روشنی ہر شہر میں پہنچی۔ اس کی

تعبیر بیان کی گئی کہ ان کے بطن سے ایسا عالم پیدا ہوگا جس کا علم مصر سے تمام شہروں میں عام ہوگا۔ (تاریخ بغداد ص ۵۸ ج ۲)

امام صاحب یتیم تھے ان کے والد کا انتقال پیدائش سے پہلے یا بعد میں ہوا، اور ان کی والدہ نے پرورش اور تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ میں یتیم تھا، والدہ میری کفالت کرتی تھیں۔

میں ۱۵۰ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں پیدا ہوا، دو سال کی عمر میں مکہ لایا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں عسقلان میں پیدا ہوا، میری والدہ مجھ کو مکہ لائیں، میری والدہ کے پاس رقم نہیں تھی اور مکہ میں مکتب کے معلم کی خدمت نہیں کرسکتا تھا، اس کی عدم موجودگی میں بچوں کو سبق پڑھا دیتا تھا اور وہ مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہوگیا۔ میں علماء کی مجلس میں احادیث اور مسائل سن کر یاد کرلیتا تھا۔ میری ماں کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ کاغذ پر لکھ سکوں، ادھر اُدھر سے ہڈیاں، ٹھیکرے اور کھجور کے پتے چن کر ان ہی پر احادیث وغیرہ لکھ لیا کرتا تھا۔ یمن کا سفر درپیش ہوا، تو میری ماں کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ سفر کی تیاری کروں اور کپڑے وغیرہ بنواؤں، اس لیے ماں کی ایک چادر سولہ دینار میں رہن رکھ کر سامان سفر مہیا کیا۔ (مختصر سوانح ائمہ اربعہ)

والدہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام صفیہ بنت میمونہ عبدالملک شیبانی تھا، امام صاحب تین سال کی عمر میں یتیم ہوگئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور دادا کو نہیں دیکھا، میری والدہ نے میری پرورش کی۔

امام صاحب کی والدہ نے اپنے یتیم بچے کو بڑے اہتمام اور پیار محبت سے تعلیم وتربیت دی تھی کہ اس زمانہ کے امراء اس پر رشک کرنے لگے، ابوسراج کا بیان ہے کہ میرے والد احمد بن حنبل کے حسن سیرت وشرافت کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ میں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر کافی دولت خرچ کرتا ہوں، ان کے لیے معلم ومؤدب کا انتظام کرتا ہوں تاکہ وہ ادب سیکھیں۔ مگر نامراد ہو رہا ہوں، اور یہ احمد بن

تحصیل علم اور کتابت حدیث کا سلسلہ اچھی طرح چل رہا ہے۔

امام صاحبؒ کی والدہ جب تک زندہ رہیں اپنے بیٹے کی ہر طرح خبر گیری کرتی رہیں اور ان کی شفقت و محبت ہر حال میں ان کے شامل حال رہی ۱۸۶ھ میں جب کہ امام صاحب کی عمر بائیس سال کی تھی دریائے دجلہ میں زبردست سیلاب آیا۔ ان ہی ایام میں ملک رے کے محدث جریر بن عبدالحمید بغداد آئے امام صاحب کے ساتھی اس سیلاب میں تحصیل حدیث کے لیے ان کے پاس گئے مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ماں نے جانے کی اجازت نہیں دی تو نہیں جا سکے۔

اسی طرح جب امام صاحب صبح کو اندھیرے میں کسی محدث کی مجلس میں جانا چاہتے تو والدہ غایت شفقت و محبت سے روک دیتی تھیں۔ امام صاحب کا بیان ہے کہ بسا اوقات میں منہ اندھیرے حدیث کی تعلیم کے لیے نکلنا چاہتا تھا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ کر کہتی تھیں کہ صبح ہونے دو۔ اس کے باوجود میں اندھیرے میں ہی ابوبکر بن عیاش کی مجلس درس میں پہنچ جاتا تھا۔ (مناقب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۲، ص ۲۹)

امام صاحب بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ نہایت ادب و احترام و سعادت مندی سے پیش آتے تھے۔

ایک مرتبہ امام صاحب کی والدہ کے پاس کپڑے نہیں تھے اسی زمانہ میں زکوٰۃ کی رقم آئی تو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ لوگوں کے مال کے میل کچیل سے عریانی بہتر ہے، کچھ دن یہاں رہ کر کوچ کرنا ہے۔ (طبقات کبریٰ شعرانی ص ۱۷ ج ۱)

والدہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام والمسلمین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ یتیم تھے۔ والدہ ماجدہ نے ان کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی اور بچپن ہی میں ان کو تحصیل علم کا شوق دلایا۔ ان کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی اور گیارہ برس کی عمر میں حدیث کا پہلا سماع ۲۰۵ھ میں کیا اور بچپن ہی میں حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتابیں زبانی یاد کر لیں اور اپنے شہر کے محدثین سلام محمد بن عبداللہ مسندی محمد بن یوسف بیکندی سے حدیث کی روایات کی

اور ستر ہزار احادیث یاد کر لیں۔ سلیم بن مجاہد کا بیان ہے کہ ایک دن میں محمد بن سلام کی مجلس درس میں ذرا دیر سے پہنچا تو انھوں نے کہا کہ اگر تم پہلے آجاتے تو ایک بچے کو دیکھتے جو ستر ہزار احادیث زبانی یاد رکھتا ہے اس کے بعد میں نے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر پوچھا کہ تم ہی کہتے ہو کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں، انھوں نے کہا کہ ہاں، بلکہ اس سے زیادہ۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۱۸، ج۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہر کے علماء و محدثین سے تحصیل علم کے بعد اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ حج کی سفر پر نکلے۔ ابن ذہبی نے لکھا ہے:

ونشا یتیما ورحل مع امہ واختہ عشر و مائتین بعد ان سمع روایات بلدہ (تذکرۃ الحفاظ ص۱۲۲، ج۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت یتیمی نشو و نما پائی اور ۲۱۰ھ میں اپنے شہر کی احادیث پڑھنے کے بعد اپنی ماں اور بہن کے ساتھ حج کی سفر پر نکلے۔

اس وقت امام صاحب کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی، اور اٹھارہ سال کی عمر میں التاریخ الکبیر تصنیف فرمائی، ان کا بیان ہے کہ جب میں اٹھارھویں سال میں داخل ہوا تو صحابہ اور تابعین کے قضایا و اقوال کی تدوین کرنے لگا، اسی زمانہ میں کتاب التاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چاندنی راتوں میں تصنیف کی۔

(تاریخ بغداد ص: ۷، ج۲، ابن خلکان ص۲۸، ج۲)

ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب نے اپنی والدہ اور بڑے بھائی احمد کے ساتھ حج کیا، حج کے بعد بھائی وطن چلے گئے اور امام صاحب تحصیل علم کرنے لگے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں الجامع الصحیح اور التاریخ الکبیر شاہکار ہیں اور صحیح بخاری تو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانی گئی ہے اور یہ ان کی والدہ ماجدہ کی توجہ کا فیض ہے کہ ان کا یتیم لڑکا امیر المؤمنین فی الحدیث کے مرتبہ کو پہنچا۔

والدہ امام الاوقص رحمۃ اللہ علیہ

قاضی مکہ حضرت محمد بن عبدالرحمن الاوقص کا واقعہ عجیب ہے، ان کی گردن ان کے

بدن میں خستگی ہوئی تھی، اور دونوں مونڈھے نکلے ہوئے تھے، قد پست تو شکل و صورت بھی کچھ ایسی ہی تھی ان کی والدہ بڑی عاقلہ فاضلہ تھیں، اپنے اس لڑکے کے بارے میں ان کو بڑی فکر رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ:

یا بنی لاتکون فی قوم الا کنت المضحوک منہ المسخور بہ فعلیک بطلب العلم فانہ یرفعک

اے بیٹے! تم جس جماعت میں جاؤ گے لوگ تم سے ہنسی مذاق کریں گے اس لیے تم علم حاصل کرو وہ تم کو سربلند کرے گا۔

دوسری روایت میں امام ابو حفص کا بیان ہے کہ:

فقالت لی امی و کانت عاقلۃ یابنی انک خلقت خلقۃ لا تصلح لمباشرۃ الفتیان فعلیک بالدین فانہ یتم النقیصۃ ویرفع الخسیسۃ فنفعنی اللہ بقولھا وتعلمت الفقہ فصرت قاضیا

میری ماں سمجھ دار تھیں، اس نے کہا کہ بیٹے! تمہاری خلقت ایسی ہے کہ جوانوں میں تم بیٹھ نہیں سکتے ہو اس لیے علم دین حاصل کرو، وہ کمی کو پورا کردیگا اور حقارت کو ختم کر دیگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سے مجھے نفع پہنچایا، میں نے فقہ اور دین کا علم حاصل کیا اور قاضی بن گیا۔

امام ابو حفص بیس سال تک مکہ مکرمہ میں قاضی رہے، ان کے رعب و داب کا یہ عالم تھا کہ فیصلہ چاہنے والا ان کے سامنے کانپتا تھا، ایک مرتبہ وہ دعا کر رہے تھے اور کہتے تھے اللّٰھم اعتق رقبتی من النار (اے اللہ میری گردن کو جہنم سے بچا) ایک منچلی عورت یہ جملہ سن کر بولی یا ابن اخی، فای رقبۃ لک؟ (اے بھتیجے! تیری گردن ہی کہاں ہے) (المعارف لابن قتیبہ ص ۲۲۲ ج ۱)

والدہ امام عمر بن ہارون بلخی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو حفص عمر بن ہارون بلخی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں خراسان کے مشاہیر علماء محدثین میں سے تھے، علوم دین کے مخزن تھے، ان کی والدہ بڑی پڑھی لکھی خاتون تھیں اور

شبابة فأقمت مائة يوم ببابه أجي بالرغيف فاغمسه في دجلة و اكله فلما نفدت خرجت (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸، ج ۲)

میری والدہ نے ایک سو روٹی کا انتظام کیا جن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھا اور بغداد جا کر امام شبابہ کی خدمت میں سو دن رہا، روزانہ ایک روٹی دریائے دجلہ میں بھگو کر کھاتا تھا، جب روٹیاں ختم ہو گئیں تو وہاں سے چلا آیا۔

ان کے شیوخ میں امام ابوداؤد طیالسی، امام یعقوب بن ابراہیم، امام یحییٰ ج ولا عود اور امام شبابہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں اور امام ابوداؤد سجستانی، امام مسلم، امام یحییٰ بن محمد اور امام عبدالرحمن بن ابوحاتم وغیرہ نے ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی ہے۔

والدہ امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حربی بغدادی متوفی ۲۸۵ھ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور علم و عمل، زہد و تقویٰ میں ان ہی کے مانند تھے، بڑے مقام و مرتبہ کے بزرگ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ "میں روزانہ عشاء کے وقت گھر آتا تھا اور میری والدہ میرے لیے بادنجان بھون کر یا قیمہ کا چاٹ، یا مولی کا سالن تیار رکھتی تھی جس کو میں کھا لیتا تھا، میں بڑی فقر و فاقہ اور تنگ دستی کی زندگی بسر کرتا تھا، مگر کبھی اپنی والدہ، بھائی بہن اور بیوی سے اس کی شکایت نہیں کی۔ مرد وہ ہے جو اپنا غم خود اٹھائے اور اہل و عیال کو غمگین نہ کرے۔" (المنتظم ص ۳، ج ۶)

والدہ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ شیخ ابوجعفر بن بسطام رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے اس کی عادت ہو گئی تھی کہ جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح میری طرف سے اس روٹی کا صدقہ کر دیا کرتی تھی اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا کہ میں تم سے بہت بدظن تھا اور

گرفتار کرنا چاہتا تھا میں تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تاکہ گرفتار کروں مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال تھی جو صندلی رنگ کی تھی جس سے میرا تیر تم کو نہیں لگتا تھا۔ جاؤ اب تم مامون ہو۔ (مستطرف ص ۱۹۱ ج ۱)

والدہ خلیفہ الناصر عباسی اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

اسی ضمن میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ان کے صاحبزادے امام یوسف بن عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ ان کی تعلیم و تربیت اور کفالت کی خدمت خلیفہ ناصر عباسی کی والدہ محترمہ نے اپنے ذمہ لی۔ اور وہ اپنے والد امام ابن جوزی کے جانشین بنے۔ محترمہ خاتون نے ان کو اپنی تربت کے پاس جس کو انہوں نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا، وعظ و تذکیر کے لیے مقرر کیا اور امام یوسف بن جوزی ہمیشہ اس مقام پر مجلس وعظ منعقد کرتے رہے۔ جب وہ تیس سال کے ہوئے تو خلیفہ الناصر نے بغداد کے مشرقی اور مغربی دونوں علاقوں کا محتسب بنا کر قبول الشہادت قرار دیا۔ امام یوسف بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت دی تھی۔ خلیفہ کی طرف سے متعدد ملوک و سلاطین کے یہاں سفیر بن کر گئے۔ دمشق میں مدرسہ تعمیر کر کے بڑی جائیداد اس پر وقف کی۔ بغداد کے محلہ حلبہ میں ایک مدرسہ جاری کیا اور محلہ حربیہ میں دار القرآن بنایا اور اسی میں دفن کیے گئے۔ آخر میں بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں تدریسی خدمت انجام دی۔ ۶۵۶ھ میں فتنہ تاتار میں شہید ہوئے۔ (صفحات العمرین ص ۲۴۰ ج ۲)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اولاد اللہ کے خزانوں کی نعمت

از افادات پیر طریقت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

علماء نے لکھا ہے کہ کوئی بھی عورت اپنے خاوند سے حاملہ ہو اس کو چاہئے کہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرے کہ اللہ رب العزت نے اس کو ماں بننے کی سعادت عطا فرمائی۔ یہ اولاد کی نعمت اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتی ہے۔ کتنے لوگ ہیں کہ جن کے پاس مال بھی ہے، حسن و جمال بھی ہے، دنیا کی سب نعمتیں ہیں مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ مختلف ممالک میں جا کر علاج و معالجہ کرواتے ہیں۔ حکیم، ڈاکٹر کی ہر دوائی استعمال کرتے ہیں لیکن اولاد نہیں ہوتی یہ بازار سے خریدنے والی چیز نہیں یہ تو اللہ کے خزانوں کی نعمت ہے جسے چاہیں عطا فرمادیں۔

حمل کے بوجھ اٹھانے پر اجر عظیم

تو جب کوئی عورت حاملہ ہو تو حدیث پاک میں آتا ہے جس لمحہ حمل ٹھہرے اللہ رب العزت اس کے پچھلے سب گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اب یہ بوجھ اٹھا رہی ہے اور جب کسی پر بوجھ ڈالا جائے تو اس کی رعایت بھی کی جاتی ہے چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے بچے کی بنیاد پڑتے ہی ماں کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حاملہ کو اکثر یہ الفاظ پڑھتے چاہیے:

﴿اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ﴾

اے اللہ سب تعریفیں آپ کیلئے ہیں اور آپ کا ہی میں شکر ادا کرتی ہوں۔

بلکہ دو رکعت نفل اگر شکرانے کے پڑھ لے تو اور بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی صحت کا ہر وقت خیال رکھے۔ کھانے میں تازہ سبزیاں استعمال کرے۔

حاملہ عورت کے لیے مفید مشورے

علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جو عورت حمل کے دوران دودھ کا کثرت سے

استعمال کرنے تو اس کا ہونے والا بچہ خوبصورت اور عقل مند ہوتا ہے اور اس کو سو سال سے حکما نے تجربے کے بعد تصدیق سے ثابت کر دیا کہ عورتیں تو دودھ استعمال کرتی ہیں۔ عادت ہوتی ہے اور کچھ عورتوں سے دودھ پیا ہی نہیں جاتا۔ ان کو چاہیے کہ وہ دودھ کے پراڈکٹ استعمال کریں۔ کسٹرڈ بنا کر استعمال کر سکتی ہیں۔ آئس کریم استعمال کر سکتی ہیں، کھیر استعمال کر سکتی ہیں، دودھ کسی نہ کسی شکل میں اگر ان کے پیٹ میں جائے گا تو یہ (Balance Diet) متوازن غذا ہے۔ ہر وٹامن اور ہر پروٹین اس کے اندر موجود ہے تو بچے کیلئے جو ضروری غذا (Required Food) ہوگی وہ ماں کی طرف سے اس بچے کو ملتی چلی جائے گی یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ دودھ کے زیادہ استعمال کرنے سے بچہ خوبصورت بھی ہوتا اور عقل مند بھی ہوتا ہے دودھ پینے کی دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی۔ ﴿اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ﴾

دوران حمل چند احتیاطیں اور کرنے کے کام

ابتداء کے تین مہینے اور آخر کے تین مہینے ایسے ہوتے ہیں کہ شوہر کے ساتھ مخصوص تعلقات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حمل کے دوران جتنا بھی عرصہ ہو عورت کو چاہیے کہ وہ نیک لوگوں کے واقعات پڑھے۔ اللہ رب العزت کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کتابیں پڑھے۔ جنت کے باغات اور جنت کے معاملات کے بارے میں سوچے اس لئے کہ ماں کی سوچ کے بچے پر بیالوجیکل Biological اثرات ہوتے ہیں جتنا یہ اچھی اچھی چیزوں کے بارے میں سوچے گی اتنا ہی بچے کی نشوونما اس کے بطن میں اچھی ہوگی۔ بلکہ اگر کوئی نیک دل انسان کے ذہن میں ہوتا ہے کہ میرا بیٹا ہو تو ایسا ہو اور بیٹی ہو تو ایسی ہو تو ایسے نیک لوگوں کے خیالات اگر ذہن میں ہونگے تو اس کے Genetically (ذہانت) بچے کے اوپر اثرات ہونگے۔ اس لئے ہمیشہ اچھی سوچ رکھنی چاہیے۔ اور اچھی چیزوں کے بارے میں سوچتے رہنا چاہیے۔ شوہر پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حمل کے بعد زیادہ آرام پہنچائے خاص طور پر اس کو ذہنی پریشانی سے بچائے۔ اگر شوہر کی وجہ سے ناراضگی یا تنگی کی وجہ سے حاملہ عورت کو ذہنی دباؤ کا

شکار ہونا پڑے تو یہ شرعاً گنہگار ہوں گے۔ بہت زیادہ اس کا لحاظ اور خیال رکھنا چاہیے۔ خود
عورت کو چاہیے کہ وہ جھوٹ غیبت سے بچے گناہ والے کاموں سے بچے اس لئے اس کی
نیکی کے اثرات بھی اس کے بچے پر ہوں گے اور اس کے گناہ کے اثرات بھی اس کے بچے
پر ہوں گے۔ خاص طور پر حلال کھانے میں بہت زیادہ کوشش کریں مشتبہ لقمہ سے پرہیز
کریں حرام کھانے سے پرہیز کریں۔

بچے پر نیکی کے اثرات کیسے ہوں؟

ایک میاں بیوی نے دل میں یہ سوچا کہ ہماری ہونے والی اولاد نیک ہو لہٰذا اس
کے لئے ہم حلال کھائیں گے ہر نیک کام کریں گے تاکہ بچے پر نیکی کے اثرات ہوں۔
جب سے حمل ٹھہرا تو میاں بیوی نے نیک اعمال کرنے شروع کر دیئے باقاعدگی کے
ساتھ نیکی کرتے رہے لیکن بچے کی جب ولادت ہوئی تو انہوں نے بچے کے اندر
نافرمانی کے اثرات دیکھے۔ وہ ضدی نکلا بہت دھرم نکلا بات نہیں مانتا تھا تو ایک مرتبہ
دونوں میاں بیوی سوچ رہے تھے کہ ہم نے اتنی محنت کی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ آخر کیا بات
ہے سوچتے سوچتے بیوی کے دل میں خیال آیا اس نے کہا کہ واقعی ہم سے غلطی ہوگئی
خاوند نے پوچھا کہ کیا غلطی؟ بیوی کہنے لگی کہ پڑوسی کا ایک بیری کا درخت ہے جس کی
شاخیں ہمارے صحن میں آتی ہیں تو کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ دوران حمل بیر گرتے تھے مجھے
اچھے لگتے میں کھا لیتی تھی تو میں نے پڑوسی سے اجازت ہی نہیں لی ہوئی تھی۔ میں نے
بغیر اجازت کے چیز جو کھائی اس کے اثرات میرے بچے پر آ پڑے۔ اس قسم کے بہت
سارے واقعات ہیں۔

مشتبہ کھانے کا اثر اولاد پر

ایک بزرگ تھے ان کی ساری اولاد بڑی نیکوکار تھی۔ لیکن ان میں سے ایک بچہ
بہت ہی نافرمان اور بے ادب قسم کا تھا۔ اللہ والے ان کے ہاں مہمان آئے۔ انہوں
نے یہ فرق دیکھا تو اس بزرگ سے پوچھا کہ آخر یہ کیا وجہ ہے یہ بچہ کیوں ایسا نافرمان
نکلا۔ تو وہ بزرگ بڑے آزردہ ہوئے۔ آنکھوں سے آنسو آگئے فرمانے لگے کہ یہ اس کا

قصور نہیں یہ میرا قصور ہے ایک مرتبہ گھر میں فاقہ تھا اور ہمارے گھر میں شادی دعوت کا بچا ہوا کھانا آ گیا کسی نے ہدیہ تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔ عام طور پر تو میں ایسے کھانے سے پرہیز کرتا تھا۔ لیکن بھوک کی وجہ سے اس دن میں نے وہی کھانا کھایا، پھر وہی رات تھی کہ ہم میاں بیوی نے ملاقات کی۔ اور اللہ نے اسی رات بچے کی بنیاد رکھی یہ اس مشتبہ کھانے کا اثر ہے کہ ہمارا یہ بچہ نافرمان نکلا۔ تو اس لئے اس حالت میں عورت کو چاہئے کہ وہ حلال لقمے کا بہت زیادہ خیال کرے۔ یہ بازاروں کی بنی ہوئی چیزیں جن کی پاکی ناپاکی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا اس سے بھی پرہیز کریں۔

خوش رہنا صحت کا بہترین راز

تاہم عورت اپنے ذہن کے اندر ہمیشہ مثبت سوچ رکھے Positive Thinking رکھے۔ ہر وقت حاملہ عورت کو خوش رہنا چاہئے عرب کے لوگوں کے اندر یہ بات بہت معروف تھی کہ جو حاملہ عورت خوش رہے گی تو اگر اس کا بیٹا ہو تو وہ بڑا بہادر بنے گا اور بیٹا کم رونے والا ہوگا۔ تو اس لئے ماں کو چاہئے کہ ہونے والے بچے کی خاطر اپنے آپ کو خوش رکھے۔ زندگی میں خوشیاں بھی ہوتی ہیں، غم بھی ہوتے ہیں، بعض اوقات لوگ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ دل دکھاتے ہیں صدمے پہنچ جاتے ہیں مگر یہ انسان کے بس میں ہے کہ صدموں کے باوجود مسکراتا پھرے۔

پرسکون زندگی کے راز

لوگوں کے Miss Behave کے باوجود مسکراتا پھرے مسکراہٹ تو انسان کی اپنی ہوتی ہے اگر اپنے ذہن کے اندر ان چیزوں کو محسوس نہ کرے۔ پھر اس کے اوپر کوئی Depression نہیں ہوتی یا کوئی ایسی بات نہیں آتی مثال کے طور پر اگر آپ ائیرپورٹ پر ہیں یا ریلوے اسٹیشن پر ہیں تھوڑی دیر کیلئے آپ کا جی چاہتا ہے کہ اچھی چائے پئیں اور وہاں آپ کو اچھی چائے نہیں ملی تو آپ کبھی غم زدہ نہیں ہوں آپ سمجھتی ہیں کہ یہ تھوڑی دیر کی بات ہے میں اپنے گھر جاؤں گی تو اچھی چائے بنا کر پی لوں گی بالکل اسی طرح اللہ والے بھی سوچتے ہیں یہ دنیا گزرگاہ مسافرگاہ کی مانند ہے اگر یہاں خوشیاں

ملیں تو کوئی ایسی بات ہے ان شاء اللہ جنت میں جا کر خوشیوں بھری زندگی گزاریں
گے۔ اس لئے اگر آپ کو کوئی صدمہ پہنچ بھی جائے تو اس کو اپنے ذہن سے ہٹا دیں۔
ایسے سمجھیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں بلکہ اگر آپ کو کوئی دکھ دے یا کسی نعمت سے محروم کر دیا
جائے تو آپ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا خیال رکھیں جو اللہ نے بن مانگے آپ کو عطا کی
ہیں۔ آپ سوچیں کہ اللہ نے مجھے عقل عطا فرمائی شکل عطا فرمائی مجھے اللہ نے صحت عطا
فرمائی صحیح سالم ہاتھ اور پاؤں عطا فرمائے، گویائی عطا فرمائی، بینائی عطا فرمائی یہ سب
وہ ہیں اللہ نے بن مانگے عطا کیں۔ یہ تو اللہ رب العزت کی بڑی نعمتیں ہیں۔ میں تو
ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتی۔ تو جب انسان ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بے اختیار دل
سے الحمد للہ کے الفاظ نکلتے ہیں۔

مثبت سوچ کے ذریعے پریشانی کا حل

ایک عورت غربت کی حالت میں تھی چنانچہ اس کی جوتی پھٹی ہوئی تھی اور وہ ایک
گھر سے دوسرے گھر جا رہی تھی اور یہی سوچ رہی تھی کہ میرا مقدر بھی اللہ نے کیسا لکھا
ہے کہ میرے پاؤں میں جوتی بھی ہے تو وہ بھی ٹوٹی ہوئی تھوڑی دور آگے بڑھی اس نے
دیکھا کہ ایک عورت پاؤں سے معذور ہے اور بیساکھیوں کے بل چلتی ہوئی آ رہی ہے۔
اب اس کے دل پہ چوٹ پڑی اللہ میں تو جوتی کے ٹوٹنے کا شکوہ کر رہی تھی یہ بھی تو خدا کی
بندی ہے۔ جس کی ٹانگیں بھی ٹھیک نہیں اور وہ بیچاری معذور ہے اور چل رہی ہے تو جب
انسان نیچے کے لوگوں کو دیکھتا ہے تو پھر اسے اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی کا احساس ہوتا ہے
اس لئے چاہیے کہ آپ کو کوئی ایسی ناپسندیدہ بات بھی پیش آئے تو اللہ رب العزت کی
نعمتوں پہ غور کریں اور شکر ادا کریں۔ انسان کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ
اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے نئے کپڑے پہنے نہائے دھوئے مسجد کی طرف جا رہے تھے
راستے میں ایک عورت کو پتہ نہیں تھا کہ کوئی نیچے سے گزر رہا ہے اس نے بالکونی سے نیچے پھینک دی راکھ
گرائی اور ساری راکھ آپ کے سر کے اوپر آ پڑی چنانچہ سر میں بھی راکھ پڑ گئی کپڑوں پر بھی
راکھ پڑ گئی لوگ حیران تھے کہ آپ کی طبیعت میں غصہ آئے گا لیکن آپ الحمد للہ الحمد للہ

الحمدللہ کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا بلکہ میں دل میں یہ سوچ رہا تھا اے اللہ میں تو اس قابل تھا کہ میرے سر پر آگ کے انگارے برسائے جاتے تو نے فقط میرے سر پر راکھ کو ڈال کر معاملہ نمٹا دیا۔ تو سوچئے ان کے سر پر راکھ پڑی اور ابھی بھی سوچتے ہیں کہ میرا سر انگار برسائے جانے کے قابل تھا یہ تو مولا نے ترس فرمایا کہ راکھ کے ساتھ معاملہ نمٹ گیا تو اسی طرح جب کوئی مصیبت پہنچے تو بڑی مصیبت کے بارے میں سوچیں کہ مجھے اللہ نے اس سے بچا لیا۔ سوچیں کہ لوگ اگر میرے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کر رہے تو اللہ نے میرے ساتھ کتنی رحمت فرمائی کہ مجھے اللہ نے دل جمعی کی سعادت عطا فرمائی جب اس قسم کی اچھی باتیں سوچیں گی تو آپ کے ذہن سے غم غلط ہو جائیں گے۔

غم دور کرنے کی دعا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ نماز کے بعد پریشانیوں کے دور ہونے کیلئے دعا پڑھا کرتے تھے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ﴾

تو اللہ رب العزت کی رحمت سے انسان کی ہر پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ آپ بھی اس دعا کو یاد کریں۔ ہر نماز کے بعد اس کو پڑھنے کی عادت ڈالیں دل میں یہ نیت رکھیں کہ میری ہونے والی اولاد جو بھی ہوگی میں اسے نیک بناؤں گی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک نیک بندے کا اضافہ ہو جائے۔

نیک اولاد کی تمنا

حدیث پاک میں آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسی عورتوں سے شادی کرو کہ جو زیادہ بچے جننے والی ہو قیامت کے دن میں اپنی امت کے زیادہ ہونے پر فخر کروں گا دل میں یہ نیت کرنا کہ یہ میری اولاد جو بھی ہوگی بیٹا ہو یا بیٹی ہو میں اسے نیک بناؤں گی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک نیک جان بڑھ جائے اسی لئے جو عورت اس طرح اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اس کے

بچے اپنی زندگی میں جتنے بھی سانس لیتے ہیں اللہ رب العزت ہر ہر سانس کے لینے پر اس کی ماں کو اجر اور ثواب عطا فرماتے ہیں۔ تو یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ رب العزت کسی کی اولاد کو نیک بنائے۔

نومولود بچے کو ماں کا پہلا تحفہ

جب اللہ تعالیٰ بچے کی ولادت فرمادے تو ماں کیلئے یہ خوشی کا موقع ہوتا ہے اور بچے کیلئے پہلا تحفہ جو ماں اسے پیش کر سکتی ہیں وہ ماں کا اپنا دودھ ہوتا ہے۔ ماں کو چاہیے کہ بچے کو اپنا دودھ ضرور پلائے ہاں اگر دودھ میڈیکلی ٹھیک نہیں۔ بچے کیلئے نقصان دہ ہے تو بیاور بات ہے لیکن اگر ماں کا دودھ بچے کیلئے ٹھیک ہے تو اس سے بہتر غذا بچے کو اور کوئی نہیں مل سکتی۔ ہر ماں کو چاہیے کہ ضرور دودھ پلائے تاکہ بچے کے اندر ماں کی محبت آجائے۔

اگر ماں دودھ ہی نہیں پلائے گی تو ماں کی محبت بچے کے اندر کیسے آئے گی عام طور پر کئی بچیاں اپنی Smartness کو سامنے رکھتے ہوئے دودھ پلانے سے گھبراتی ہیں اور شروع سے ہی بچے کو ڈبوں کے دودھ پر لگادیتی ہیں پھر جب ڈبے کا دودھ پی کر بچے بڑے ہوتے ہیں ماں کو ماں نہیں سمجھتے اس لئے کسی شاعر نے کہا:

طفل سے بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی دودھ ڈبے کا پیا تعلیم ہے سرکار کی

جب نہ دین کی تعلیم پائی ہے نہ ماں کا دودھ پیا ہے تو پھر اس میں اچھے اخلاق کہاں سے آئیں گے۔

بچے پر ماں کے دودھ کے اثرات

ایک ماں اپنے بیٹے سے ناراض ہوئی کہنے لگی بیٹے تم نے میری بات نہ مانی تو کبھی بھی میں تمہیں اپنا دودھ معاف نہیں کروں گی۔ اس نے مسکرا کر کہا امی میں تو نیڈو کے ڈبے کا دودھ پی کر بڑا ہوا ہوں آپ نے مجھے اپنا دودھ پلایا ہی نہیں۔ مجھے معاف کیا کریں گی۔ تو ایسا واقعی یہ دیکھا گیا کہ ڈبوں کے دودھ کے اثرات اور ہوتے ہیں اور ماں کے دودھ کے اثرات اور ہوتے ہیں۔

بچے کو دودھ پلانے کے آداب

ماں کو چاہیے کہ بچے کو دودھ خود پلائے خود بسم اللہ پڑھے اور جتنی دیر بچہ دودھ پیتا رہے ماں اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ماں اللہ رب العزت کی یاد میں مشغول رہے۔ ماں دعائیں کرتی رہے اللہ میرے دودھ کے ایک ایک قطرے میں میرے بیٹے کو علم کا سمندر عطا فرما۔ تو ماں کی اس وقت کی دعائیں اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہیں۔

ہمارے مشائخ جو پہلے گزرے ان کی ماؤں نے تو تربیت ایسی کی کہ باوضو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی تھیں۔ اگر آج کوئی باوضو دودھ پلائے تو وہ بڑی خوش نصیب ہے۔ اور اگر نہیں پلا سکتی تو کم از کم دودھ پلاتے وقت دل میں اللہ کا ذکر تو کر سکتی ہے اور یہ کرے کہ ادھر دودھ پلا رہی ہیں ادھر ٹی وی ڈرامے دیکھ رہی ہیں۔ ادھر فلم کا منظر دیکھ رہی ہیں ادھر ٹیلی کی ٹیپ پر تھرکتے ہوئے جسم دیکھ رہی ہیں۔ گناہ کی حالت میں دودھ پلائیں گی تو بچہ نافرمان بنے گا۔ اللہ رب العزت کا بھی اور ماں باپ کا بھی۔ بعد میں رونے کا پھر کیا فائدہ اس لئے بچپن سے ہی بچے کی تربیت ٹھیک رکھی جائے۔ اگر ماں کو دودھ کم ہو تو اس کو چاہیے کہ ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اپنا علاج کروائے۔ فوراً ڈبے کے دودھ پر لانے کی کیا ضرورت۔ بچیاں عام طور پر یہ غلطی کر لیتی ہیں۔ سمجھتی ہیں کہ ذرا دودھ پورا نہیں اور تھوڑا تھوڑا ڈبے کا دینا شروع کر دیتی ہیں۔ اب ڈبے کے دودھ کا ذائقہ کچھ اور ہے اور ماں کے دودھ کا ذائقہ کچھ اور۔ عام طور پر بچے ماں کا دودھ چھوڑ کر ڈبے کا دودھ لینا شروع کر دیتے ہیں تو ایسا ہرگز نہ کریں۔ جب تک کوئی بہت بڑی مجبوری نہ ہو۔ ورنہ تو بچے کو اپنا دودھ پلائیں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی محبت بچے کے دل میں کیسے سرایت کرتی ہے۔ یہ ماں اپنا دودھ پلائے گی تو بچے کے اندر ماں کے اخلاق بھی آئیں گے۔ ماں کی ایمانی کیفیت کی برکات بھی بچے کے اندر آئیں گی۔

فیڈر، چوسنیاں بیماری کا مرکز

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اکثر عورتیں جو فیڈر سے دودھ پلاتی ہیں تو ان کے بچے بیمار رہتے ہیں اس بیماری کا سبب ان کے فیڈر اور چوسنیاں ہیں۔ یہ فیڈر اور چوسنیاں تو

بیماری کے سینٹر ہوتی ہیں جہاں پر جراثیم بیکٹیریا پرورش پاتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں آپ جتنا مرضی ان کو دھوتی رہیں، جتنا مرضی گرم پانی میں ڈالتی رہیں۔ چونکہ دودھ کے بنے ہوتے ہیں اس لئے اس کے اندر بیکٹیریا کا پنپنا آسان ہوتا ہے یا تو یہ کریں کہ اگر فیڈر سے بچے کا دودھ ہی مجبوراً پلانا ہے تو ہر دوسرے دن اس کا فیڈر اور چوسنی کا نپل بدلتے رہیں تاکہ بیکٹیریا اس میں پیدا ہی نہ ہو سکیں اور اگر اتنا (برداشت) Offord نہیں کر سکتیں تو پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بچے کو سٹیل کے برتن اور چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں جو ماں بچے کو سٹیل کے صاف برتنوں میں دودھ پلاتی ہے اس بچی کے پیٹ میں کوئی خرابی نہیں آتی یا تو اپنا دودھ پلائیں یا سٹیل کے برتنوں میں چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں۔ اگر یہ بھی نہیں کر پاتی اور فیڈر چوسنی دینی پڑتی ہے تو پھر ہر دوسرے تیسرے دن اس کو بدلتی رہیں۔ ایک فیڈر بہت چلا دو تو بچے کے منہ میں بیکٹیریا کی ایک بریگیڈ فوج داخل کرنے کے مانند ہے۔ اب یہ بچہ بیمار ہوگا مگر قصور ماں کا ہوگا۔ معصوم بچے ہوتے ہیں یہ ماں باپ کی نا علمی اور لاپرواہیوں کی وجہ سے بیچارے صحت کی بجائے بچپن سے بیمار ہوتے ہیں۔ ساری عمر اس کمزوری کے اثرات ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے اچھا تو یہی ہے کہ اپنا دودھ ہو۔ جس کی برکتیں بھی ساتھ جاری ہوں۔

پیدائش کے بعد تحنیک دینا

جب بچے کی پیدائش ہو تو بچے کی تحنیک کروانا سنت ہے کہ کسی نیک بندے کے منہ میں رکی ہوئی کوئی کھجور ہو چبائی ہوئی کھجور یا شہد ہو تو ایسی کوئی چیز جب بچے کے منہ میں جاتی ہے تو اس کی اپنی برکات ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ تحنیک کسی نیک بندے سے کروانی چاہیے۔ وہ مرد بھی ہو سکتا ہے اور عورت بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی ہم نے بڑی برکات دیکھی ہیں اس لئے جو حاملہ بچیاں ہوتی ہیں وہ پہلے سے ہی تحنیک کیلئے کچھ نہ کچھ تیار کروا کر رکھ لیتی ہیں۔ موقع پر تو کہیں نہیں بھاگا جاتا تو اس لئے اس کا بھی خاص خیال رکھنا چاہیے۔

تحنیک کے بعد اذان اور اقامت کا عمل

تحنیک کروانے کے بعد بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان کے اندر

اقامت کہی ہوتی ہے۔ یہ اللہ رب العزت کا نام ہے جو بچے کے دونوں کانوں میں لیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ چھوٹی عمر میں بچہ ابھی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا مگر اس کے کانوں میں اللہ نے اپنی بلندی اور عظمتوں کے تذکرے کروا دیئے۔ ایک کان میں بھی اللہ اکبر کہتے ہیں اور دوسرے کان میں بھی اللہ اکبر کہتے ہیں۔ گویا اللہ کی عظمت اس کو سکھا دی گئی اور یہ بھی ایک Message پہنچا دیا گیا کہ جس طرح دنیا کے اندر اذان ہوتی ہے پھر اس کے بعد اقامت ہوتی ہے اور اقامت کے بعد نماز پڑھنے میں تھوڑی دیر ہوتی ہے بالکل اسی طرح اے بندے تیری زندگی کی اذان بھی کہی جا چکی تیری زندگی کی اقامت بھی کہی جا چکی۔ تیری زندگی نماز کی ہے اور نماز تو ہمیشہ امام کے پیچھے پڑھی جاتی ہے۔ ایک شرعی طریقے کو اپنا لینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی کی نماز کا امام بنا لینا۔ پھر تیری نماز قبول ہو جائے گی۔ اور بالآخر تجھے قبر میں جانا ہی ہے تو یہ ابتداء میں اللہ رب العزت کا پیغام اس بچے کے ذہن میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

بچے کا نام ہمیشہ اچھا رکھیں

بچے کا نام ہمیشہ اچھا رکھیں اللہ رب العزت کو عبداللہ نام سب سے زیادہ پسند ہے۔ عبدالرحمٰن نام پسند ہے۔ عبدالرحیم نام پسند ہے ایسے نام رکھیں کہ قیامت کے دن جب پکارے جائیں تو اللہ رب العزت کو اس بندے کو جہنم میں ڈالتے ہوئے حیا محسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ محسوس فرمائیں کہ میرا بندہ میرے رحمت والے نام کے ساتھ ساری زندگی پکارا جاتا رہا اب اس کو جہنم میں کیسے ڈالوں۔ ایسا نام ہونا چاہیئے۔ آج کل کی بچیاں نئے نئے ناموں کی خوشی میں بے معانی قسم کے نام رکھ لیتی ہیں۔ الٹے سیدھے نام جس کا نہ اس کی ماں کو معانی کا پتہ اور نہ کسی اور کو پتہ مہمل قسم کے نام رکھ دیتی ہیں یہ بچے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ بچے کے حقوق میں سے ہے ماں باپ ایسا نام رکھیں کہ جب بچہ بڑا ہو اور اس نام سے اس کو پکارا جائے تو بچے کو خوشی ہو۔ یہ بچے کا حق ہے جو ماں باپ کے اوپر ہوتا ہے اس لئے بچے کو ہمیشہ اچھا نام دیں۔ انبیاء کے ناموں میں سے نام دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے نام دیں۔ اولیاء کرام کے ناموں میں سے

نام دیں۔ ایک روایت میں آتا ہے جس گھر کے اندر کوئی بچہ محمد نام کا ہوتا ہے اللہ رب العزت اس نام کی برکت سے سب اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بری فرما دیتے ہیں تو محمد کا نام احمد کا نام محمد پھر اس کے بیٹے کا نام محمد پھر اس کے بیٹے کا نام محمد۔ یہ نام اتنا پیارا تھا کہ دس دس نسلوں تک یہی نام چلا جاتا تھا۔ لیکن آج کل اس نام کو کم کر دیتے ہیں ساتھ کوئی دوسرا الفاظ لگا دیتے ہیں اور وہ مزید دوسرا مشہور ہوتا ہے مثلاً محمد اویس نام رکھا اب اویس زیادہ مشہور کر دیا۔ محمد کا نام کوئی جانتا بھی نہیں۔ اس لئے محمد نام اللہ رب العزت کو پیارا ہے۔ احمد نام قرآن میں ہے اللہ رب العزت کو پیارا ہے چاہیں تو محمد احمد نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ بہت پیارا نام ہے۔ عبداللہ رکھ سکتی ہیں۔ عبداللہ براہیم رکھ سکتی ہیں۔ انبیاء اولیاء کے ناموں پر بچوں کے نام رکھیں تاکہ قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ ان کا حشر ہو جائے اور اللہ رب العزت کی رحمت ہو۔ بچیوں کے نام بھی اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھیں۔ ام المومنین کے ناموں پر رکھیں، نبی کی بیٹیوں کے ناموں پر رکھیں۔ بچیوں کے نام بھی اچھے رکھیں کہ ایسے نام نہ رکھیں کہ جن کا کوئی مطلب ہی نہ ہو۔ بہر حال اس بات کا بھی خیال رکھیں۔

ولادت کے بعد عقیقہ

جب بچے کی ولادت ہو ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے بیٹے کیلئے دو بکرے اور بیٹی کیلئے ایک بکرا یہ خوشی کا اظہار ہے۔ خود بھی اس کو کھائیں رشتے داروں کو بھی کھلائیں۔ غرباء کو بھی دیں اس کیلئے ہر طرح کی اجازت ہوتی ہے۔ جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو ماں باپ نے گھر کے کام کاج بھی کرنے ہوتے ہیں، عبادت بھی کرنی ہوتی ہے تو جب بھی ماں عبادت، تلاوت کیلئے بیٹھے تو اپنے بچے کو اپنی گود میں لے کر بیٹھے اور پھر اللہ رب العزت کا قرآن پڑھے آپ کے قرآن پڑھنے کی برکتیں آپ کے بچے کے اندر اس وقت اتر جائیں گی۔

ماں کی تلاوت کے اثرات بچے پر

ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک ماں باپ نے اپنے بچے کو مدرسہ میں داخل کیا بچہ

لفظ ہے۔ جو بچے کی جو حقیقت ہے اور اس پر انسان کو اللہ کی طرف سے انعام ملے گا کہ بچے نے اللہ کا نام پکارا ماں باپ کے پچھلے گناہوں کی مغفرت ہو گئی۔ تو بچے کے سامنے کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیتے رہیں اور اگر اس کو سلانا پڑے تو اس وقت لوری بھی اس کو ایسی دیں کہ جو پیار والی ہو نیکی والی ہو۔

پہلے وقت کی مائیں اپنے بچوں کو لوری دیتی تھیں: حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ لا الہ الا اللہ۔ یہ ان الفاظ کی ضربیں لگتی تھیں تو بچے کے دل پر اس کے اثرات ہوتے تھے۔ ماں خود بھی نیک ہوتی تھیں اس کے دو فائدے: ایک تو ماں کا اپنا وقت ذکر میں گزرا اور دوسرا بچے کو اللہ کا نام سننے کا موقع ملا۔ جو لا الہ الا اللہ کی ضربوں کے اس کے دل پر اثرات ہوں اور اگر اس کے علاوہ بھی اور کوئی لوری دینی ہے تو وہ بھی نیکی کے پیغام والی ہو۔ نیکی کی باتوں والی ہو ہماری عمر اس وقت پچاس سال ہو گئی لیکن بچپن کے اندر جب ماں لوری دیتی تھی تو جو الفاظ وہ کہا کرتی تھی کہ ان دو الفاظ سنائی تھی کہ ان الفاظ سے لوری دیتے تھے۔ اب عجیب بات ہے کہ یہ الفاظ نقش ہو گئے۔ پچاس سال کی عمر میں بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوری کے الفاظ کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ماں کہتی تھی "اللہ اللہ لوری دودھ بھری کٹوری دودھ پیئے گا نیک بن کر جیئے گا" شاید یہ ماں کی دعائیں تھیں اللہ نے نیکوں کے قدموں میں بیٹھنے کی جگہ عطا فرما دی۔ آج پچاس سال نصف صدی گزر گئی مگر وہ نیک بن کر جیئے گا کہ الفاظ آج بھی ذہن کے اندر اپنے اثرات رکھتے ہیں تو اس لئے ماں کو چاہیے کہ اگر لوری بھی دے تو ایسی ہو کہ جس میں نیکی کا پیغام بچے کو پہنچ رہا ہو۔

بچوں کے سامنے بے شرمی والی حرکات سے اجتناب کیجئے

بچے کا دماغ کیمرے کی طرح ہوتا ہے ہر چیز کا عکس محفوظ کر لیتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ چھوٹے بچے کے سامنے بھی کوئی بے شرمی والی حرکت نہ کرے۔ میاں بیوی کوئی ایسا معاملہ نہ کریں کہ یہ بچہ چھوٹا ہے اس کو کیا پتہ اگرچہ وہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن اس کے ذہن کے بلیک گراؤنڈ کے اندر یہ سب مناظر نقش ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا بڑا خیال رکھیں۔

نے فریج کا دروازہ کھول دیا اور دروازہ کھول کر پانی نکالنے لگی تو سب کا بنا ہوا تھا جو دعوت کیلئے آپ نے پکایا تھا مہمان آنے والے تھے وہ کھانا فریج سے نیچے گر کر ضائع ہو گیا۔ اب دیکھتے ہی غصے میں آ کر بچی کو سنانا اور ڈانٹنا یہ اچھی بات نہیں آپ آئیں اور بچی کو پیار سے کہیں بچی کوئی بات نہیں یہ تو مقدر میں ایسے تھا۔ یہ ایسے ہی اللہ نے لکھا تھا اس نے نیچے گرنا تھا۔ بچی کوئی بات نہیں آئندہ اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں تمہیں اٹھا کر دے دیا کروں گی۔ مجھے کہہ دیا کرو۔ آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ایسے ہونا تھا۔ جب آپ ایسا کہیں گی تو بچی آگے سے جواب دے گی امی میں آئندہ سے احتیاط کروں گی۔ میں گندی بچی نہیں ہوں گی۔ میں آپ کو ایسی باتیں بتایا کروں گی تو پھر بچی آپ سے پوچھے گی کہ امی اگر ابو آئیں گے تو آپ ڈانٹیں گے تو نہیں امی ابو کو اگر پتہ چل گیا کہ میں نے یہ نقصان کیا ہے وہ مجھے ماریں گے تو نہیں۔ آپ بچی کو تسلی دیں کہ نہیں ہرگز نہیں میں تمہارا ابو کو نہیں بتاؤں گی۔ میں کہوں گی کہ یہ گر کر ضائع ہو گیا۔ میں تمہارے ابو کو فون کر دیتی ہوں کہ وہ آتے ہوئے کچھ اور کھانے کا بندوبست کر کے لے آئیں تاکہ مہمانوں کے سامنے کچھ صورت پیش رکھی جا سکے۔ تو ایسی بات سن کر آپ دیکھیں گی کہ بچی آپ کو اپنا ہمراز سمجھے گی۔ سر کا سایہ سمجھے گی کہ ماں میرے عیبوں کو چھپاتی ہے اور میرا ساتھ دیتی ہے۔

اچھی تربیت کے سنہری اصول

بچپن میں جب ماں اپنے بچوں کی ہمدرد اور غمگسار بنے گی تو بڑی ہو کر یہی بچی ہو گی جو آپ کے دکھ بانٹے گی اور آپ کی خدمت میں زندگی گزارے گی۔ اسی طرح بچی کے اندر شخصیت کی عظمت کو پیدا کریں اور بچی کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا کریں جب کھانا ضائع ہو گیا تھا تو اللہ کا تصور دلائیے کہ اللہ کو ایسا منظور تھا اور ساتھ یہ بھی کہے کہ بچی اللہ کے سامنے استغفار کرو۔ اللہ نے ایک نعمت ہمیں دی تھی مگر ہم سے ضائع ہو گئی۔ آئندہ وہ ہمیں نعمتوں سے محروم نہ کر دے۔ جب آپ بچی کو بہانے سے اللہ کی نعمتوں کی طرف توجہ دلائیں گی تو بے اختیار اس کے دل میں ایمان مضبوط ہو گا۔ اچھی

ماؤں کی تو یہی بات ہوتی ہے۔ ہر ہر بات میں سے نکتے نکال کر بچوں کا دھیان نیکی کی
طرف لے جاتی ہیں۔ نیکی کی طرف لے جاتی ہیں۔ دین کی طرف لے جاتی ہیں اسی کا نام
اچھی تربیت ہوتی ہے۔ جب بچے آپ کے سامنے آئیں تو بچوں کو چھوٹی چھوٹی قرآنی
آیات یاد کروائیں۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کروائیں۔ چھوٹے بچے بھی یاد کر لیتے
ہیں۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ کتنی چھوٹی عمر میں بچے ایسی چیزوں کا یاد کرنا اور Pick
up کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ہماری ایک شاگردہ تھی مریدہ بھی تھی قرآن
پاک کی حافظہ، عالمہ اور قاریہ تھی۔ اس کی شادی ہوئی اللہ نے اس کو بیٹا عطا کیا اس نے
اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کی پھر ایک مرتبہ اس نے اپنے میاں کو بھیجا۔ بیٹا ساتھ تھا کہ
کہ جائیں اور اس بچے کو کہہ کر حضرت صاحب کو تم نے سبق سنانا ہے اور شرط لگائی کہ
حضرت صاحب کے سامنے تم نے کھڑے ہو کر سبق سنانا ہے اس کا خاوند بیٹے کو لے کر آیا
کہ بچہ اتنا چھوٹا تھا کہ ابھی پوری طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے اس کو کھڑا کرنے
کی کوشش کی مگر وہ بچہ وہ توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ گرنے لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے
کہا بیٹھ کر سنا دے۔ اس نے کہا کہ نہیں اس کی امی نے کہا تھا کہ حضرت صاحب کے
سامنے کھڑے ہو کر سنانا ہے۔ عجیب بات تھی یہ کیسے کھڑا ہو۔ چنانچہ ہم نے اس کی
ترکیب یہ نکالی اس بچے کو دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کیا اور دونوں طرف دو تکیے رکھ دیئے۔
بچے نے دونوں ہاتھ تکیے پر رکھے۔ سہارے کے ساتھ کھڑا ہوا۔ میرا خیال تھا کہ بچہ
بسم اللہ پڑھے گا یا کوئی نیکی چیز پڑھے گا جو اس کی ماں نے اسے یاد کروائی ہوگی۔ اتنا چھوٹا
بچہ تو تلی زبان سے تھوڑے سے کر یا الفاظ بولنا ابھی سیکھا تھا جب اس نے پڑھنا
شروع کیا۔ تو ہم حیران رہ گئے اس نے تبارک الذی سے سبق شروع کیا اس نے
پوری سورۃ ملک کو سنا دیا۔ آج تک ہم اس پر حیران ہیں۔ اتنا چھوٹا بچہ سورۃ ملک
کو حافظ کیسے بن گیا جب پوچھا گیا تو ماں نے بتایا کہ میرے دل کی تمنا تھی یہ چھوٹا سا تھا
بولنا نہیں جانتا تھا اس کے سامنے سورۃ ملک پڑھتی تھی روزانہ رات کو سوتے وقت سورۃ
ملک پڑھنا میرا معمول بن گیا میں اس بچے کو ایسے سناتی تھی جیسے کسی استاد کو سناتے
ہیں۔ تھوڑا تھوڑا بچے نے بولنا شروع کیا اس نے الفاظ Pick up کرنے شروع کر

دیکھئے وقتی چھوٹی عمر میں اللہ نے اس کو سورۂ ملک کا حافظ بنا دیا تو یہ ماؤں پر منحصر ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی بچے کے سامنے دین کی باتیں کرنے لگ جائیں۔ ماں بننا آسان ہے مگر ماں بن کر تربیت کرنا یہ مشکل کام ہے۔ آج کل کی سب سے بڑی خرابی ہماری یہی ہے کہ بچیاں جوان ہو جاتی ہیں اپنی شادی کے بعد مائیں بن جاتی ہیں۔ مگر دین کا علم نہیں ہوتا اس لئے ان کو سمجھ نہیں ہوتی ہم نے بچوں کی تربیت کیسے کرنی ہے اس لئے ایسی محفلوں میں آنا انتہائی ضروری ہوتا ہے تاکہ بچیوں کو پتہ چل سکے کہ دینی نقطۂ نظر سے ہم نے اپنی اولادوں کی تربیت کیسے کرنی چاہئے تاکہ وہ بھی ان باتوں کو سن کر اپنی زندگی میں لاگو کر سکیں۔ چنانچہ جب بچہ سات سال کا ہو شریعت کا حکم ہے کہ اس کو نماز پڑھانا شروع کر دیں اور جب دس برس کا ہو تو نماز پڑھنے کے اندر سختی کرنے لگ جائیں۔ یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کو دین سکھائیں۔ دین کی تعلیم دیں۔

اولاد کا حق ماں باپ پر

حدیث پاک میں آتا ہے ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک باپ اپنے بیٹے کو لے آیا۔ بیٹا جوانی کی عمر میں تھا مگر وہ ماں باپ کا نافرمان بیٹا تھا اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے مگر میری کوئی بات نہیں مانتا۔ نافرمان بن گیا ہے۔ آپ اسے سزا دیں یا سمجھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب باپ کی یہ بات سنی تو بیٹے کو بلا کر پوچھا کہ بیٹے بتاؤ کہ تم اپنے باپ کی نافرمانی کیوں کرتے ہو تو اس بیٹے نے آگے سے پوچھا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کیا والدین کے ہی اولاد پر حق ہوتے ہیں یا اولاد کا بھی ماں باپ پر کوئی حق ہوتا ہے اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرا کوئی حق ادا نہیں کیا سب سے پہلے اس نے جو ماں چنی وہ ایک باندی تھی جس کے پاس کوئی علم نہیں تھا۔ نہ اس کے اخلاق ایسے نہ علم ایسا اس نے اس کو اپنایا اور اس کے ذریعے سے میری ولادت ہوئی تو میرے باپ نے میرا نام جعل رکھا جعل کا لفظی مطلب گندگی کا کیڑا ہوتا ہے۔ یہ بھی کوئی رکھنے والا نام تھا۔ جو میرے ماں باپ نے رکھا۔ پھر ماں کے پاس چونکہ دین کا علم نہیں تھا اس نے مجھے کوئی

دین کی بات نہیں سکھائی اور میں بڑا ہو کر جوان ہو گیا۔ اب میں نافرمانی نہیں کرونگا تو اور کیا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ بیٹے سے زیادہ تو ماں باپ نے اس کے حقوق کو پامال کیا۔ اس لئے اب یہ بیٹے سے کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے مقدمے کو خارج کر دیا۔

والدین کی اولین ذمہ داری

ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اولاد کو دین سکھائیں تاکہ بچے بڑے ہو کر ماں باپ کے بھی فرمانبردار بنیں اور اللہ تعالیٰ کے بھی فرمانبردار بنیں۔ شروع سے بچے کو نیکی سکھانا یہ ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس میں ایک نقطہ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ ماں کو چاہئے کہ جب دینی شخصیات کا نام آئے علماء کا نام اولیاء کرام کا نام، مشائخ کا نام انبیاء کا نام، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام، جب ایسی شخصیتوں کے نام آئیں تو ماں کو چاہئے کہ بڑے ادب کے ساتھ بچے کے سامنے نام لے۔ جب ماں دینی شخصیتوں کا نام بڑے ادب کے ساتھ بچے کے سامنے لے گی تو بچے کو Message ملے گا کہ بیٹا تم بھی ایسا بننا۔ تمہیں بھی عزت ملے گی چنانچہ جب آپ اس طرح سے ان کے سامنے اچھا نام لیں گے تو بچہ عالم، حافظ، قاری بننے کی کوشش کرے گا نیک بننے کی کوشش کرے گا۔ نیک بندوں کے احوال اور واقعات اس کو سنائیں اور بچوں کو ان کا تعارف کروائیں۔ جب آپ تعارف کروائیں گے تو بچے کے پاس علم کا ذخیرہ آجائے گا کہ میں نے بھی ایسے بننا ہے عام طور پر مائیں اپنے بچوں کو اس قسم کے واقعات نہیں سناتی بلکہ کبھی سنانا بھی ہے تو کسی نے مرغے کی کہانی سنائی کسی نے بلی کی کہانی سنائی اور کسی نے چڑیا کی کہانی سنائی، بڑی خوش ہوتی ہیں کہ میرا بچہ مرغے کی کہانی سن کر سو جاتا ہے ان کو جنت کی باتیں سنائیں تو اس سے بچے کے اندر نیکی کا شوق آتا ہے۔

بچوں کو سلام اور شکریہ ادا کرنے کی عادت ڈالیں

چھوٹے بچوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں۔ اسے بتائیں کہ بیٹے دوسروں کو دیکھو تو سلام کرتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں سے سلام کرنے کی عادت ڈالو، اسلام کے

اس لیے بچوں کو سکھلائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿افشوا السلام بینکم﴾

تم سلام کو عام کرو ایک دوسرے کے درمیان رواج دو۔

تو ہمیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ بچے کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں اس سے بچے کے دل سے جھجک دور ہو جاتی ہے اور وہ پیچھے پن میں نہیں جاتا۔ دوسروں کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو سلام کرنے کی عادت ہوتی ہے تو ان کو چاہیے کہ بچے کو سلام کہنے کا طریقہ سکھائے تاکہ بچے کے دل سے خوف کا ڈر دور ہو جائے اور بچے کے اندر جرأت آ جائے بزدلی سے وہ بچ جائے اس طرح بچے کو شکریہ کی عادت بچپن سے سکھائیں چھوٹی عمر کا ہے ذرا سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو تو اس کو سمجھائیں کہ جب تم سے کوئی نیکی کرے بھلائی کرے تمہارے کام میں تمہارا تعاون کرے تو بیٹا اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کو شکریہ کی عادت بچپن سے ڈالیں۔ جب وہ انسانوں کا شکریہ ادا کرے گا تو پھر اس کو اللہ کا شکر ادا کرنے کا بھی سبق مل جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ﴾

جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا

تو شکریہ کی عادت ہمیں ڈالنی چاہیے۔ عجیب بات ہے ہمیں اتنی زیادہ اس کا علم ہی نہیں کہ آج شاید ہی کوئی ماں ہو جو اپنے بچے کو شکریہ کے الفاظ سکھائے۔ ﴿جزاکم اللہ جزاک اللہ خیرا﴾ اللہ والے بچوں کو سکھاتے ہیں تاکہ بچے کو سنت کے مطابق شکریہ ادا کرنے کے الفاظ آتے ہوں آج یہ عمل ہمارا تھا لیکن غیر مسلموں نے اس کو اپنا لیا۔

اولاد کو بددعائیں دینا نعمت کی ناقدری ہے

بچہ غلطی کرے ماں باپ کو تکلیف پہنچائے۔ تنگ کرے ستائے کسی دل میں بھی بچے کو بددعا نہ دیں۔ شیطان اکثر ماؤں کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم دل سے بددعا نہیں دے رہی تم اوپر اوپر سے کہہ رہی ہو اور اس دھوکے میں کئی مرتبہ مائیں آ جاتی ہیں اور زبان سے برے الفاظ کہہ جاتی ہیں۔

یاد رکھنا یہ اولاد اللہ کی نعمت ہے اس کو بددعا دینا نعمت کی ناقدری ہے اللہ تعالیٰ کریم ہے ہم جیسے ناقدروں کو بھی نعمتیں عطا فرما دیتا ہے تو اس کی قدر کیجئے اور اس کو دعائیں دیجئے بلکہ یہ تنگ کریں تو اس کے بدلے میں آپ دعائیں دیں۔ تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے ۔۔۔ جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ ۔۔۔ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

تو رحمت کا تقاضا یہی ہے محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ بچے جتنا بھی ایذاء پہنچائیں تو ماں بالآخر ماں ہوتی ہے کسی حال میں بھی اپنی زبان سے بددعا نہ دے۔ بلکہ بچوں کیلئے خوب دعائیں کیا کریں رات کی تنہائیوں میں اپنی نمازوں میں اللہ سے لو لگا کر بیٹھا کریں۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا

بی بی مریم علیہا السلام کیلئے ان کی ماں نے کتنی دعائیں کیں۔ اور پھر یہ دعائیں کرتی رہیں۔ یہی نہیں کہ بچے کو پیدائش ہوئی تو دعا بند کر دیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ یہ اس کے بعد بھی وہ دعائیں کرتی رہی:

"انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطن الرجیم"۔ (سورۃ آل عمران)
اے اللہ میں نے اپنی اس بچی کو اور اس کی آنے والی ذریت کو شیطان رجیم کے خلاف آپ کی پناہ میں دیا۔

تو گویا بچی چھوٹی ہے مگر ماں کی محبت دیکھئے۔ فقط اس بچے کیلئے ہی دعائیں نہیں مانگ رہی اس کی آنے والی نسلوں کیلئے بھی دعا مانگ رہی ہے۔ اللہ رب العزت کو ماں کی یہ بات اتنی پسند آئی۔ فرمایا:

"فتقبلھا ربھا بقبول حسن و انبتھا نباتاً حسناً" (سورۃ آل عمران)
اللہ رب العزت نے پھر اس بچی کو قبول فرمالیا اور پھر اس کی تربیت ایسی اچھی فرمائی کہ بہت ہی اچھی تربیت۔ تو یہ ماں کی دعا تھی

اور مربی تو حقیقت میں اللہ رب العزت ہے۔ وہ بندے کی تربیت فرماتے ہیں۔

تو ماں کی دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے۔ اس لئے دعا کیجئے تاکہ بچے پر اللہ رب العزت
کی خاص نظر ہو جائے۔

بچوں کی حفاظت کے لئے انمول وظیفہ

جب بچے سو رہے ہوں تو ان پر حصار حفاظت کا ضرور بنا لیا کریں۔ ہمارے
مشائخ نے ایک حفاظت کا حصار بتایا اور اس کی اتنی برکتیں ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ
موت کے سوا کوئی مصیبت نہیں آسکتی میرے پیر و مرشد نے جب اس عاجز کو یہ حصار کی
اجازت دی تو فرمانے لگے کہ ہم نے اس حصار کو کئی مرتبہ مرنے والوں کو جو قبر میں پہنچ
چکے تھے ان کے گرد بھی باندھا۔ تو دیکھا کشف کی نظر سے اللہ نے ان کی اس رات کے
قبر کے عذاب کو معاف فرما دیا تو یہ بہت ہی مشائخ کی طرف سے ایک قیمتی عمل ہے اور
اس عاجز کو اس کی اجازت ہے اور آج یہ عاجز سب سامعین اور سامعات کو مردوں اور
عورتوں کو اجازت دے رہا ہے تاکہ یہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں آجائیں۔ وہ
حصار کیا ہے کہ پہلے درود شریف پڑھ لیا کریں پھر الحمد للہ شریف پوری سورۃ پڑھ لیا
کریں پھر آیۃ الکرسی پڑھیں اور چاروں قل پڑھیں آخر میں درود شریف پڑھ لیں یعنی
اول و آخر درود شریف پڑھنا درمیان میں سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھنا اور
یہ سب کچھ پڑھ کر اپنے گرد، بچوں کے گرد، گھر کے گرد، جہاں بزنس، دکان، دفتر وغیرہ ہو
ان سب کا تصور کر کے ان کے گرد اپنے تصور میں ایک دائرہ بنا دیں۔ جس جس چیز کے گرد
آپ دائرہ بنا دیں گی وہ سب چیزیں اللہ رب العزت کی حفاظت میں آجائیں گی۔ کلام
اللہ کی ہم نے بڑی برکتیں دیکھیں اور سینکڑوں واقعات ہیں۔ اللہ رب العزت کی حفاظت
کے جن کو بتانے میں اب مناسب وقت بھی نہیں ہے۔ اس لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ
یہ حصار جس دن میں اور جس رات میں آپ بچوں کے گرد بنائیں گی آپ کے بچے
فتنوں سے، آفتوں سے، مصیبتوں سے محفوظ رہیں گے اور جس دن کوئی مصیبت آنی ہو
گی آپ دیکھنا کہ آپ اس عمل کو بھول بیٹھیں گی، جب کوئی مصیبت آئے گی ورنہ تو اللہ
رب العزت کی حفاظت میں رہیں گے۔

باوضو کھانا پکایئے

بچوں کیلئے جب کھانا پکایا کریں تو کوشش کیا کریں کہ باوضو کھانا پکائیں اگر وضو رکھنے میں مشکل ہو تو کم از کم زبان سے سبحان اللہ پڑھا کریں۔ الحمدللہ پڑھا کریں۔ اللہ اکبر پڑھا کریں۔ لا الہ الا اللہ کا ورد کیا کریں۔ یہ وہ ذکر کے الفاظ ہیں جو عورت ہر حال میں کر سکتی ہے۔ جسم پاک ہو پھر بھی کر سکتی ہے۔ جسم ناپاک ہو پھر بھی ان کو پڑھ سکتی ہے۔ فقط قرآن مجید سے منع کیا گیا اور ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ باقی اس قسم کے اذکار زبان سے کیے جا سکتے ہیں۔ تو کھانا پکاتے ہوئے اگر آپ اللہ کا ذکر کریں گی۔ سبحان اللہ اس کی برکتیں ہوں گی اور اگر پاکی کے ایام ہیں اور آپ کو کچھ سورتیں یاد ہیں تو ان سورتوں کو پڑھتے تاکہ قرآن پڑھنے کی برکتیں آپ کے کھانے میں آ جائیں یہ صحابیات کا عمل ہے۔

باوضو کھانا پکانا صحابیات رضی اللہ عنہم کا عمل

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے تنور پر روٹیاں لگوائیں جب پک کر تیار ہو گئیں تو فرمانے لگیں سبحان اللہ میرا تو کھانا بھی تیار ہو گیا اور میرے تین پارے کی تلاوت بھی مکمل ہو گئی۔ معلوم ہوا جتنی دیر میں یہ روٹیاں لگا رہی تھیں۔ یہ زبان سے اللہ کا قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ تو یہ صحابیات کی سنت ہے آپ بھی اس کو ادا کریں۔ کچھ عرصہ قبل کراچی میں متعلقین میں سے کسی کے ہاں جانا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت یہ آپ کا کھانا گھر میں بنا تو اس کو پکانے کیلئے میری اہلیہ نے ۱۲ مرتبہ سورۃ یٰسین شریف مکمل پڑھی خوشی ہوئی کہ آج بھی نیک عورتیں ایسی ہیں جو باوضو کھانے بناتی ہیں۔ وہ کھانے پکانے کے دوران اللہ کا قرآن ان کی زبان پر ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد ہوں تو وہی پڑھ لیجئے۔ سورۃ اخلاص تو ہر مسلمان بندے کو یاد ہوتی ہے۔ اتنا ہی پڑھتی رہیں تو یہ بھی کافی ہے اور اگر سورتیں بھی نہیں پڑھ سکتیں پاکی کی حالت نہیں تو چھوٹا ذکر کریں۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر یہ کلمات پڑھنے میں بہت آسان ہیں۔

كلمتان خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان حبيبتان الى

الرحمن سبحان الله وبحمده سبحان الله العظیم. (بخاری شریف)
بخاری شریف کی آخری حدیث یہی ہے کہ یہ دو کلمے ایسے ہیں کہ پڑھنے میں بہت ہلکے ہیں اور اللہ رب العزت کو بڑے محبوب ہیں لیکن میزان کے اندر بڑے بھاری ہیں۔

باوضو پکے ہوئے کھانے کے اثرات

آپ جب اس طرح قرآن پڑھ کر اور ذکر کر کے کھانا پکائیں گے تو یہ کھانا آپ کے میاں کھائیں گے تو ان کے دل میں نیکی کا شوق آئے گا۔ بچے کھائیں گے تو ان کے دل کے اندر نیکی کا شوق آئے گا۔ یہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہی تو ہمارے جسم کا گوشت بنتا ہے۔ اگر حلال مال ہے اور ذکر سے پکا ہوا ہے تو پھر اسکے نشوونما بنیں گے یقیناً ان میں اللہ کی محبت سموئی ہوئی ہوگی اور اگر حرام کھائیں گے ناپاکی غفلت کی پکی ہوئی غذا کھائیں گے۔ پاکی ناپاکی کا خیال رہے یا نہیں تو پھر جو بھی غذا کھائیں گے وہ نشوونما جو جسم میں جا کر بنیں گے انسان کو وہ گناہ پر اکسائیں گے۔ جس ماں نے اپنے بچوں کو غذا اچھی دے دی وہ سمجھ لے کہ میں نے بچوں کی آدھی سے زیادہ تربیت کردی اس کا اتنا اثر ہے بچوں کے نیک بننے میں۔ لہٰذا ان کو ذکر والا کھانا کھلایئے اور باوضو کھانا کھلایئے۔ تاکہ اللہ رب العزت ان کے اثرات بچوں پر وارد فرمائیں۔

بچے کو سکون کی نیند دلانے کی دعا

جب بچے رات کو سونے لگیں کئی مرتبہ بچے رات کو جلدی نہیں سوتے روتے ہیں۔ نیند نہیں آتی وجہ یہ ہے کہ وہ بیچارے بول بھی نہیں سکتے، جسم کی تکلیف بتا بھی نہیں سکتے، ماں خود اندازہ لگائے۔ تب اسے پتہ چلے گا کہ فلاں وجہ سے رو رہا ہے ورنہ نہیں۔ اب ماں خود بخود اس پر غصے ہوتی ہے۔ روتا ہے سو نہیں رہا ایسے وقت تحمل سے کام لیجئے ایک دعا بزرگوں نے بتائی ہے۔

اللھم غارت النجوم وھدأت العیون انت حی قیوم لا تاخذک سنۃ ولا نوم یا حی یا قیوم اھدلیلی وانم عینی۔

جب یہ دعا پڑھ کر آپ بچے پر دم کر دیں گی اللہ رب العزت بچے کو سکون کی نیند عطا فرما دیں گے۔ اگر بچی ہے تو لیلتھا وانم عینھا کے الفاظ تانیث کا صیغہ استعمال کر لیں۔ یعنی جو مؤنث تانیث کیلئے ہوتا ہے تو اس طرح اس دعا کو پڑھ لینے سے اور دم کر دینے سے بچوں کو نیند جلدی آجاتی ہے۔

بچے کورے کاغذ کی مانند ہیں

یاد رکھئے کہ بچے کورے کاغذ کی مانند ہوتے ہیں ان پر خوبصورت پھول بوٹے بنانا یا الٹی سیدھی لکیریں لگانا یہ سب ماں کا کام ہوتا ہے۔ اگر ماں نے اچھی پرورش کی تو سب پھول بوٹے بن گئے اور اگر اسکی تربیت کا پتہ ہی نہیں تو پھر اس نے الٹی سیدھی لکیریں لگا دیں۔ اور گویا ان بچوں کو بگاڑنے میں اس کی معاون ہو گئی۔ پرورش سے مراد یہ نہیں ہوتا کہ بچے کا جسم بڑا کرنا ہوتا ہے بلکہ پرورش سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جسم بڑھے ساتھ دل کی صفات بھی بڑھیں۔ دماغی Capabilities بھی کھل کر سامنے آئیں۔ تو جو اچھی مائیں ہوتی ہیں وہ فقط بچے کے جسم کو بڑا نہیں کرتیں، اس کے دل کو بھی بڑا کرتی ہیں، اس کے دماغ کو بھی بڑا کرتی ہیں۔ اور اسکے اندر ایسی سوچ ڈال دیتی ہیں کہ چھوٹی عمر میں ہی اس کی دماغی صلاحتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں یہ دل دماغ کی صلاحیتوں کو کھولنا یہ بھی ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کئی مائیں تو اتنی اچھی بچوں کی پرورش کرتی ہیں ان کے بچوں کو دیکھ کر دعائیں دینے کو جی چاہتا ہے۔

والدین کی دعاؤں کے اثرات

عام طور پر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے یہ بات شریعت نے نہیں بتائی بلکہ یہ (شریعت نے تو) بتایا کہ ماں کی گود میں آنے سے پہلے ہی بچے پر اثرات آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی ماں باپ کی دعاؤں کا اثر ہوتا ہے۔ ماں باپ کی نیکیوں کا اثر ہوتا ہے۔ یہ اثر تو پہلے سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ علمائے اسلام نے پہلے سے ہی نشاندہی کر دی۔ چنانچہ حضرت نعمان ایک بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے ثابت کو ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر کر دیا اور کہا کہ امیر المؤمنین میرے بیٹے کے نو بادشمن آپ اس کیلئے دعا فرما دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا فرما دی۔ ثابت کو بیٹا ملا اس نے اپنے والد کے نام پر اس کا نام نعمان رکھا چنانچہ یہ بچہ (نعمان بن ثابت بن نعمان) جب بڑا ہوا تو اپنے وقت کا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بنا تو معلوم ہوا کہ ماں باپ نے دعا کیں کروائیں، اللہ والے کے ہاتھ اٹھ گئے اللہ نے ان کو ہیرے موتی جیسا بیٹا عطا فرما دیا۔ تو اس وقت سے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ ہیں پہلی صدی جب مکمل ہوئی تو اس سے تقریباً پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ جس کا نام عبدالعزیز تھا وہ ایک بزرگ کے پاس جاتے تھے جن کا نام ابو ہاشم تھا بڑے اللہ والے تھے۔ یہ ان کی خدمت میں آتے جاتے، نیازمندی سے بیٹھتے۔ چنانچہ ابو ہاشم نے ایک مرتبہ خوش ہو کر اپنی خشک روٹی کا ایک بچا ہوا ٹکڑا ان کو بھی دے دیا کہ یہ آپ لے لیں۔ انہوں نے اس کو تبرک سمجھا کہ یہ اللہ والے کا بچا ہوا کھانا ہے، ویسے ہی مؤمن کے کھانے میں شفا ہوتی ہے پھر ایک نیک بندے نے کھانا دیا تحفہ دیا یہ تو تبرک تھا۔ حضرت عبدالعزیز اس ٹکڑے کو لے کر اپنے گھر آئے، اب سوچنے لگے کہ میں کیا کروں۔ بیوی نے بھی مشورہ کیا کہ اس کو اس طرح سے استعمال کرنا چاہیے کہ اس کی برکتیں حاصل کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے نیت کر لی کہ میں اس کے تین ٹکڑے کرتا ہوں روزانہ روزہ رکھوں گا اور اس روٹی کے ٹکڑے سے افطار کروں گا۔ یہ اس کا بہترین استعمال ہے۔ چنانچہ یہ ادب تھا دل کے اندر نیکی تھی۔ چنانچہ انہوں نے تین روزے رکھے پہلا روزہ پہلے ٹکڑے سے افطار کیا اور دوسرا روزہ دوسرے ٹکڑے سے افطار کیا اور تیسرا روزہ تیسرے ٹکڑے سے افطار کیا۔ اللہ کی شان جب تیسرا روزہ مکمل ہوا تو رات کو میاں بیوی آپس میں اکٹھے ہوئے۔ اللہ نے اس رات میں اس کو برکت عطا فرما دی ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام انہوں نے عمر رکھا۔ یہ عمر جب جوان ہوا تو اللہ نے اس کو عمر بن عبدالعزیز بنا دیا تو یہ اثرات ہوتے ہیں۔

والدین کا اثر اولاد پر

آداب کیلئے ماں کی گود پہلا مدرسہ نہیں ہوتی بلکہ اس سے پہلے سے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے اس نے ہمیں نشاندہی کر دی پہلے سے بتا دیا کہ

بطن سے اثرات آتے ہیں بلکہ سمجھ لیجئے کہ اولاد کی امید لگنے سے پہلے ماں باپ کی زندگی نیکی پر ہوگی اور ماں باپ کے اندر اخلاص ہوگا اور ماں باپ کے اندر اللہ رب العزت کی خشیت ہوگی تو ان کی دعائیں ان کیلئے نیک اولاد کا سبب بنیں گی۔ چنانچہ اس عمر سے ان کے اوپر اثرات ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک درویش کہیں جا رہے تھے نہر کے کنارے کے اوپر بھوک لگی ہوئی تھی مگر کچھ کھانے کو نہیں تھا اللہ کی یاد میں جا رہے تھے۔ اس بھوک کے عالم میں انہوں نے جب نہر کے پانی کو دیکھا تو ایک سیب ان کو تیرتا ہوا نظر آیا۔ ان کو بھوک لگی ہوئی تھی اس نے وہ سیب لے لیا اور کھا لیا۔ جب کچھ پیٹ میں چلا گیا پھر خیال آیا۔ یہ سیب میرا تو نہیں، معلوم نہیں کہ کس خدا کے بندے کا تھا میں نے تو بلا اجازت سیب کھا لیا قیامت کے دن کیا جواب دینا پڑے گا اب پریشانی ہوئی دیکھیں اللہ والوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی پریشانی ہوتی ہے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ کی کوئی تھوڑی سی بھی نافرمانی نہ ہو کسی بندے کا تھوڑا سا بھی حق ہمارے اوپر نہ ہو چنانچہ سوچنے لگے کہ میں کیا کروں۔

دل میں خیال آیا کہ جدھر سے پانی آ رہا ہے ادھر ہی واپس چلا جاؤں۔ ہو سکتا ہے کہ جس بندے کا سیب گرا ہو مجھے وہ بندہ مل جائے۔ اب دعائیں مانگتے ہوئے ادھر جا رہے ہیں کچھ دور آگے چلے ان کو سیب کا ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں کی شاخیں نہر کے پانی کے اوپر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ سمجھ گئے کہ کسی پرندے نے یہ سیب گرایا ہوگا۔ اور وہ پانی میں بہتا ہوا مجھے ملا اور میں نے کھا لیا چلو اس باغ کے مالک سے اس کی معافی مانگ لیتا ہوں میرے پاس پیسے تو نہیں چنانچہ یہ باغ کے مالک کو ملے اور ان کو جا کر بتایا میں بھوکا تھا ایک سیب نظر آیا وہ میں نے کھا لیا ہے کھانے کے بعد خیال آیا کہ یہ کسی کا حق میرے اوپر آ گیا ہے اب یا تو مجھ سے مزدوری لے لیں کیونکہ میرے پاس پیسے نہیں جو دے سکوں اور یا پھر مجھے معاف کر دیجئے اس باغ کے مالک کو پتہ نہیں کیا سوجھی کہا کہ ہاں میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ میں آپ سے قیامت کے دن اپنا حق مانگوں گا وہ درویش ان سے منت سماجت کرنے لگا کہ بھائی مجھ سے غلطی ہوگئی اللہ کیلئے مجھے معاف کر دو۔ اگر معاف نہیں کرتے تو مجھ سے کوئی مشقت یا مزدوری لے لو۔ باغ کا مالک

کہنے لگا اچھا میں معاف تو نہیں کرتا مگر میں مشقت اور مزدوری لونگا وہ درویش کہنے لگا کہ کون سا کام کراؤ گے۔ میں کرنے کیلئے تیار ہوں دنیا کی تکلیف اٹھانا آسان ہے۔ آخرت کی تکلیف اٹھانا بڑا مشکل ہے تو باغ کے مالک نے کہا! میری ایک جوان بیٹی ہے لیکن اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لولی لنگڑی ہے ایک گوشت کا لوتھڑا سمجھ لیں۔ اگر تم اس سے نکاح کرو اور ساری زندگی اس کی خدمت کرو تو پھر میں تمہیں اپنا حق معاف کر دونگا، ورنہ میں معاف نہیں کر سکتا۔

اب یہ بیچارے سوچتے رہے پھر دل میں خیال آیا کہ اس طرح کی زندہ لاش سے نکاح کر لینا اور ساری زندگی اس کی خدمت کرنا آسان ہے، لیکن قیامت کے دن کسی بندے کے حق کا جواب دینا بڑا مشکل معاملہ ہے۔ چنانچہ آمادہ ہو گئے۔ وقت طے ہو گیا۔ نکاح ہو گیا نکاح کے بعد رخصتی ہوئی جب یہ پہلی رات اپنی بیوی کو ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ انتہائی خوبصورت تھی کہ جیسے حور پری ہوتی ہے۔ جس کی آنکھیں اچھی، زبان اچھی، کان اچھے، ہاتھ پاؤں اچھے وہ دلہن بن کر بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے سلام کیا پوچھا کہ آپ اس باغبان کی بیٹی ہیں کہنے لگی جی، پوچھا کہ آپ کی کوئی اور بہن بھی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں میں اپنے باپ کی ایک ہی بیٹی ہوں بڑے حیران ہوئے اور دل میں سوچتے رہے کہ اس کے والد نے مجھے Specification (تفصیلات) تو کچھ اور بتائیں تھیں اور یہ تو اتنی پیاری خوبصورت بیوی کہ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میاں بیوی کی رات اچھی گزر گئی۔ اگلے دن ان کے سسر سے ملاقات ہوئی تو سسر صاحب نے سلام کے بعد فوراً پوچھا سنائیں کہ آپ نے اپنے مہمان کو کیسے پایا۔ یہ کہنے لگے کہ جی آپ نے بتایا تھا کہ وہ اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لولی ہے، لنگڑی ہے اور میرے ذہن میں تو یہ دھیان تھا لیکن وہ تو بالکل صحیح سلامت، تندرست ہی نہیں بلکہ اتنی خوبصورت کہ لاکھوں میں ایک ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے تو اس وقت اس کے باپ نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ یہ میری بیٹی قرآن کی حافظہ ہے۔ حدیث کی حافظہ ہے اس نے ساری زندگی تقویٰ و طہارت کے ساتھ گزار دی، کبھی اس نے غیر محرم پر نگاہ نہیں اٹھائی۔ میں نے اس لئے کہا کہ یہ اندھی ہے۔ کبھی غیر محرم سے کلام نہیں کیا میں نے اس

لئے کہا یہ گونگی ہے کبھی اس نے بغیر اجازت گھر سے قدم باہر نہیں رکھا میں نے اس لئے کہا کہ یہ لنگڑی ہے۔ تمہیں حضرت پاک زندگی گزارنے والی میری خوبصورت بیٹی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کا خاوند ایسا ہو جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو۔ اس لئے کہ بیوی کے حقوق وہی اچھے طریقے سے پورے کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہوگا۔ اسی لئے سورۃ النساء کو پڑھ کر دیکھئے ہر چند آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾

یہ جو تقویٰ کو اختیار کرنے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ تقویٰ کے بغیر میاں بیوی تعلقات میں توازن نہیں رکھ سکتے۔ یہ پرہیزگار انسان ہی ہو سکتا ہے جو بیوی کے حقوق ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔ اور کمی نہ آنے دے۔ لہٰذا وہ کہنے لگے کہ میرے دل میں یہ تھا کہ جس کے دل میں تقویٰ ہو خوف خدا ہو اس کو میں اپنی بیٹی کیلئے خاوند کے طور پر چن لوں۔ جب آپ میرے پاس ایک سیب کی معافی مانگنے کیلئے آئے تو میں پہچان گیا کہ آپ کے دل میں خوف خدا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔ یہ اتنا نیک باپ تھا اور اتنی نیک ماں تھی اللہ نے ان کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔ انہوں نے اس کا نام عبدالقادر رکھا اور یہی عبدالقادر بچہ تھا جو بڑا ہو کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بنے تو جب ماں ایسی ہوتی ہے، باپ ایسا ہوتا ہے تو پھر بیٹا بھی اولیاء کا بادشاہ بنا کرتا ہے۔ تو ماں باپ کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے۔ گود سے پہنچنے سے پہلے بہت سارے کام ہو چکے ہوتے ہیں۔

اس لئے جب سے انسان اولاد کی نیت کرے اسی وقت سے دعائیں مانگے اور اسی وقت سے ہر چیز کا خیال رکھے شریعت نے نشاندہی کر دی۔ اور فرمایا کہ جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کا ارادہ کریں تو ان کی نیت نیک اولاد کی ہونی چاہیے کیونکہ

﴿إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ (حدیث)

اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔

بچے کو کبھی بددعا نہ دینا

آج بچوں کو تربیت کا پتہ نہیں ہوتا کی تو ایسی ہوتی ہیں بیچاری کے چھوٹے سے

بچے سے اگر غلطی ہوئی یا بچے نے رونا شروع کر دیا تو غصے میں آ کر اب اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کہہ رہی ہیں کبھی اپنے آپ کو کوسنا شروع کر دیتی ہیں میں مر جاتی تو اچھا تھا کبھی بچے کو بددعائیں دینا شروع کر دیتی ہیں یاد رکھنا کہ بچے کو کبھی بددعائیں نہ دینا کوئی زندگی میں ایسا وقت نہ آئے کہ غصے میں آ کے بددعا دینے لگ جاتا ایسا کبھی نہ کرنا۔ اللہ کے ہاں ماں کا جو مقام ہوتا ہے۔ ماں کے دل اور زبان سے جو دعا نکلتی ہے وہ سیدھی اوپر جاتی ہے عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں تو دعا اللہ کے ہاں پیش کر دی جاتی ہے اور قبول کر دی جاتی ہے مگر شیطان بڑا مردود ہے وہ ماں کے ذہن میں یہ ڈالتا ہے کہ میں گالی تو دیتی ہوں مگر میرے دل میں نہیں ہوتی۔ یہ شیطان کا بڑا پھندا ہے حقیقت میں تو یہ بددعا کے الفاظ کہلواتا ہے اور ماں کی تسلی دیتا ہے کہ تو نے کہا تو تھا کہ مر جاؤ مگر تمہارے دل میں نہیں تھا کبھی بھی شیطان کے دھوکے میں نہ آنا۔ بچے کو بددعا نہ کرنا۔ کئی مائیں بچوں کو بددعائیں دے کر ان کی عاقبت خراب کر دیتی ہیں۔ اپنی زندگی برباد کر دیتی ہیں۔

ماں کی بددعا کا اثر

ایک عورت کو اللہ نے بیٹا دیا مگر وہ غصے پر قابو نہیں پا سکتی تھی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچے کو کوسنے لگ جاتی، ایک دفعہ بچے نے کوئی بات الٹی کر دی غصہ آیا اور کہنے لگی کہ تو مر جاتا تو اچھا تھا اب ماں نے جو الفاظ کہہ دیئے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ مگر بچے کو اس وقت موت نہیں دی بلکہ اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے نیک بنایا۔ اچھا بنایا، لائق بنایا وہ بچہ بڑا ہوا، عین بھرپور جوانی کا وقت تھا یہ نیک بن گیا لوگوں میں عزت ہوئی لوگ نام لیتے کہ بیٹا ہو تو فلاں جیسا ہو۔ پھر اللہ نے اس کو بخت دیئے کاروبار بھی اچھا ہو گیا تھا لوگوں میں اس کی عزت تھی۔ تذکرے اور چرچے تھے۔ اب ماں نے اس کی شادی کا پروگرام بنایا۔ خوبصورت لڑکی کو ڈھونڈا۔ شادی کی تیاریاں کی جب شادی میں صرف چند دن باقی تھے۔ اس وقت اللہ نے اس کے بیٹے کو موت عطا کر دی۔ اب ماں رونے بیٹھ گئی۔ میرا نوجوان بیٹا رخصت ہو گیا، رو رو کر حال خراب ہو گیا۔ کسی اللہ والے کو اللہ نے خواب میں بتایا ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا تھا جس نے بچپن میں کہا تھا کہ تو مر جاتا تو اچھا تھا

ہم نے نعمت اس وقت واپس نہیں لی۔ ہم نے اس نعمت کو پھر بڑھنے دیا۔ جب عین شباب کے عالم میں جوانی کے عالم میں یہ پہنچا نعمت پک کر تیار ہوگئی ہم نے اس وقت پھل توڑ لیا تاکہ ماں کو سمجھ لگے کہ اس نے کس نعمت کی ناقدری کی۔ اب سوچئے اپنی بد دعائیں اپنے سامنے آتی ہیں۔ یہ قصور کس کا ہوا اولاد کا ہوا یا ماں، باپ کا۔

اس لئے بچوں کو دینی تعلیم دینا اور ان کو سمجھانا کہ بچوں کی تربیت کیسے کی جاتی ہے یہ انتہائی ضروری ہے بچوں کی تربیت کا ....خیال رکھنا چاہیے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆......☆......☆......☆......☆

نبی اللہ کی رحمت

از افادات حضرت اقدس

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہ

خطبہ مسنونہ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

اما بعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ○ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ○﴾ (سورۃ التکویر)

تمہید:

میرے قابل احترام بزرگو اور محترم خواتین! ہم لوگ یہاں پر صرف اپنی اصلاح کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں تاکہ یہاں پر ہم جو بات سنیں اور کہیں اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، جب ان باتوں پر عمل کرتے چلے جائیں گے تو ہماری اصلاح ہوتی جائے

گی اور اصلاح کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق قوی ہوتا چلا جائے گا اور یہی تعلق ہمارے دین و دنیا کی کامیابی کی بنیاد ہے۔

اس وقت جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک آیت کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور اسی طرح اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ نحل کے اندر جو کچھ بیان فرمایا ہے اس کی روشنی میں ایک بہت اہم کوتاہی عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اگر واقعۃً یہ کوتاہی ہمارے اندر پائی جاتی ہے تو ہم اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اور اپنی اصلاح کی فکر کریں۔

بیٹا اور بیٹی دونوں اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو صنفوں میں پیدا فرمایا ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت اور اس طرح پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت پر مبنی ہے، پھر کسی کو اللہ تعالیٰ نے صرف بیٹیاں عطا فرمائی ہیں اور کسی کو نہ بیٹے عطا فرمائے اور نہ بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہ تقسیم بھی خالصۃً اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ اسی تقسیم کی طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ○﴾ (الشوریٰ ۴۹-۵۰)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں عطا فرماتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے عطا فرماتے ہیں اور کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بانجھ کر دیتے ہیں اسکے ہاں نہ لڑکا پیدا ہوتا ہے اور نہ لڑکی پیدا ہوتی ہے، لاکھ کوشش کرنے مگر اس کی اولاد ہی نہیں ہوتی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے، جس کے لئے جو مناسب سمجھتے ہیں وہ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور لڑکے بھی اللہ کی نعمت ہیں۔ لڑکوں کی بھی ضرورت ہے اور لڑکیوں کی بھی ضرورت ہے۔ مرد عورتوں کے محتاج ہیں اور عورتیں مردوں کی محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے دنیا میں ایک ایسا نظام قائم فرمایا ہے۔ جس میں دونوں کی

ضرورت ہے، اور دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور دونوں کی تخلیق اور پیدائش اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ ان میں کسی کو ذرہ برابر بھی اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اور اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے۔

بیٹے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار

اللہ تعالیٰ کی اس حکمت اور مصلحت کی روشنی میں جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو مسلمانوں میں بعض مسلمان آپ کو ایسے نظر آئیں گے کہ ان کے یہاں لڑکے کی بڑی آرزوئیں اور تمنائیں کی جاتی ہیں اور جب لڑکا پیدا ہو جاتا ہے تو اس وقت بہت خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور بڑے زور و شور سے عزیزوں اور دوست و احباب کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے اور خوشی میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے اور پھر بڑے اہتمام کے ساتھ شاندار طریقے سے اس کا عقیقہ کیا جاتا ہے اور ہر جگہ پر اس کی پیدائش کا تذکرہ ہوتا ہے اور پھر اس کی پرورش کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اگر وہ ذرا بھی بیمار ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر صاحب کے پاس دوڑے جاتے ہیں، کبھی ہسپتال جا رہے ہیں، کبھی کسی حکیم کے پاس جا رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ بیمار ہو جائے اور کہیں مر نہ جائے۔

بیٹی کی پیدائش پر خوش نہ ہونا

اور اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو وہاں کسی خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا اور نہ کسی سے تذکرہ کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اگر کوئی پوچھ بھی لے تو جلدی سے نہیں بتاتے ہیں تو بہت آہستہ آواز میں بڑے دبے انداز میں بتاتے ہیں کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ لڑکی کی پیدائش پر کوئی خوشی نہیں، کوئی اظہار مسرت نہیں، نہ مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے، نہ لڈو بانٹے جاتے ہیں، نہ عقیقہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ اگر عقیقہ کرتے بھی ہیں تو بس جانور خرید کر اس کے گلے پر چھری پھیر کر کسی مدرسے میں پہنچا دیتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر بیوی سے ناراضگی

بلکہ بعض اوقات بچی کی پیدائش پر شوہر اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتا ہے اور بیوی

سے بولنا چھوڑ دیتا ہے، حالانکہ آدمی کو اتنی سمجھ تو ہونی چاہیے کہ اس عورت کے اختیار میں ہے کیا؟ اس کے اختیار میں نہ لڑکا جننا ہے اور نہ لڑکی جننا ہے۔ اس کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اختیار میں ہے، تم دونوں اس معاملے میں برابر ہو، بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مصلحت سے ہے اور وہی پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے لڑکا پیدا کرنا چاہا تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ اس نے لڑکی پیدا کرنا چاہی تو لڑکی پیدا ہو گئی، لہٰذا بیوی پر ناراض ہونا اس سے بول چال بند کر دینا کتنی زیادتی کی بات ہے، لیکن بعض مسلمان ایسے ہیں کہ اگر ان کے یہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو وہ بیوی سے ناراض ہو جاتے ہیں، دوست احباب سے چھپے پھرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ہم سے یہ نہ پوچھ لے کہ تمہارے گھر کس کی ولادت ہوئی ہے؟ تاکہ یہ بتانا نہ پڑے کہ ہمارے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

بیٹی کی پیدائش پر طلاق کی دھمکی

ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ جب کسی کے گھر ایک دو لڑکیاں پیدا ہو گئیں تو شوہر نے بیوی سے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر آئندہ تیرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی تو تجھے طلاق دے دوں گا۔ (العیاذ باللہ) یہ کس قدر زیادتی کی بات ہے۔ بہر حال مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو لڑکی کی پیدائش پر ناراض ہوتے ہیں، اس کو اپنے لئے معیوب سمجھتے ہیں اور ذلت کا باعث سمجھتے ہیں اور لڑکے کی پیدائش کو باعث عزت اور باعث فخر سمجھتے ہیں اور اس کی پیدائش پر بڑی خوشیاں مناتے ہیں، لڑکی کی پیدائش پر کوئی خوشی نہیں مناتے۔ کسی بھی مسلمان کا ایسا طرز عمل ناجائز ہے اور گناہ ہے اور درپردہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر ایک طرح سے اعتراض ہے۔

زمانہ جاہلیت میں کفار کا طرز عمل

قرآن کریم نے یہ عمل کافروں کا بتایا ہے۔ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں کفار عرب کے اندر یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو لڑکی کا باپ اس کی پیدائش کو اپنے لئے معیوب اور باعث ذلت سمجھتا تھا اور بچے کی ولادت سے چند روز پہلے ہی منظر سے غائب ہو جاتا اور لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا تھا کہ معلوم نہیں کہ

میرے گھر میں کیا پیدا ہو، پھر اگر لڑکا پیدا ہو جاتا تو وہ اس کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتا تھا اور اگر لڑکی پیدا ہو جاتی تو اس کو اپنے لئے ذلت اور رسوائی کا باعث سمجھتا تھا وہ یہ سوچتا کہ اگر لڑکی پیدا ہوئی اور میں لوگوں کے سامنے ہوں گا تو کہیں میری ذلت اور رسوائی نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ پہلے ہی چھپ جاتا تھا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا تھا۔ اگر اس کو لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری ملتی تو پھر وہ سب کے سامنے آجاتا اور سب سے کہتا کہ میرے یہاں لڑکا ہوا ہے اور میں نے یہ نام رکھ دیا ہے۔

بیٹی کو زندہ دفن کرنا:

پھر وہ لوگ اپنی جہالت میں اس حد تک بڑھے ہوئے تھے کہ وہ لڑکی کی پیدائش کے بعد یہ سوچتے تھے کہ یا تو میں اس لڑکی کو زندہ رکھوں، اور جب تک یہ زندہ رہے اس وقت تک میں ذلیل و خوار ہوں یا پھر میں اس کو قتل کر دوں یا اس کو ایسے ہی زندہ دفن کر دوں (العیاذ باللہ) اور اس مصیبت سے اپنی جان چھڑاؤں، چنانچہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور بعض لوگ پہلے اس کو جان سے مار دیتے اور پھر اس کو مٹی میں دبا دیتے تھے۔ لڑکیوں پر وہ اس قدر ظلم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے سورۃ نحل میں ان کے اس مذموم عمل کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (النحل - ۵۸، ۵۹)

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے، اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہا، اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے، اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے یا تو ذلت کو قبول کر کے اس کو رہنے دے یا اس کو مٹی میں دبا دے، خوب سن لو کہ وہ بہت بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔"

بیٹی کو باعث ذلت سمجھنا

مفسرین نے ان کے اس عمل کی کئی وجوہات لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ لڑکی کو اپنے لئے ذلت کا باعث سمجھتے تھے جب کہ بیٹا پیدا ہونے کو اپنے لیے عزت کا باعث سمجھتے تھے۔ اس لئے بیٹی کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے۔ بعض مفسرین نے یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ لوگ درحقیقت لڑکی کو فقر و فاقہ کا سبب سمجھتے تھے اگر لڑکی پیدا ہوئی تو زندگی بھر اس کو دینا ہی پڑے گا، ساری عمر کما کر کھلانا پڑے گا۔ العیاذ باللہ۔ اس لئے اس کو اپنے لئے ایک بوجھ سمجھتے تھے اور اس کو کھلانے پلانے کو اپنے لئے آفت اور گرانی سمجھتے تھے اس وجہ سے اس کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے یا جان سے مار کر اس کو زمین میں دبو دیا کرتے تھے۔

بیٹی اللہ کی اور بیٹا ہمارا

بعض حضرات نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اپنے اس عقیدے کی بنیاد پر یہ سوچتا کہ بیٹیاں تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہیں اور بیٹے ہمارے ہوتے ہیں، لہٰذا اس لڑکی کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاؤ، اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے لڑکی کو زندہ ہی دفن کر دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اللہ تعالیٰ تک پہنچ جانی چاہیے۔ بہرحال یہ عمل چاہے وہ ذلت کی وجہ سے کرتے تھے، یا فقر و فاقہ کے ڈر سے کرتے تھے یا اس باطل اور غلط عقیدے کی بنیاد پر کرتے تھے کہ بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بیٹے ہمارے ہیں۔ تینوں صورتوں میں ان کا یہ فعل حرام اور ظلم اور ناجائز تھا۔

ایک عبرت آموز واقعہ

زمانۂ جاہلیت میں بعض لوگوں نے اپنی دس دس بیٹیاں، بارہ بارہ بیٹیاں، زندہ دفن کر دی تھیں، چنانچہ حدیث میں ایک صاحب کا عجیب واقعہ آیا ہے کہ ایک صاحب مسلمان ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ حالت کفر میں انسان نے جتنے بھی گناہ کئے ہوں، اسلام لانے سے وہ

سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بہرحال مسلمان ہونے کے بعد ان صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانۂ جاہلیت کا واقعہ سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک بیٹی تھی، آہستہ آہستہ وہ بڑی ہوگئی، مگر مجھے اس کا زندہ رہنا گوارہ نہ ہوا، میں ایک دن اس کو اس کی ماں سے بہانہ کر کے لے گیا، میں نے اس سے کہا کہ چلو ذرا گھومنے چلتے ہیں، پھر اس کو جنگل میں لے گیا، وہاں پر میں نے پہلے سے ایک کنواں کھودا ہوا تھا، وہاں جا کر میں نے اس سے کہا کہ میں یہ کنواں کھودنا چاہتا ہوں تا کہ پانی حاصل ہو جائے۔ میں تمہیں نیچے اتارتا ہوں، تو ڈول میں مٹی بھرنا، میں اس کو اوپر کھینچ لیا کروں گا، چنانچہ اس بیٹی نے میرا کہنا مانا، اور نیچے اتر گئی، لیکن جیسے ہی وہ نیچے اتری، میں نے اوپر سے مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ بیٹی نے کہا ابا! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ مجھ پر مٹی گر رہی ہے، لیکن میں ایسا سنگدل تھا کہ مجھ پر اس کی کسی بات کا اثر نہ ہوا اور میں برابر مٹی ڈالتا رہا وہ مٹی پہلے اس کے گھٹنوں تک آئی، پھر پیٹ تک پھر گردن تک پھر بالآخر سر کے اوپر تک آگئی، یہاں تک کہ وہ زمین کے برابر ہوگئی اور وہ بیٹی چیخ و پکار کرتی رہی، آخر اس کی چیخ و پکار بھی ختم ہوگئی اور میں اس طرح اس کو زندہ دفنا کر واپس آگیا۔

مسلمانوں کا یہ طرز عمل درست نہیں

اسی طرح آج جو مسلمان بیٹی کی پیدائش پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں یا غصہ کا اظہار کرتے ہیں یا اس کی پیدائش کو اپنے لئے باعث ذلت اور باعث عار سمجھتے ہیں اور برملا اس کا اظہار کرتے ہیں، وہ غور کر لیں کہ ان کا یہ عمل کن لوگوں کے مشابہ ہے؟ یاد رکھئے! جس طرح بیٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اسی طرح بیٹی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، دونوں کی پیدائش عین اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہے، اسلام نے آکر اس ظالمانہ رسم کا خاتمہ کیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا اس رسم سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہونا چاہیے اور بیٹی کی پیدائش پر ہرگز نفرت یا غصہ کا اظہار نہ کرنا چاہیے اور مسلمانوں کو اس سے باز رہنا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی پیدائش اللہ کی رحمت بتایا ہے اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مروت، محبت اور شفقت کا اظہار

فرمایا ہے، اس میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بہت ہی شفقت اور محبت کا معاملہ کرتے تھے۔ آپ کی چار بیٹیاں تھیں:

حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان میں سے تین بیٹیاں جنت البقیع میں ایک ہی جگہ پر آرام فرما رہی ہیں۔ اگر آپ جنت البقیع میں بڑے دروازے سے داخل ہوں تو سامنے بائیں ہاتھ کی طرف ایک کونے میں تینوں بیٹیاں آرام فرما ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک قول کے مطابق حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں آرام فرما ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حجرہ شریف جس میں جالیاں لگی ہوئی ہیں، اس میں ایک مزار نظر آتا ہے، وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے بالکل برابر میں تھا اور اب بھی وہ جگہ حجرہ شریف کے اندر ہی ہے، اس لئے بعض علماء نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ پہلی تینوں بیٹیوں کا انتقال پہلے ہو گیا تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ ماہ بعد ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے۔ اس قدر آپ شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے طرز عمل سے بیٹی کی عزت، اس کے ساتھ شفقت، اس کا احترام اور اس کے ساتھ محبت کا بے مثال نمونہ قائم فرمایا تاکہ ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔

بیٹی کی پرورش، جنت میں جانے کا ذریعہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے پر جتنے فضائل بیان

فرماتے ہیں، بیٹے کی پرورش پر اس قدر بیان نہیں فرماتے:

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرنے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور اچھا معاملہ کرے، (ان کے وجود کو اپنے لئے ذلت وخواری کا باعث نہ سمجھے) تو اس کی بدولت وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (ترمذی)

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے زندگی گزارے۔ (یعنی ان کے جو حقوق شریعت نے مقرر فرمائے ہیں وہ ادا کرے، ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا معاملہ کرے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، ان کے باوجود ان کو اپنے لیے مصیبت اور باعث ذلت نہ سمجھے) اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔"

(ترمذی، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور اس کو ان بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کا سابقہ پیش آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کو پالے اور ان کو تہذیب اور ادب سکھائے اور ان کے کھلانے پلانے اور دیگر ضروریات کے انتظام کی تکلیف پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کردیں گے۔ کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ نے فرمایا دو بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ اگر کسی کی

ایک بیٹی ہو (تو کیا وہ اس ثواب عظیم سے محروم رہے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک بیٹی کی اس طرح پرورش کرے گا، اس کے لئے بھی جنت ہے۔" (اتحاف السادۃ المتقین)

دیکھئے یہ فضیلت اور ثواب بیٹوں کی پرورش پر بیان نہیں فرمایا، بلکہ بیٹیوں کی پرورش پر بیان فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں بیٹیوں کی پرورش خوش دلی سے کرنی چاہئے۔

بیٹی جہنم سے بچنے کا ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جس شخص پر لڑکیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہو اور وہ اس کو صبر و تحمل سے انجام دے تو یہ لڑکی اس کے لئے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔" (ترمذی)

ماں کی شفقت کا عجیب واقعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں، اس خاتون نے مجھ سے سوال کیا، اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا، وہ کھجور میں نے اس کو دیدی، اس اللہ کی بندی نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے، اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا، خود تھوڑا نہیں کھایا، حالانکہ خود اسے بھی ضرورت تھی، اس کے بعد وہ خاتون بچیوں کو لے کر چلی گئی۔ تھوڑی دیر کی بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس خاتون کے آنے اور ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو دینے کا پورا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو دو بچیوں کی پرورش کرنے کی نوبت آئے اور وہ ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو وہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے پردہ بن جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت

دیکھئے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بھی بچیوں کی پرورش ہے، اور جہنم سے بچنے

کا ذریعہ بھی بچیوں کی صحیح پرورش ہے۔ بلکہ ایک اور عظیم الشان فضیلت ایک حدیث میں آئی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی دو یا تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھے انداز سے پرورش کرے (اور جب شادی کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادی کر دے) تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں"۔ (ترمذی)

بیٹی کی پرورش پر تین فضیلتیں

تمام فضائل کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں دوزخ سے پناہ دیں گے، اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں جنت عطا فرمائیں گے جو رضا اور نعمتوں اور راحتوں کا مقام ہے تیسری یہ ہے کہ جنت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمراہی نصیب ہوگی جو ساری کامیابیوں کا منتہا ہے۔ یہ تینوں فضیلتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کرنے والوں کے لئے بیان فرمائی ہیں تاکہ جن کے یہاں بچی پیدا ہو، وہ ہرگز اس کی پیدائش پر اظہار نفرت نہ کریں اور اپنا دل ہرگز چھوٹا نہ کریں، اس کو اپنے لئے مصیبت نہ جانیں، اپنے لئے عار نہ سمجھیں، بلکہ صرف اللہ کی رضامندی کے لئے اس کی پرورش کریں، اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اس کی پرورش کریں۔ اس طرح انشاء اللہ بچی اس کے لئے جنت میں جانے کا ذریعہ ہوگی، جہنم سے بچنے کیلئے آڑ ہوگی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت میں معیت کا ذریعہ بنے گی۔

لڑکی کی پیدائش پر زیادہ خوشی کا اظہار

ہمارے اسلام نے تو ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔ لہٰذا اگر ہم بچی پر غصہ کریں گے یا ناراض ہوں اور اپنے لئے اس کو ذلت کا باعث سمجھیں تو یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے، یہ کافرانہ طریقہ ہے اور مسلمانوں کے لئے کافرانہ طریقہ اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ لڑکیوں کی پیدائش پر دل تنگ کرنا اور اس کی رسوائی

اور ذلت کا باعث سمجھنا کافرانہ طریقہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ لڑکی کی پیدائش پر لڑکے کی پیدائش کے مقابلے میں زیادہ خوشی کا اظہار کریں تاکہ کافروں کی اس بدترین رسم کی تردید ہو اور اس کا خاتمہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لڑکی کی پیدائش باعث اجر ہے اور دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اللہ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہر مسلمان کو اپنی بیٹیوں کی پرورش خوش دلی سے کرنی چاہئے۔

بیٹیوں کے حقوق

بیٹیوں کی پرورش کی فضیلت کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں۔ یہ وہ حقوق ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بیٹیوں سے چھین لئے گئے ہیں۔ آج بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ اس لئے ان حقوق کو سمجھ لینا ضروری ہے تاکہ ان میں کوتاہی نہ ہو۔

اولاد کے درمیان اظہار محبت میں برابری

زندگی میں کسی کو بیٹے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کسی کو بیٹی سے زیادہ محبت ہوتی ہے زیادہ تر لوگوں کو بیٹے سے زیادہ اور بیٹی سے کم محبت ہوتی ہے۔ جہاں تک محبت کا معاملہ ہے اس کا تعلق دل سے ہے۔ اس میں انسان کو اختیار نہیں، اس لئے اس میں انسان برابری کرنے کا بھی مکلف نہیں۔ البتہ محبت کا اظہار اختیار میں ہے، اس کے اندر برابری کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگ اظہار محبت میں بھی زیادتی کرتے ہیں وہ بیٹے کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔ بیٹے کو زیادہ چیزیں کھلاتے ہیں۔ اس کو زیادہ گھماتے پھراتے ہیں اور بیٹی کو پوچھتے بھی نہیں ہیں۔ اس طرح وہ اظہار محبت میں بیٹی کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں اور چونکہ یہ اظہار محبت اختیاری چیز ہے اس لئے اس میں کمی بیشی کرنا غلط ہے۔ لہٰذا کبھی بھی کوئی باپ اپنی زبان سے یا کوئی ماں اپنے اختیار اور طرز عمل سے ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے بچوں کو اندازہ ہو کہ ماں باپ کو فلاں سے زیادہ محبت ہے

اور فلاں سے کم محبت ہے، ایسا نہ کریں۔ اگر ماں باپ ایسا کریں گے تو یہ ناانصافی ہوگی اور قیامت کے دن اس پر پکڑ ہوگی۔ لہٰذا اظہار محبت میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ رکھنا ضروری ہے۔

اولاد کو دینے میں برابری

اور جس طرح اظہار محبت میں برابری کرنا ضروری ہے، اس طرح ہدیہ اور تحفہ دینے میں بھی برابری کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا ماں باپ اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان اگر پیسے تقسیم کریں یا کپڑا تقسیم کریں یا کھانے پینے کی کوئی چیز تقسیم کریں تو اس میں برابری کرنا ضروری ہے اور لڑکی کو بھی اتنا ہی دیں جتنا لڑکے کو دیں یہ نہ کریں کہ لڑکے کو زیادہ دے دیں اور لڑکی کو کم دیں یا لڑکی کو زیادہ دیدیں اور لڑکے کو کم کر دیں بلکہ برابری کریں۔ یہ برابری کرنا اس صورت میں ضروری ہے جب ماں باپ ضرورت سے زائد اور خوشی کے مواقع پر اولاد کے درمیان کچھ تقسیم کریں، جیسے عید کے موقع پر عیدی برابر تقسیم کریں یا سفر سے واپسی پر تحفہ دیں تو اس میں برابری کریں۔

ضرورت کے مواقع مستثنیٰ ہیں

لیکن اگر ماں باپ ضرورت کے مواقع پر اولاد میں سے کسی پر کچھ خرچ کر رہے ہیں۔ مثلاً بیماری کے موقع پر خرچ کر رہے ہیں، یا کسی کی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں یا مثلاً بیٹا یا بیٹی سفر پر جا رہے ہیں اور کسی کا سفر چھوٹا ہے اور کسی کا سفر لمبا ہے، ایک کو سفر میں زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوگی اور دوسرے کو کم پیسوں کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح کے ضرورت کے مواقع پر خرچ کرنے میں کمی بیشی کرنے میں کوئی گناہ اور پکڑ نہیں، بلکہ جس اولاد کو جتنی ضرورت ہے باپ اس کو اتنا دے سکتا ہے لہٰذا حسب ضرورت دینے میں کمی بیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

زندگی میں تقسیم جائیداد ضروری نہیں

اسی طرح بیٹی کا ایک بہت بڑا حق اور ہے وہ یہ کہ جب کوئی باپ اپنی زندگی میں اپنا

مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ زندگی میں اپنا مال و جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

زندگی میں جائیداد پر اولاد کا حق نہیں

اسی طرح یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ماں باپ کی صحت والی زندگی میں ان کے مال و جائیداد میں اولاد کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ ماں باپ اپنی جائیداد کے مالک ہیں۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان تقسیم کریں اور چاہیں تو تقسیم نہ کریں۔ اولاد ان سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ جو کچھ آپ نے کمایا ہے وہ ہمارے درمیان تقسیم کر دیجئے اور ہمارا حق ہمیں دے دیجئے۔ یہ مطالبہ اولاد کو نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جب زندگی میں اولاد کا حق ہی نہیں ہے تو پھر مطالبہ کیسا؟ کیونکہ باپ کی صحت والی زندگی میں جائیداد پر اولاد کا کوئی حق نہیں ہے۔

یہ اس لئے عرض کر دیا کہ بعض اولاد باپ پر اس طرح زیادتی کرتی ہے کہ وہ ماں باپ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ کو تو اب اس جائیداد کی ضرورت نہیں، آپ نے اس کو کیا کرنا ہے؟ یہ سب ہمارا حق ہے، آپ اپنی زندگی میں اس کو تقسیم کر کے فارغ کر دیجئے۔ آپ کے مرنے کے بعد معلوم نہیں کوئی ہمیں دے یا نہ دے۔ یا آپ کے بعد ہمارے درمیان جھگڑا ہو جائے، اس لئے آپ ہمیں ابھی دے کر فارغ ہو جائیں۔ یاد رکھئے! جب اولاد کو ان کی زندگی میں ان کی جائیداد پر کوئی حق نہیں ہے تو زبردستی تقسیم کرانا اور تقسیم کرنے پر زور دینا کیسے درست ہوگا؟ ماں باپ اس جائیداد کے مالک ہیں اور تقسیم کرنا یا نہ کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہے، ان کے ذمہ تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ اس میں اپنی مصلحت سمجھتے ہیں تو زندگی میں تقسیم کر دیں، اگر تقسیم نہ کریں تو بھی ان کو اختیار ہے۔

زندگی میں سب اولاد کو برابر دے

لیکن اگر ماں باپ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرنا چاہیں تو اس میں افضل یہ ہے کہ مال و جائیداد میں سے جتنا حصہ ایک بیٹے کو دیں بیٹی کو بھی اس کے برابر دیں۔ شریعت کا یہ حکم کہ لڑکی کا لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ہے۔ یہ حکم باپ

کے انتقال کے بعد اس کی میراث میں ہے اور یہ قاعدہ دراصل اصول میراث کا ہے، جس میں لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصہ ملتا ہے، اور میراث کا یہ قاعدہ ماں باپ کے مرنے کے بعد جاری ہوتا ہے۔ زندگی کا قاعدہ یہ ہے کہ لڑکی کو لڑکے کے برابر دیا جائے۔ اس لئے کہ دونوں اس کی اولاد ہیں۔ دونوں ہی اس کا خون ہیں، دونوں ہی اس کی نظروں میں برابر ہیں۔ اس لئے باپ کو چاہئے کہ اپنا مال و جائیداد سب میں برابر تقسیم کرے۔ البتہ بعض علماء نے اس کی گنجائش دی ہے کہ اگر کوئی شخص برابر نہ دینا چاہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ بیٹی کو اتنا دے جتنا میراث میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہے یعنی جتنا لڑکے کو دے رہا ہے اس کا آدھا لڑکی کو دے۔ مثلاً اگر دس لاکھ روپے دے رہا ہے تو لڑکی کو پانچ لاکھ روپے دے، اس سے کم کرنا باپ کے لئے جائز نہیں۔

نکاح سے بیٹی کا حق ساقط نہیں ہوتا

ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے کہ اول تو بیٹیوں کو زندگی میں مال و جائیداد دیا ہی نہیں جاتا، اگر ان سے کہا جائے کہ تم نے سب کچھ بیٹوں کو دے دیا، بیٹیوں کو کچھ نہ دیا تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے ان کی شادی تو کر دی، جو کچھ بیٹی کی شادی کے موقع پر جہیز کی شکل میں دیا ہے اس سے بیٹے کا حق میراث ختم نہیں ہوتا اسی طرح بیٹی کو جہیز دینے سے اس کو اپنے مال و جائیداد سے محروم کرنا بھی درست نہیں ہے۔ جس طرح باپ نے بیٹے کی شادی میں خرچ کیا ہے اسی طرح بیٹی کی شادی میں بھی خرچ کیا، بلکہ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بیٹے کی شادی میں بیٹی کی شادی کے مقابلے میں زیادہ خرچ کیا جاتا ہے کہ حالانکہ شادی و بیاہ کے خرچ میں برابری کا خیال کرنا چاہیے، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رقم کی ایک خاص مقدار اپنی مالی حیثیت کے مطابق مقرر کر لیں کہ مجھے ہر بیٹے اور بیٹی کی شادی کے موقع پر اتنی رقم خرچ کرنی ہے پھر اسی رقم میں سے بیٹے اور بیٹی کے لئے سامان ضرورت خریدے، اور اگر پیسے بچ جائیں تو وہ نقد کی شکل میں ان کو دیدے۔ ایسا نہ کرے کہ ایک بچے کی شادی پر زیادہ خرچ کر دے اور دوسرے کی شادی پر کم خرچ کرے۔ یہ بھی ایک طرح کی ناانصافی ہے، جو شرعاً ناپسندیدہ ہے اس سے بھی بچنا چاہئے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ہم نے بیٹی

کی شادی پر سب کچھ اس کو دے دیا اب اس کا کوئی حق نہیں، زندگی میں بھی اس کا کوئی حق نہیں، اور مرنے کے بعد میراث میں بھی اس کا کوئی حق نہیں۔ یہ سراسر اس کی حق تلفی ہے جو جائز نہیں۔ ہمارے دین میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عملی قبضہ ضروری ہے

زندگی میں مال و جائیداد کی تقسیم کے سلسلے میں ایک بات اور یاد رکھنی چاہئے کہ بعض والدین اپنی زندگی میں اپنی جائیدادیں اس طرح تقسیم کرتے ہیں وہ انہیں اپنے مختلف بیٹوں اور بیٹیوں کے نام کر دیتے ہیں۔ مثلاً فلاں مکان اس بیٹے کا، فلاں دکان اس لڑکے کی، فلاں فلیٹ اس بیٹی کا، اور فلاں پلاٹ فلاں لڑکی کا۔ لیکن یہ سب محض زبانی یا تحریری ہوتا ہے، باقاعدہ ہر ایک حصہ جدا کر کے عملاً اس کے قبضہ میں نہیں دیا جاتا بلکہ عام طور پر قبضہ والدین ہی کا رہتا ہے یا ایک قابل تقسیم جائیداد ایک سے زیادہ اولاد کے نام کر دی مثلاً ایک بڑی دکان یا مکان یا بنگلہ یا پلاٹ دو تین لڑکوں کے نام کر دیا، لیکن باقاعدہ تقسیم کر کے ہر ایک کے حصہ پر اس کا عملی قبضہ نہیں کروایا۔ یاد رکھئے! شرعاً اس طرح محض زبانی یا تحریری طور پر دینے اور نام کرنے کا کوئی اعتبار نہیں، اگر اس طرح جائیداد دی گئی تو کوئی اولاد اس کی مالک نہیں بنے گی، بلکہ وہ جائیداد بدستور باپ کی ملکیت میں رہے گی اور باپ کے مرنے کے بعد شرعی اصول کے مطابق وارثوں کے درمیان تقسیم کرنا ضروری ہوگا۔

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ تقسیم کرے، پہلے اس کے الگ الگ حصے کرے اور پھر اولاد کا عملی قبضہ کرائے اور اگر جائیدادیں مختلف ہیں تو کم از کم ان کے کاغذات اور ان کی چابیاں ان کے قبضہ میں دیدے اور باپ نے زندگی میں جائیداد تقسیم کر دی اور ان کے نام بھی کر دی، لیکن عملی قبضہ بالکل نہیں کروایا۔ ظاہر ہے کہ یہ ساری تقسیم بیکار ہے اس لئے کہ شرعاً کوئی جائیداد محض کسی کے نام کرنے سے وہ اس کا مالک نہیں بن جاتا اور جب مالک نہیں بنا تو باپ کے مرنے کے بعد شریعت کے مطابق دوبارہ اس کی تقسیم ضروری ہوگی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہو تو پہلے کسی مفتی سے اس کا مفصل طریقہ کار معلوم کرے اور پھر اس کے

مطابق تقسیم کرے تاکہ اس کی یہ شرعاً تقسیم معتبر ہو جائے۔

یہ بیٹی پر ظلم ہے

بہر حال، بیٹی کو کم دینا یا بالکل نہ دینا شرعاً ظلم ہے اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ﴾

یعنی جس شخص نے اپنے وارث کی میراث کو ختم کیا تو اللہ تعالیٰ جنت میں سے اس کا حصہ ختم کر دیں گے۔ بہر حال، یہ ساری ناانصافی دراصل اس جاہلانہ تصور کی بنیاد پر ہے جو زمانہ جاہلیت سے چلی آرہی ہے، جیسے کفار عرب لڑکی کو کسی قابل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ تو اس کو زندگی کا حق بھی نہیں دیتے تھے، اس کا تھوڑا سا اثر مسلمانوں کے اندر باقی ہے کہ وہ بیٹی کو میراث سے محروم کر دیتے ہیں۔ اور زندگی میں بھی مال و جائیداد کی تقسیم کرتے وقت اس کو محروم کر دیتے ہیں۔ اور رسمی طور پر شادی بیاہ میں برائے نام اسے کچھ دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کا حق ادا کر دیا اب باقی مال و جائیداد سے ان کا کوئی تعلق نہیں وہ صرف لڑکوں کے لئے ہے۔ مسلمانوں کا یہ طرز عمل درست نہیں۔ بلکہ زندگی میں بیٹی اور بیٹے کا حق برابر ہے۔ لہٰذا ان کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے ناانصافی کر کے گناہگار نہ ہونا چاہئے۔

البتہ جیسے اوپر عرض کیا کہ ضرورت کے مواقع پر کمی بیشی کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے کوئی بیٹی بہت محتاج اور فقیر ہے، اس کو مکان کی زیادہ ضرورت ہے جبکہ بیٹا مالدار ہے، اس کے پاس ہر چیز موجود ہے۔ اس لئے اگر وہ بیٹی کو بیٹے سے کچھ زیادہ دے دے تو چونکہ یہ ضرورت کی وجہ سے دیتا ہے، اس لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر سب ضرورت مند ہیں اور مالی اعتبار سے سب برابر ہیں تو پھر برابر دینا چاہئے کمی بیشی نہیں کرنی چاہئے۔

خلاصہ کی باتیں

پورے بیان کا خلاصہ دو باتیں ہوئیں: پہلی بات یہ ہے کہ بچی کی پیدائش پر غم و غصہ

اور نفرت کا اظہار ناجائز ہے، یہ ہرگز اسلام کا طریقہ نہیں ہے، اس نے اس کی مذمت کی ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور جب کسی کے گھر بچی پیدا ہو تو وہ اس کی پیدائش پر ایسی ہی مسرت کا اظہار کرے، جس طرح وہ بیٹے کی پیدائش پر اظہار مسرت کرتا ہے، البتہ اول میں بیٹے کی پیدائش کی زیادہ خوشی محسوس ہو تو مذموم نہیں یہ فطری بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی پرورش پر جو فضائل اور اجر و ثواب کا ذکر فرمایا ہے۔ اس پر یقین رکھے اور اس پر مطمئن رہے اور یہ سوچے کہ یہ ایک بچی بھی میرے لئے جنت میں جانے اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ لہٰذا انہایت خوش دلی کے ساتھ جس طرح بیٹوں کی پرورش کرتا ہے، اسی طرح بیٹیوں کی بھی پرورش کرے۔

بیٹا ہونے کا تعویذ

آخر میں بطور تحفہ ایک بات اور عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کے یہاں صرف بیٹیاں ہی بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں اور ان کو بیٹے کی خواہش ہوتی ہے اور جن کے یہاں بیٹیاں ہوتی ہیں ان کو ان کے رشتوں کی فکر بھی ہوتی ہے جو ایک فطری بات ہے۔ شریعت اس سے انکار نہیں کرتی اس لئے تدبیر کے درجے میں ایک عرض ہے کہ اگر کسی کے یہاں بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں اور اس کے یہاں بیٹا نہ ہوتا ہو تو اس کے لئے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیاض میں ایک عمل لکھا ہے وہ یہ کہ سورۂ یوسف کو کسی کاغذ پر باریک باریک اس طرح لکھے کہ اس کے حروف نہ ملیں اور پھر اس کو موم جامہ کرکے کوئی خاتون اپنے پیٹ پر باندھ لے، جب تک وہ تعویذ اس کے پیٹ پر بندھا رہے گا انشاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ بعض دوستوں نے اس کا تجربہ کرکے بتایا کہ ہم نے اس کو درست پایا۔

دوسرا عمل

ایک اور عمل مجھے اپنے بزرگوں سے حاصل ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب کسی کی بیوی امید سے ہو اور اس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمادے تو وہ عورت

اپنی شہادت کی انگلی کو اپنی ناف کے ارد گرد گھمائے اور اکتالیس مرتبہ "یا متین" پڑھے اور پڑھنے کے بعد یہ کہے کہ یا اللہ! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، میں نے اس کا نام آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر "محمد" رکھ دیا۔ اس عمل کی یہ برکت ہے کہ اسے لڑکا پیدا ہوتا ہے کیونکہ "محمد" نام کا لڑکا ہی ہوسکتا ہے، لڑکی نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ سب تدبیریں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو کسی کو ان تدبیروں کے بغیر لڑکا عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ تدابیر ایسی ہیں جیسے دوا کہ ایک ہی دوا ایک وقت میں کام کرتی ہے اور دوسرے وقت میں کام نہیں کرتی۔ دو مریض ہیں اور ان دونوں کو ایک ہی بیماری ہے، ایک دوا سے اس کو صحت حاصل ہو رہی ہے اور دوسرے کو اس سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ لہٰذا جس طرح دواؤں کے اثرات ہیں ان تدابیر کے اندر بھی اثرات ہیں، وہ اثرات دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کے محتاج ہیں۔ اب آدمی کا کام ہے کہ دوا بھی کرے، تدابیر بھی اختیار کرے اور اس کے ساتھ دعا بھی کرے۔ پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس پر راضی رہے۔ اسی کا نام عبدیت اور بندگی ہے۔

رشتے کے لئے مجرب عمل

اسی طرح آجکل ہمارے معاشرے میں بہت سے ماں باپ بچوں کے رشتوں کے سلسلے میں پریشانی کا شکار ہیں۔ اس کے بارے میں بھی بزرگوں سے ایک مجرب عمل منقول ہے، وہ یہ کہ جس لڑکے یا لڑکی کا رشتہ نہ ہوتا ہو، وہ روزانہ ایک مرتبہ سورۃ مریم پڑھ لیا کرے، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرے کہ یا اللہ! اپنے فضل سے مجھے نیک رشتہ عطا فرما۔ چالیس دن تک یہ عمل کرلے تو ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کیلئے رشتہ عطا فرما دیتے ہیں اور اگر چالیس دن تک یہ عمل کرنے کے بعد بھی رشتہ نہ ہو تو پھر دوسرا چلہ شروع کردے۔ اگر اس میں بھی کام نہ ہو تو تیسرا چلہ شروع کردے۔ تین چار چلوں کے بعد ان شاء اللہ ضرور رشتہ طے ہو جائے گا۔ تاہم جب تک مقصد پورا نہ ہو یہ عمل جاری رکھے۔ بہت سے حضرات نے اس کا بھی تجربہ کر کے بتایا کہ انہوں نے اس عمل کو مجرب پایا ہے۔

سب سے بڑا اور اصل وظیفہ تو دعا ہے۔ بس جس کی نرینہ اولاد نہ ہوتی ہو، وہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اگر بچوں کے رشتے نہ آتے ہوں تو وہ تنہائی میں دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر گڑگڑا کر دعا کرے، اور اس اہم کام کے لئے اس کا معمول بنالے، ان شاء اللہ ضرور رشتے ہو جائیں گے۔ تاہم یہ سب کام تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کام جس وقت کے لئے اور جہاں مقرر کر دیا ہے اس کے مطابق وہ کام ہوتا ہے۔ لہٰذا دعا کرتا رہے اور تقدیر پر ایمان کو تازہ کرتا رہے۔ اس سے آدمی کی پریشانی کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جائز تدبیر اختیار کرے، دعا کرے اور تقدیر کو یاد کرے اور اس پر راضی رہے اور تاخیر میں یا رشتہ وغیرہ نہ ہونے میں یہ سمجھے کہ میرے لئے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم کو سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بچہ اور ماں

اسمٰعیل میرٹھی

اچھی ماں مجھ کو بتا دو ابھی کیوں ہے بچے کی اتنی ائی
تم کو بچے سے کیوں ہے الفت کس لئے اس قدر محبت ہے
ماں نے بچے کو یوں جواب دیا حیف تم جانتے نہیں بیٹا
کیسا لیتا ہے یہ خوش وخرم نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم
نہ تو روتا نہ چلاتا ہے گود میں لیے ہمک کے آتا ہے
مسکراتا ہے ہنسی خوشی ہوکر جیسے چڑیا مگن ہو ڈالی پر
جب کہ سونے کا وقت ہے آتا میرے سینے سے ہے چمٹ جاتا
جب کہ آنکھوں میں نیند آتی ہے بستر اس کا میری چھاتی ہے
نیند لے کر اٹھی خوشی اٹھی پھول گویا کھلا چنبیلی کا
لگ گئی بھوک کہہ نہیں سکتا پیاری نظروں سے ہے مجھے تکتا
پیار کا میرے بس یہی ہے سبب
نہیں آتا بیان میں مطلب

ماں اور بچہ

اسمٰعیل میرٹھی

بولی بچے سے ماں میرے پیارے صدقے امی جواب دو پیارے
کہ ہے بچے کو ماں سے الفت کیوں رکھتا ہے اس قدر محبت کیوں
دیا بچے نے یوں جواب اس کو دست ہے امی خبر نہیں تم کو
مجھ کو تکلیف سے بچاتی ہو پیار سے گود میں بٹھاتی ہو
جی مرا بد مزہ اگر ہوجائے میرے دکھ کا تمہیں اثر ہوجائے
مجھ کو جو درد ہو تم کو حیرانی چپکے چپکے کرو نگہبانی
پیار کرتی ہو منہ دھلاتی ہو اچھے کھانے مجھے کھلاتی ہو
اور سب جو آرہے ہیں نظر تم زیادہ ہو مہرباں مجھ پر
چاہتا ہوں زیادہ سب سے تمہیں چاہتا ہوں اسی سبب سے تمہیں
پیاری اماں کہا نہیں جاتا
نہیں مطلب بیان میں آتا

☆☆☆☆☆☆☆

ماں کی نصیحت

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے
اور جو بدزیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم مری
تم وزن کے زیوروں کو لوگ سمجھے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جان آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام
چلتے ہیں جس کے ذریعے سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اور نصیحت تاکہ تیرے جھمکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں
گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے بچے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو
کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں

تمہیں بازو کی اے بیٹی تیری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے مری جاں زیور خلخال کو
پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نور بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھیلے گر نہ میری جاں کہیں
(ماخوذ از بہشتی زیور)

☆☆☆☆☆

ایک ماں کی نصیحت عہد نو کی بیٹی کے نام

ساتھ ہرگز نہ بے خبر کے چل   تو مری مان لے سنور کے چل
تیرا ماحول کیا بگاڑے گا   اتنا ماحول سے نہ ڈر کے چل
میری بیٹی حجاب کر کے چل

پھول صبر و رضا کے کچھ چن لے   ہار صبر کے اب بن لے
تجھ کو بننا ہے گر سعادت مند   اپنی ماں کی نصیحتیں سن لے
میری بیٹی حجاب کر کے چل

پردہ کرنا تو تیری فطرت ہے   پردہ کرنے میں حق کی راحت ہے
ہو جا پابند تو بھی پردے کی   تیری عفت کی یہ ضمانت ہے
میری بیٹی حجاب کر کے چل

اب نہ نسوانیت سے توبہ کر   فحش و عریانیت سے توبہ کر
آہ جو ہے شعار مغرب کا   ایسی حیوانیت سے توبہ کر
میری بیٹی حجاب کر کے چل

بے حیائی تو کفر کا گھر ہے   تو کہ مشرق کی ایک دختر ہے
پردہ تیری اساس ہستی ہے   پردہ دراصل تیرا زیور ہے
میری بیٹی حجاب کر کے چل

☆☆☆☆☆

سیرت زہرہ رضی اللہ عنہا پہ کر عمل

آنکھوں کی بندگی ہے نگاہیں جھکا کے چل
شانوں سے گر گیا ہے دوپٹہ اٹھا کے چل

قوموں کی زندگی تیری آغوش میں نہاں
قوموں کی زندگی کا مقدر بنا کے چل

آنکھوں کے تیر تیرے بدن سے پرے رہیں
شرم و حیا کو اپنا لبادہ بنا کے چل

گر ہو سکے تو سیرت زہرہؓ پہ کر عمل
اس زندگی کو یوں نہ تماشا بنا کے چل

بن جا شعار عظمت اسلاف کا نشاں
ہر اک نگاہ سے دامن عصمت بچا کے چل

مانا ہوا خراب ہے، ماحول بھی غلیظ
گر ہو سکے تو ساتھ نہ ایسی ہوا کے چل

ناصر کی تیری حرمت و عفت عزیز ہے
اس دار نامراد سے دامن بچا کے چل

☆☆☆☆☆

سن اے جان حیاداری

سن اے شہ ناز خاتون حرم جان حیاداری مبارک ہے تیری پاکیزگی تیری خوش اطواری
بطرز مریمؑ و زینبؓ تیری تہذیب ہے پیاری تیرے کردار کے لائق نہیں مغرب کی فنکاری

سن اے تمکین و انداز حیا سے دیکھنے والی
تیری غیرت میں مضمر ہے تیری شان خوش اقبالی

تجھے معلوم ہے تصویر عفت تجھ کو کہتے ہیں تیرا وہ مرتبہ ہے اپنی عزت تجھ کو کہتے ہیں
تجھے پردہ مبارک ہو عورت تجھ کو کہتے ہیں جو گلشن سے نہ باہر ہو وہ نکہت تجھ کو کہتے ہیں

حریم ناز ہے تیری یہ گھر کی چار دیواری
جسے کہتے ہیں زنداں آج کل زندان بازاری

جو نامحرم کے سامنے تزئین تصویر ہوتی ہے نسائیت کو اس سے کوئی توقیر ہوتی ہے
زیادہ سے زیادہ حسن کی تشہیر ہوتی ہے دلوں پر جو نہ ہونی چاہیے، تاثیر ہوتی ہے

کنیزِ مصطفیٰ! زیب نہیں رتبہ کم تجھ کو
حجازی شان رکھو کہتے ہیں خاتونِ حرم تجھ کو
وہ ناداں ہیں جو تجھ کو رونقِ محفل سمجھتے ہیں | تجھے ہم شمعِ خلوت، زینتِ گھر سمجھتے ہیں
بشرط حسنِ عصمت قدر کے قابل سمجھتے ہیں | اور اپنی جان اپنی روح اپنا دل سمجھتے ہیں
جو پردے کے مخالف ہیں تو ان کے دام میں آ نا
خدا ہے تیرا منہ کھولے ہجومِ عام میں آ نا

شفیق جون پوری مرحوم

☆☆☆☆☆

میرے سرتاج میں بے پردہ نہیں ہو سکتی

مجھ کو بے پردہ نکلنے پہ نہ مجبور کرو | اے مرے ہمدم و دمساز و رفیق و سرتاج
آپ کہتے ہیں کہ پردہ تو ہے فرسودہ رواج | میں سمجھتی ہوں کہ پردہ ہے خواتین کی لاج
شرم و غیرت کو کچلنے پہ نہ مجبور کرو
قدرِ نسوانیت زن انہیں کیا معلوم | اپنے جلووں کی نمائش پہ جو اتراتی ہیں
اپنی غیرت کو جو بازار میں لے آتی ہیں | خود ہوس ناک نگاہوں میں الجھ جاتی ہیں
دولتِ پاکیزگیٔ حسن سے ہیں وہ محروم
بے حجابانہ پھروں سیر گہوں میں تن کر | میرے سرتاج کبھی ہو نہ سکے گا ایسا
اپنی عفت کو کروں خود ہی ذلیل و رسوا | دین فطرت کے تقاضوں کو بھلا کر توبہ
اور سڑکوں پہ چلوں مردِ مؤنث بن کر
اپنی خود داری و غیرت کو نہیں کھو سکتی
میرے سرتاج میں بے پردہ نہیں ہو سکتی

(رضوان لکھنؤ)

☆☆☆☆☆

ایمان والی بہنوں سے

دل کو ایمان کی زینت سے سجاؤ بہنو
اپنے شوہر کے لئے خود کو بچاؤ بہنو
اپنے چہرے پہ ملو خوب وضو کا غازہ
تن نمازوں کے لباسوں سے سجاؤ بہنو

پہنو کانوں میں نصیحت کے کرن پھول ضرور
سرمہ آنکھوں میں بصیرت کا لگاؤ بہنو

اپنے بالوں میں کرو صدق و صفا کی کنگھی
روشن علم نبی ﷺ سر میں لگاؤ بہنو

مانگ سنت کے طریقے سے نکالو سیدھی
فکر سے آثار ضلالت کے مٹاؤ بہنو

نیک باتوں کی لبوں پہ ہو تمہارے سرخی
مہندی ہاتھوں میں سخاوت کی رچاؤ بہنو

ذکر کے ہار کو تم اپنے گلے میں ڈالو
پھول چوٹی میں درودوں کے لگاؤ بہنو

روز قرآن کے آئینے میں رخ کو دیکھو
خوب سنگار کرو خود کو سجاؤ بہنو

ہاتھ اللہ کے آگے ہی تمہارے پھیلیں
سر کو دربار خدا ہی میں جھکاؤ بہنو

شرک و بدعات ہیں دوزخ کے شرارے بیشک
خود کو دوزخ کے شراروں سے بچاؤ بہنو

قبر پہ جا کے نہ ہرگز بھی چڑھاؤ چادر
کسی مرقد پہ نہ تم شمع جلاؤ بہنو

وہ ہو روزی کہ ہو دولت وجاہ و صحت
مانگنے حق کے ہی دربار میں آؤ بہنو

حسن اخلاق سے شوہر کو بناؤ عاشق
کسی عامل کے کبھی پاس نہ جاؤ بہنو

سجدہ جو حق کے سوا ہوتا روا تو اس کو
دیکھو خاوند کی عزت نہ گھٹاؤ بہنو

اپنے ماں باپ کی خدمت میں نہاں ہے جنت
ہو میسر تو یہ دولت نہ گنواؤ بہنو

خود کو شیطان کی آنکھوں میں نہ لاؤ ہرگز
اپنی آنکھوں کو شیاطیں سے بچاؤ بہنو

سینما آگ ہے دامن کو بچاؤ اس سے

ان میں ایمان کا خرمن نہ جلاؤ بہنو

جھوٹ بولو نہ کبھی اور کبھی غیبت نہ کرو

اپنی بہنوں کو نہ آپس میں لڑاؤ بہنو

ہر گھڑی ساس سسر کا بھی ادب ہو محفوظ

دل کو بالکل نہ کبھی ان کے دکھاؤ بہنو

جو ملاقات کسی سے ہو کرو پہلے سلام

دین کی بات کوئی اس کو سکھاؤ بہنو

دین و دنیا کے سلیقے بھی سکھاؤ سب کو

علم دیں کا بھی انہیں شوق دلاؤ بہنو

یاد رکھو ہے شرافت کی نشانی پردہ

شر و آفت ہے اسے چھوڑنا جاؤ بہنو

زیور علم سے بچوں کو سجاؤ اپنے

دین و دنیا کا انہیں علم پڑھاؤ بہنو

رشتہ داروں کو جو اللہ سے غافل دیکھو

اچھی باتوں سے انہیں راہ پہ لاؤ بہنو

{ماخوذ معہ ترمیمات واضافات}

☆☆☆☆☆

فیشن کی وبا

بول آزادی کا کہنا آج کل فیشن میں ہے

دین حق سے دور رہنا آج کل فیشن میں ہے

پردہ تو کیسا کہیں تھا اب زمانہ اور ہے

چست پہناوا پہننا آج کل فیشن میں ہے

مرد و عورت کی نظر ملنا کبھی معیوب تھی

برملا دونوں کا ملنا آج کل فیشن میں ہے

غیرت و شرم و حیا عورت کی پہلے شان تھی

میلوں میں بے پردہ پھرنا آج کل فیشن میں ہے

بے محابا گھر سے باہر عورتیں جاتی نہ تھیں

ناچ گانوں میں تھرکنا آج کل فیشن میں ہے

کیوں تماشوں سے منع کرتے ہیں مولانا ہمیں
جب کہ تھیٹر اور سینما آج کل فیشن میں ہے

برتھ ڈے کیک کا کاٹنا ہے پیارے کے لئے
ہاں تعجب اس کا واللہ آج کل فیشن میں ہے

کس طرح بچیں گی تبرج سے کہیں اب مرد و زن
کالجوں میں مل کے پڑھنا آج کل فیشن میں ہے

اب کہاں ہے ذوق و شوق علم دین خاتون کو
بلکہ انگریزی کا پڑھنا آج کل فیشن میں ہے

مسجدیں ویران ہیں آباد میخانے ہیں اب
رات دن مستی میں رہنا آج کل فیشن میں ہے

لڑکیوں کو بھی ضرورت دینی تعلیم کی
دنیوی تعلیم دینا آج کل فیشن میں ہے

جی تو چاہتا ہے شریعت پر ہر ایک تقریب ہو
ٹھاٹھ سے ہر کام کرنا آج کل فیشن میں ہے

دین والوں کو کہاں ہے پاس دین مصطفیٰ ﷺ
کامران خوش بخت ہو رہتے آج کل فیشن میں ہے

ہر برائی کے لئے جو ایک بہانہ خوب ہے
دین سے آزاد رہنا آج کل فیشن میں ہے

کس کو کہئے اب تبسم زاد دین حق کی بات
صلح کل ہو کر کے رہنا آج کل فیشن میں ہے

☆☆☆☆☆

بچوں کیلئے مناجات

اے خدائے پاک رحمن و رحیم — قاضی الحاجات و وہاب و کریم

اے الٰہ العالمین اے بے نیاز — دین و دنیا میں ہمارے کارساز

تو ہی معبود اور تو ہی مقصود ہے — تیرے ہی ہاتھوں میں خیر و جود ہے

ہم ترے بندے ہیں اور تو ہے خدا — تو کریم مطلق، اور ہم ہیں گدا

ہم گنہگار اور تو غفار ہے — ہم بھرے عیبوں سے، تو ستار ہے

ہم ہیں بے کس اور تو بے کس نواز — ہم ہیں ناچار اور تو ہے چارہ ساز

تو وہ قادر ہے کہ جو چاہے کرے — جس کو چاہے دے، جسے چاہے نہ دے

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے — در تیری رحمت کے ہر دم ہیں کھلے

تیرے ہی در پر ہاتھ پھیلاتا ہے جو — پا ہی لیتا ہے وہ ہر مقصود کو

مانگنا ہم پر کیا ہے تو نے فرض — اور سکھا ہم کو دیئے آداب عرض

بلکہ مضمون بھی ہر اک درخواست کا — ہم کو یارب تو نے خود سکھلا دیا

مانگنے کو بھی ہمیں فرما دیا — مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلا دیا

ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے — جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے

ہر طرف سے ہو کے ہم خوار و تباہ — آ پڑے اب تیرے در پر یا الٰہ

گرچہ یارب ہم سراپا ہیں بُرے — اب تو لیکن آ پڑے در پر ترے

دل میں ہیں لاکھوں تمنائیں جلوہ گر — ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے مگر

تو غنی ہے اور ہم ہیں بے نوا — کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا

ہے تو ہی حاجت روائے دو جہاں — ہم ترا در چھوڑ کر جائیں کہاں

اپنی رحمت ہم پہ اب مبذول کر — یہ مناجات اور دعا مقبول کر

(مناجات مقبول)

---

(۱) بہت مہربان (۲) عبادت (۳) بہت بخشنے والا (۴) عیبوں کو چھپانے والا (۵) غریبوں کو دینے والا (۶) درخواست کرنے کے طریقے (۷) [illegible] (۸) رحمتیں (۹) ذلیل (۱۰) فقیر (۱۱) بے ضرورت (۱۲) قبول (۱۳) متوجہ

بچوں کی دُعاء

اے سب کی دُعا سننے والے! اے ربِ جہاں اے مالکِ دیں
فریاد ہماری بھی سن لے ہم بیکس مٹ جائیں نہ کہیں

جو کچھ بھی نہ تھے وہ سب کچھ ہیں، ہم سب کچھ تھے اب کچھ بھی نہیں
نہ وہ علم و ادب نہ وہ جوہر نہ وہ شعور و فکر و ذہن و جذبے سے نہ جبیں

ہم وہ جو چراغِ گشتہ تھے پھر ابرِ سیہ بن کر برسے
گلہائے شگفتہ بستاں تھے مرجھائے ہوئے پھر گرد و زمیں

جس سر پہ تاجِ بلندی تھا، جو تیرے آگے جھکتا تھا
آخر وہ جھکے کس کس در پہ ہو خوار تیرا اے عرش نشیں!

ہم رو کہیں اتری غیروں پہ نظر! تو غیر کو دے ہم دستِ نگر
ہم خاک بسر تیرے ہو کر! اور تو بخشے آسمان نگیں

جو دامن علم کے پھولوں سے لبریز رہا اب خالی ہے
پھر دامن خالی کو بھر دے تو پھر ہم تو گر دے گل چیں

دامانِ طلب پھیلائے ہیں ہم، تجھ سے ہاتھ اٹھائے ہیں ہم
ہے دل میں تمنا لب پہ دُعا، آنکھوں میں نمی، جیتا ہے جبیں

ہم تیرے غلاموں کے بچے پھر عہدِ غلامی کرتے ہیں
پھر سب کچھ دے سب کچھ کر دے کیا ہے جو تری قدرت میں نہیں

پھر سے رگ رگ میں جوشِ عمل پھر جسم کو دے وہ زور وہ بل
جنت بن کر کے اتنا ہی اٹھیں، پھر چمکیں بن کر نیرِ دیں